THE Globe

GLOBEN LE GLOBE DER GLOBUS
EL GLOBO O GLOBO विश्व द ग्लोब گلوب

WORLD'S CHILDREN'S PRIZE MAGAZINE #64/65 2017/2018

VOTE! RÖSTA!
¡VOTA! WÄHLT!
வாக்களிப்பீர் رای دهید
ဆန္ဒမဲထည့်ခြင်း! मत
တၢ်ထၢနှာ်တၢ်ဖး! !:ووټ
ลงคะแนน! मतदान
!:ووٹ !صوّت
HÃY BẦU!

WORLD'S CHILDREN'S PRIZE FOR THE RIGHTS OF THE CHILD

PRIX DES ENFANTS DU MONDE POUR LES DROITS DE L'ENFANT

PREMIO DE LOS NIÑOS DEL MUNDO POR LOS DERECHOS DEL NIÑO

PRÊMIO DAS CRIANÇAS DO MUNDO PELOS DIREITOS DA CRIANÇA

DER PREIS DER KINDER DER WELT FÜR DIE RECHTE DES KINDES!

बाल अधिकारों हेतु विश्व बाल पुरस्कार

बाल अधिकारका लागी विश्व बाल पुरस्कार

بچوں کے حقوق کے انعام کا عالمی پروگرام

بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام

بچوں کے حقوق کیلئے

4 .... بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام کیا ہے؟
6 .... بچوں کی جیوری سے ملیں!
9 .... پختہ ارادوں والے بچوں کے حقوق کے سفیر جیوری میں
10 .... بچے کے حقوق کیا ہیں؟
12 .... دنیا میں بچوں کے حالات کیسے ہیں؟
14 .... جمہوریت کی طرف گامزن
17 .... پوری دنیا میں عالمی ووٹ
آئیں برما، کیمرون اور دوسرے ممالک کے بارے میں جانیں۔
بچوں کے حقوق کے سفیر اور ان بچوں سے ملیں جو اپنے حقوق کیلئے
ووٹ ڈالتے ہیں!
اس سال کے بچوں کے حقوق کے ہیروز
46 .... گیبریل انٹونیو میجا منٹویا
66 .... ریچل للوئڈ
86 .... ویلریونکولے
106 .... بچوں کی عالمی پریس کانفرنس
107 .... ہم بچوں کے عالمی حقوق کے انعام کے سرپرست ہیں
108 .... ہم بچوں کے حقوق کا جشن مناتے ہیں
109 .... کچرے سے پاک نسل
116 .... کچرے سے پاک دن

گلوب کے اس شمارے میں
شامل لوگ مندرجہ ذیل
ممالک میں رہتے ہیں

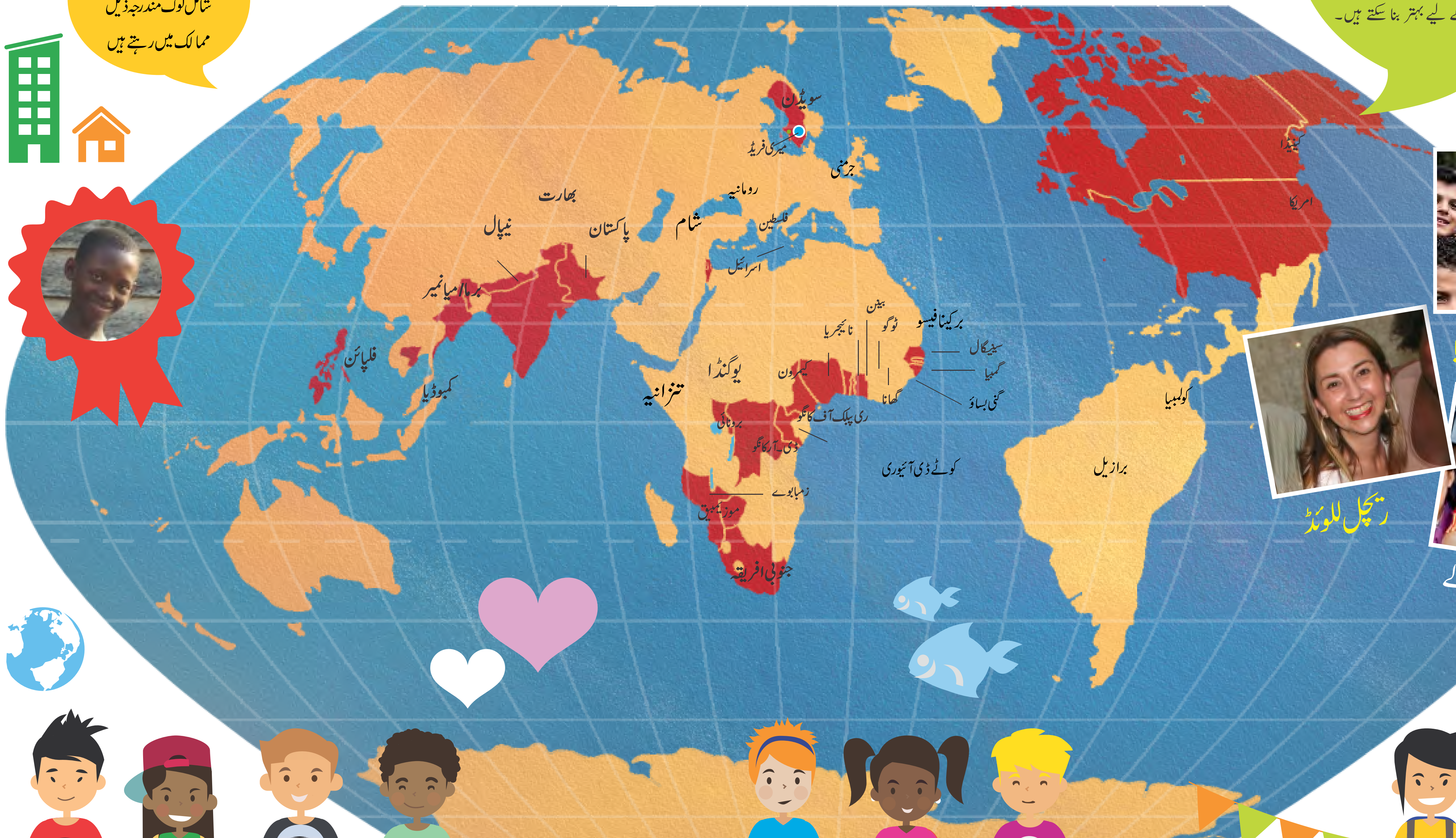

ہیلو!

گلوب رسالہ آپ اور ان تمام دوسرے نوجوانوں کے لئے ہے جو بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام میں حصہ لیتے ہیں۔ یہاں پر آپ دنیا بھر سے اپنے دوست بچوں سے مل سکتے ہیں، اپنے حقوق کے بارے میں جان سکتے ہیں اور وہ طریقے سیکھ سکتے ہیں جن سے ہم دنیا کو رہنے کے لیے بہتر بنا سکتے ہیں۔

گیبریل انٹونیو میج یا منٹویا

ریچل للوئڈ

ویلریونکولے

World's Children's Prize Foundation
Box 150, SE-647 24 Mariefred, Sweden
Tel. +46-159-12900
info@worldschildrensprize.org
www.worldschildrensprize.org
facebook.com/worldschildrensprize
Insta @worldschildrensprize
youtube.com/worldschildrensprize
twitter @wcpfoundation

ISSN 1102-8343

Editor in chief and responsible publisher: Magnus Bergmar
contributors to issues 64-65: Carmilla Floyd Andreas Lonn, Erik Halkjaer, Johan Bjerke, Jesper Klemedsson, Joseph Rodriquez, Kim Naylor, Joanna Pelirocha, Totonel Horvat, Ali Haider, Marlene Winber, Sofia Marcetic, Linus Nystrom, Jan-Ake Winqvist, Keep Sweden Tidy Translation: Semantix (English, Spanish), Cinzia Gueniat (French), Glenda Kolbrant (Portugese), Preeti Shankar (Hindi) Arslan Anwar Joyia (Urdu).
Design: Fidelity **Cover Photo:** Sofia Marcetic
Back Cover: Linus Nystrom **Printer:** PunaMsta Oy
Urdu Printing: BRIC Pakistan

Thanks! Tack! Merci ! ¡Gracias! Danke! Obrigado! CẢM ƠN ကျေးဇူး شکریہ:! တၢ်ဘျုး ขอบคุณ شُكراً! سپاس நன்றி धन्यवाद مهرباني:!

HM Queen Silvia of Sweden The Swedish Postcode Lottery Forum Syd Sida Julia & Hans Rausing Trust Queen silvia's Care About the Children foundation Surve Family Foundation Crown Princess Margareta's Memorial fund Giving Wings Sparbank Foundation Rekarne Keep Sweden Tidy Swedish Olympic Committee

All Child Rights Sponsors and donors Altor Microsoft Google ForeSight Group Twitch Health Capital UC allabolag Helge Ax:son Johnson Foundation PunaMusta Gripsholm Castle Administration Svenska Kulturparlor ICA Torghallen Skomakargarden Roda Magasinet Eric Ericson International Choral Centre Lilla Akademien Rotary District 2370

جس لڑکی کی تصویر میگزین کے شروع میں دی گئی ہے اس کا نام نیتا ہے اور اس کا تعلق نیپال سے ہے، اور وہ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام سے بات کر رہی ہے۔ نیتا بچوں کے حقوق کی سفیر اور بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی جیوری ممبر بھی ہے۔

The lottery for a better world

بچوں کے انعام کا عالمی پروگرام کیا ہے؟

کیا آپ دنیا کو رہنے کے لئے بہتر بنانے کیلئے اہم کردار ادا کرنا چاہتے ہیں؟ جیسا کہ بچوں کے حقوق کے ہیروز اور اس رسالے میں موجود بہت سے بچے ہیں، پھر بچوں کے انعام کا عالمی پروگرام آپ کی مدد کر سکتا ہے۔ بچوں کے حقوق کے ہیروز کے بارے میں جان کر اس صورت میں آپ اور بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں:

* رحمدلی
* سب کیلئے برابری کے حقوق
* بچوں کے حقوق
* انسانی حقوق
* جمہوریت کیسے کام کرتی ہے
* ہم ناانصافی، غربت، نسلی امتیاز اور ظلم کے خلاف کیسے جدوجہد کر سکتے ہیں
* اقوام متحدہ کے عالمی اہداف، جن کو پوری دنیا کے ممالک نے تسلیم کیا ہے کہ کس طرح 2030 تک ماحولیاتی آلودگی کو قابو کر کے دنیا کو رہنے کیلئے اچھا بنایا جا سکتا ہے۔

تبدیلی لانے والے بنیئے

موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تبدیلی ساز بنیں اور لوگوں کو برابری کے حقوق دلانے کیلئے کھڑے ہو جائیں! اپنی آواز کو دوسروں تک پہنچاتے ہوئے اس کو لوگوں کی زندگیوں میں شامل کریں جہاں آپ رہتے ہیں، ابھی اور آنے والے وقت میں بھی۔ دوسرے لاکھوں بچوں کے ساتھ مل کر، آپ ان کے ساتھ شامل ہو کر دنیا کو اور پیار بھری بنا سکتے ہیں جہاں پر ہر ایک کے ساتھ برابری کا سلوک کیا جائے، جہاں پر بچوں کے حقوق کا احترام کیا جائے اور جہاں پر لوگ اور پورا خطہ ترقی کرے۔

بچوں کے انعام کا عالمی پروگرام
نومبر 2017 سے شروع ہو کر 16 مئی 2018 تک چلے گا۔
آپ اپنے ووٹوں کے نتائج 16 اپریل تک بھجوا سکتے ہیں۔

جمہوریت اور حقوق آپ کی زندگی میں

سب سے پہلے اس بات کو تلاش کریں کے جہاں آپ رہتے ہیں وہاں پر بچوں کے حقوق پر اقوام متحدہ کی کنونشن کو کتنی عزت دی جاتی ہے، مثال کے طور پر سکول میں۔ آپس میں بات چیت کریں کے کس طرح آپ بچوں کی بہتری کے لئے اپنے محلے یا ملک میں کام کر سکتے ہیں؟ کیا آپ ان مسائل پر اپنی آواز اٹھا سکتے ہیں جو آپ پر اور آپ کے دوستوں پر اثر انداز ہوتے ہیں؟ اور جمہوریت کی تاریخ کا مطالعہ کریں، اگر آپ چاہتے ہیں، اپنے سکول میں بچوں کے انعام کا عالمی پروگرام کا کلب شروع کریں۔

(مزید صفحہ نمبر 10، 11، 14-16 پر)

پوری دنیا میں بچوں کے حقوق

بچوں کے حقوق پر اقوام متحدہ کی کنونشن دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی بچے ہیں سب کیلئے ہے۔ بچوں کی جیوری سے زیادہ سے زیادہ سیکھیں، بچوں کے حقوق کے عالمی انعام کے پروگرام کے سفیر اور جو بچے ان کو بچاتے ہیں اور ان کی طاقت بڑھاتے ہیں۔ اس بات کو جانئے کہ اس وقت پوری دنیا میں بچوں کے حقوق کی کیا حالت ہے۔

(مزید صفحہ نمبر 6-9، 12، 13، 17-45 پر)

بچوں کے حقوق کے ہیروز سے ملیں

ہر سال، بچوں کے حقوق کے ہیروز میں سے 3 کو بچوں کے انعام کے عالمی پروگرام کے لئے چنا جاتا ہے۔ ان کو جاننے کیلئے اور ان بچوں کو جو اپنی زندگی کی کہانیوں کے ذریعے لڑتے ہیں۔

(مزید صفحہ نمبر 46-105 پر)

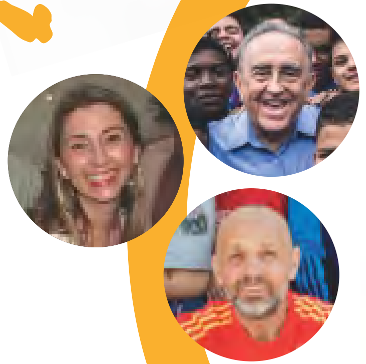

اب تک دنیا بھر سے 4 کروڑ 60 لاکھ بچے "بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے" ذریعے بچوں کے حقوق اور جمہوریت کے بارے میں بہت کچھ سیکھ چکے ہیں۔
116 ممالک کے 70 ہزار سے زیادہ سکول " گلوبل فرینڈ سکول " کے طور پر رجسٹرڈ ہو چکے ہیں اور وہ بچوں کے عالمی پروگرام میں حصہ لیتے ہیں۔

عالمی ووٹ

ایک بار جب آپ اپنے حقوق اور بچوں کے حقوق کے ہیروز کے بارے میں سیکھ جاتے ہیں، تو آپ عالمی ووٹ میں شریک ہو جاتے ہیں۔ عالمی ووٹ کیلئے تاریخ مقرر کریں اور اس سے پہلے وقت میں ہر چیز کو تیار کریں جو کہ ایک جمہوری الیکشن کیلئے کی جاتی ہے، الیکشن کروانے والوں سے لے کر ووٹ ڈالنے والے بکس تک ہر چیز تیار کریں۔ اپنے عالمی ووٹ کا تجربہ کرنے کیلئے والدین، سیاستدان اور میڈیا کو دعوت دیں۔ ووٹ بکس اور ویب سائٹ کے ذریعے اپنے سکول کے نتائج کی رپورٹ دیں۔ مزید صفحہ نمبر 17- 45 پر

ایک بڑا اعلان

جب لاکھوں بچوں کے ووٹ اکٹھے ہو جاتے ہیں، پھر اعلان کیا جاتا ہے کس نامزد امیدوار نے بچوں کے حقوق کے ہیرو کی حیثیت سے زیادہ ووٹ حاصل کئے ہیں اور پھر اس کو بچوں کے حقوق کیلئے بچوں کے انعام کا عالمی پروگرام کا انعام دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان دو امیدواروں کو بھی بچوں کے انعام کے عالمی پروگرام کا اعزازی انعام دیا جاتا ہے۔ پورے سکول کو اکٹھا کر کے نتائج کا اعلان کیا جاتا ہے! اور مقامی میڈیا کو بچوں کے انعام کے عالمی پروگرام کی کانفرنس میں بلایا جاتا ہے، جو کہ ایک ہی وقت میں کئی ممالک میں منعقد کی جاتی ہے۔ بچوں کے حقوق کے ہیروز بتاتے ہیں اور بات کرتے ہیں کہ کس قسم کی مزید بہتری وہ بچوں کے حقوق کے لئے لا سکتے ہیں۔ (مزید صفحہ نمبر 106 پر)

کیا آپ جانتے ہیں؟

بچوں کے انعام کا عالمی پروگرام دنیا کا سب سے بڑا تعلیمی پروگرام ہے جو لوگوں کی برابری اور بچوں کے حقوق، جمہوریت اور پائیدار ترقی کی بات کرتا ہے۔

اس کو خوشی کا تہوار بنائیں

گرپس ہولم محل میری فریڈ سویڈن میں ایک بہت بڑی تقریب کا اہتمام کیا جاتا ہے، جس کے فرائض بچوں کی جیوری سنبھالتی ہے، تمام بچوں کے حقوق کے ہیروز کو عزت اور رقم کی صورت میں انعام دیا جاتا ہے جس سے ان کو بچوں کے لئے کام کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ملکہ سلویا بچوں کی جیوری کے ممبرز کو انعام دینے میں مدد کرتی ہے۔ بعد میں بہت سے سکول اپنے طور پر اختتامی تقریب کا اہتمام کرتے ہیں، جہاں پر بچوں کے انعام کے عالمی پروگرام کی ویڈیو دیکھاتے ہیں اور بچوں کے حقوق کا جشن مناتے ہیں۔

(مزید صفحہ نمبر 108 پر)

کچرے سے پاک نسل

16 مئی کو، پوری دنیا کے بچے کچرے سے پاک دن کو تہوار کے طور پر مناتے ہیں۔ اپنے علاقہ، سکول اور گلی محلوں سے کچرا اٹھا کر آپ بھی کچرے سے پاک دنیا کا حصہ بنیں اور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسروں سے بات کریں کہ کس طرح آپ ان کو اور پوری دنیا کے بچوں کو صاف ستھرا اور صحت مند ماحول دے سکتے ہیں۔ (مزید صفحہ نمبر 109-116 پر)

بچوں کے عالمی انعام کے لئے عمر کی حد

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام میں ہر وہ بچہ جس کی عمر 10 سے 18 سال تک ہے حصہ لے سکتا ہے۔ (یو این کنونشن میں یہ کہا گیا ہے کہ آپ 18 سال کی عمر کو پہنچنے تک بچے رہتے ہیں)۔ گلوبل ووٹ میں حصہ لینے کیلئے آپ کو اپنے نامزد امیدواروں کے بارے میں جاننا اشد ضروری ہے کہ وہ بچوں کے حقوق کے لیے کس طرح کوشاں رہتے ہیں۔ بعض اوقات ان کی زندگیوں کو بہت حد تک پامال کیا جاتا ہے اور ان کی کہانیاں چھوٹے بچوں کو خوف زدہ کر دیتی ہیں۔ حتی کہ بڑے بچے بھی ان سخت حالات کے بارے میں پڑھ کر بہت پریشان ہو جاتے ہیں۔ یہ بہت ضروری ہے کہ ان بچوں کی راہنمائی کے لیے بڑے ان کی مدد کریں تا کہ بچوں کو کسی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

Follow us on social media!
www.worldschildrensprize.org
@worldschildrensprize
@worldschildrensprize
worldschildrensprize
@wcpfoundation

*16 مئی کو کچرے سے پاک دن ہوتا ہے، لیکن آپ اس ہفتے میں اپنے سکول میں کسی بھی دن منا سکتے ہیں۔

2017 کی چائلڈ جیوری
ملکہ سلویا اور سویڈن کے بچوں کے منسٹر، ایسا ریگنر

بچوں کی چائلڈ جیوری (فیصلہ کمیٹی) سے ملیں!

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام میں شریک چائلڈ جیوری کے ارکان اپنی ہی زندگیوں کے تجربات کی وجہ سے بچوں کے حقوق کے ماہر ہوتے ہیں۔ اس جیوری میں شامل ہر بچہ بنیادی طور پر پوری دنیا کے بچوں کی نمائندگی کرتا ہے جو ایسے ہی حالات سے گزر رہے ہوتے ہیں جن کا وہ خود سامنا کر چکا ہوتا ہے وہ اپنے ملک اور اپنے خطے کے بچوں کی نمائندگی کرتا ہے اور جب ممکن ہو تو تمام خطوں اور بڑے مذاہب سے بچے اس جیوری میں شامل کیے جاتے ہیں۔

☆ جیوری کے ارکان اپنی زندگی کے تلخ تجربات اور حقوق کی پامالی جو ان کی زندگیوں میں ہو چکی ہوتی ہے، کے خلاف جدوجہد کرتے ہیں۔ اس طرح وہ دنیا بھر میں موجود لاکھوں بچوں کو ان کے حقوق کے بارے میں بتاتے ہیں۔ وہ 18 سال کی عمر تک جیوری کے ممبر رہ سکتے ہیں۔

☆ ہر سال چائلڈ جیوری بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے لیے تمام امیدواروں میں سے تین حتمی امیدواروں کا انتخاب کرتی ہے۔

☆ جیوری میں شامل بچے ''بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام'' کے ذریعے اپنے ملک اور پوری دنیا میں بچوں کے حقوق کے سفیر ہوتے ہیں۔

☆ چائلڈ جیوری بچوں کے عالمی انعام کے سالانہ پروگرام ''گرینڈ فینالے'' کا انعقاد کرتی ہے۔ اسے ایوارڈ کی تقریب بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ہفتے پر مشتمل ہوتا ہے اور اس دوران یہ بچے سویڈن کے مختلف سکولوں کا دورہ کرتے ہیں اور اپنی زندگیوں میں آنے والی مشکلات اور بچوں کے حقوق سے متعلق بات چیت کرتے ہیں۔

اگر آپ www.worldschildrensprize.org کی ویب سائٹ پر جائیں تو ان بچوں کی کہانیاں تفصیل سے پڑھ سکتے ہیں۔

بچوں کی جیوری کے ممبرز ایک دوسرے کی ہر کام میں مدد کرتے ہیں، یہاں تک کہ بال بنانے میں بھی۔

جون نارا

ڈیومرسی

نیٹا

شمعون

نیتا

جون نارا (برازیل) 17 سال

جون نارا برازیل کے مقامی باشندوں کے بچوں کی نمائندگی کرتی ہے اور ان کے حقوق کے لئے لڑتی ہے اور ایسے بچوں کے لئے کام کرتی ہے جن کے حقوق کا بری طرح استحصال کیا جاتا ہے اور اصلی النسل (آبائی لوگ) ہونے کے باعث نفرت کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

جون نارا برازیل کے جنگلات میں پیدا ہوئی۔ وہ گھرانی قبیلے کی سب سے کم عمر لیڈر ہے۔ یہ قبیلہ آبی جنگلات میں رہتا تھا مگر بعد میں بڑے پیمانے پر جنگلات کی کٹائی اور صنعتی تنصیب کاری کے باعث وہاں کا ماحول اور پانی مختلف زہریلے مادوں کی وجہ سے آلودہ ہو گیا۔ اس وجہ سے جون نارا کو اپنے قبیلے کے ساتھ ہجرت کرنا پڑی۔ اب وہ سڑکوں کے کناروں پر خیمے لگا کر خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ اب وہ شکار اور مچھلیاں بیچ کر ہونے والی کمائی سے بھی محروم ہو گئے ہیں۔
غربت کے باعث ہونے والی ذہنی اذیت سے چھٹکارا پانے کے لیے نشے کی لت، شراب نوشی اور لڑائی جھگڑے کی طرف راغب ہو گئے ہیں۔
جون نارا خود بھی اپنے سوتیلے باپ کے تشدد کا شکار ہوئی۔ جب وہ صرف 10 سال کی بچی تھی تب 40 نقاب پوش افراد انکے گاؤں میں گھس آئے اور گاؤں کے لیڈر جو کہ اسکا دادا تھا، کو قتل کر دیا۔
جون نارا کہتی ہے ''جب بھی ہم اس ناانصافی کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں ہمیں ڈرایا دھمکایا جاتا ہے اور کئی لوگوں کو قتل کیا جا چکا ہے۔ وہ ہماری نسل کشی کرنا چاہتے ہیں مگر ہم کبھی ہار نہیں مانیں گے''۔

ڈیومرسی (ڈی آر کانگو) 16 سال

ڈیومرسی ان بچوں کی نمائندگی کرتا ہے جن کو فوجی تنازعات کے دوران فوج میں زبردستی بھرتی کیا جاتا ہے۔ ڈیومرسی کو زبردستی فوجی بنایا گیا تھا۔

"جب ہم اپنے سکول سے گھر کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں چند مسلح آدمیوں نے ہمیں گھیر لیا اور چیخ کر کہا: 'بیٹھ جاؤ! بھاگنے کی کوشش مت کرنا اگر ایسا کرو گے تو مارے جاؤ گے' لڑکیوں کو ایک طرف کر دیا گیا اور ہم لڑکوں کو جنگل طرف پیدل لے جایا گیا۔ ہم اغوا کاروں کی منتیں کرتے رہے کہ ہمیں چھوڑ دو جانے دو، لیکن انہوں نے ہماری سکول کی کتابیں پھاڑ دیں اور ان کو جلا دیا۔

میں اپنے گھر والوں اور موت کے بارے سوچنے کے سوا کچھ نہیں کر سکا۔ ان میں سے ایک سربراہ نے کہا: تم لوگوں کو اپنی، اپنے گھر والوں اور ملک کی حفاظت کے لئے فوجی بنایا جا رہا ہے! جو کوئی اس سے انکار کرے گا وہ ہمارا دشمن ہوگا!' ہمیں مشکل سے بھی کچھ کھانے کو نہ مل رہا تھا؛ ہم نے ایک چھوٹا سا پرندہ، کچھ پتے اور جنگلی پھل آپس میں بانٹ کر کھائے۔ روز ہم کو شراب پلائی جاتی جس کا مقصد دشمن کی گولیوں سے بچنا ہوتا تھا۔ بعد میں، ہمیں ان بچوں کے پاس بھیج دیا گیا جن کو پہلے سے پکڑا ہوا تھا، میں ہمیشہ خفیہ طور پر کوشش کرتا تھا کہ کسی طرح ان کو یہاں سے دور لے جاؤں۔ میں **37** بچوں کو بچانے میں کامیاب ہو گیا۔ ایک رات جب ہم لڑ رہے تھے، میں نے بھاگنے کی کوشش کی۔ لیکن مجھے حکومتی فوجیوں نے پکڑ لیا۔ وہ مجھے گولی مارنے ہی والے تھے کہ میں چلایا کہ میں ایک سکول کا بچہ ہوں جس کو اغوا کیا گیا ہے۔
ڈیومرسی اب آزاد ہے۔ وہ سکول جاتا ہے اور ایک تنظیم ان بچوں کی مدد کرتی ہے جن کو زبردستی فوجی بنایا جاتا ہے۔ انہوں نے میری مدد کی اور اس قابل بنایا کہ میں اپنی زندگی کو دوبارہ شروع کر سکوں۔

نیٹا (اسرائیل) 17 سال

نیٹا سکندری ان بچوں کی نمائندگی کرتی ہے جو متنازعہ علاقوں میں رہتے ہیں اور جو امن اور سلامتی کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔

نیٹا کہتی ہے ''مجھے یاد ہے کہ جب میں چھوٹی تھی تو جنگ چھڑ گئی تھی۔ میرے ماں باپ بہت پریشان تھے اور انہوں نے مجھے اور میری بہن کو ہماری آنٹیوں کے گھر بھیج دیا۔ ایک لمبے عرصے تک میں اپنے والدین کو نہ دیکھ پائی تھی۔ یہ بہت ہی ڈراؤنا تھا کیونکہ مجھے علم نہ تھا کہ آخر ہو کیا رہا ہے۔ میں بہت زیادہ ڈر اور گھبراہٹ کا شکار ہو گئی تھی۔ مجھے صورتحال کا پوری طرح اندازہ تو نہیں تھا مگر میں اتنا جانتی تھی کہ میں مرنا نہیں چاہتی اور نہ اپنے گھر کو چھوڑنا چاہتی تھی''۔
نیٹا سوچتی ہے کہ مذاکرات اور ایک دوسرے سے بات چیت سے ہی امن اور سلامتی کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔
''ایک دوسرے سے بات کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ کوئی دوسرا راستہ ہے ہی نہیں۔ اور یہ بہت اہم ہے کہ ہمیں اپنے حقوق کا ادراک ہوتا کہ کوئی انہیں ہم سے چھین نہ سکے''۔

شمعون (پاکستان) 15 سال

شمعون ان مزدور بچوں کی نمائندگی کرتا ہے، غلام بچوں اور ان بچوں کی جن کا کوئی وجود ہی نہیں ہے، کیونکہ انکی پیدائش کا کہیں بھی اندراج نہیں ہوتا۔

شمعون اس خاندان میں پیدا ہوا جو کہ بھٹہ مالک کے قرضے کی وجہ سے اس کے غلام تھے جب اس کا باپ ایک لڑکا تھا ۔ ہر ایک سے صبح سے رات تک زبردستی کام کروایا جاتا تھا کہ وہ اپنا **6000** کا پرانا قرض اتار سکیں ۔شمعون کا باپ بھٹہ مزدوروں کے حقوق کیلئے جدوجہد کرتا تھا اور اس نے بھٹہ مزدوروں کے بچوں کے لئے ایک شام کا سکول کھول رکھا تھا۔ بھٹہ مالک کو یہ پسند نہیں تھا، اور شمعون کے باپ کو زبردستی چھوڑنے کو کہتا تھا۔ اگلی صبح اس نے شمعون اور اس کی ماں کو بلوایا۔
ماں نے مجھے بتایا کہ بھٹہ مالک تمہارے باپ کو مار دے گا اگر ہم نے اس کو بتایا کہ وہ کہاں ہے۔ بھٹہ مالک نے مجھے چھڑی سے مارا۔ تب مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ ہم اس کے غلام تھے۔"
2 سال قبل بھٹہ مالک نے رضامندی ظاہر کی کہ وہ شمعون کے باپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا، وہ واپس گھر آ جائے۔ شمعون کے گھر والے اب قرضے کے بوجھ تلے دبے نہیں ہیں، لیکن وہ اب بھی بھٹے پر کام کرتے ہیں۔ شمعون سکول جاتا ہے اور جب ہو سکتا ہے وہ کام میں بھی مدد کرتا ہے۔
"شام کو میں ایک شام کا سکول چلاتا ہوں جس میں بھٹہ مزدوروں کے بچے اور جوان پڑھتے ہیں۔ تعلیم نے ان کو بہادر اور اس قابل بنایا کہ وہ اپنے گھر والوں کی مدد کر سکیں۔ تعلیم آزادی کا راستہ ہے۔"

نیتا (نیپال) 14 سال

نیتا ان بچوں کی نمائندگی کرتی ہے جن کا جنسی کاروبار کے ذریعے استحصال کیا جاتا ہے۔

جب نیتا **11** سال کی تھی، اپنی ایک دوست کی باتوں میں آ کر دونوں سکول سے بھاگ کر کھٹمنڈو کے دالخلافہ چلی گئیں۔ وہاں انہوں نے منصوبہ بنایا تھا کہ نئی چیزیں دریافت کریں گے اور خوب مزہ کریں گے۔ لیکن اس کے برعکس نیتا کو چند ایسے افراد کے ساتھ کٹھمنڈو کی ایک بار میں چھوڑ دیا جن کو وہ جانتی بھی نہیں تھی۔ جہاں پر اس کو نشے اور بری طرح سے جنستی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ وہ چیختی اور منتیں کرتی رہی کہ مجھے واپس گھر جانے دو مگر اس کو بار کے مالک نے مارا اور کمرے میں بند کر دیا۔

FOTO: SOFIA MARCETIC

میلاد

آنندی

تاری

نور

آخرکار، ایک آدمی جو بار میں کام کرتا تھا اس نے نیتا اور اس کے ساتھ تین اور لڑکیوں کو بھاگنے میں ان کی مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ درحقیقت وہ ان کو آگے بیچنا چاہتا تھا، لیکن جب وہ بس اسٹیشن کے پاس پہنچے، گارڈز کو شک ہوا۔ انہوں نے پولیس کو اطلاع دی اور نیتا اور ان لڑکیوں کو واپس گھر لے گئے جو اس جسم فروشی کے کام کا شکار تھیں۔ وہاں نیتا کو مدد ملی اور اس نے اس شخص کو پولیس کے حوالے کروادیا۔ وہ اب جیل میں ہے۔

نیتا کہتی ہے، "میں بہت شکر گزار ہوں کے مجھے زندگی نے دوبارہ موقع دیا۔ اب میں بچوں کے حقوق کے کلب کی ممبر ہوں اور بچوں کے حقوق کے لئے مہم چلا رہی ہوں۔"

میلاد (سیریا) 15 سال

میلاد ان بچوں کی نمائندگی کرتا ہے جو بے گھر اور جنگ کے خطرات میں بڑے ہوتے ہیں۔

میلاد کو زبردستی جنگ سے بھگایا گیا جب وہ 9 سال کا تھا۔ اس کو اپنے شہر ایلیپو، سیریا سے کوبائن اور پھر ترکی لے جایا گیا۔

"وہاں رہنا بہت مشکل تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں نئے ہجرت کرنے والے روز آتے ہیں، اور وہاں بہت سارے بچے سڑکوں پر بھیک مانگتے ہیں۔ میں ایک فیکٹری میں کام کرتا تھا، کیونکہ وہاں کوئی سکول نہیں تھا۔"

دو سال کے بعد، میلاد کی ماں نے کہا کہ مجھے یورپ جانا چاہیئے تا کہ میں سکول جا سکوں۔ بہت سے ہجرت کرنے والے میڈی ٹرینین کی طرف سفر کی تیاری کر رہے تھے، کشتی میں زیادہ افراد کے سوار ہونے کی وجہ سے ہزاروں لوگ مر گئے ۔ گھر والوں نے پیسے بچا کر دلال کو دیئے۔ سفر کے دوران وہ کئی دنوں کیلیئے غائب ہو گئے۔ گھر والے بہت پریشان ہوئے۔ آخرکار جب اس اسمگلر سے رابطہ ہوا، اس نے میلاد کو چھوڑنے کیلیئے اور پیسوں کا مطالبہ کیا۔

اب میلاد اپنے گھر والوں کے ساتھ سویڈن میں رہتا ہے، جو بعد میں اس کے پاس آ گئے تھے۔ وہ سویڈن میں بہت خوش ہے، لیکن وہ الیپو میں اپنے اچھے دوستوں کو بہت یاد کرتا ہے۔ "یہ بہت دکھ کی بات ہے، میلاد کہتا ہے کہ، میرے شہر کو بمباری کر کے تباہ کر دیا گیا۔ میں بہت شکر گزار ہوں کہ میں ادھر آ گیا، اگر ہم سیریا میں ہوتے تو مارے جاتے۔"

"اب مجھے دوسروں کیلیئے بہت پریشانی ہوتی ہے اور ہمیں صرف اپنے بارے میں ہی نہیں سوچنا چاہیئے۔"

آنندی (انڈیا) 14 سال

آنندی ان بچوں کی نمائندگی کرتی ہے جن کی کم عمر میں زبردستی شادی اور ان لڑکیوں کی جن کو پیدا ہوتے ہی مار دیا جاتا ہے۔

جب آنندی چھوٹی تھی، اس کی ماں نے بتایا: "ہم تم کو مارنے کا پروگرام بنا رہے تھے، لیکن تم کو زندہ چھوڑ دیا۔ ان کے گاؤں میں بہت ساری لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار دیا جاتا تھا، غربت کی وجہ سے اور ان کا یہ ماننا تھا کہ بیٹیوں کی قدر بیٹوں کی نسبت کم ہے۔ لیکن اب بہت سارے گاؤں جو اس خطے میں رہتے ہیں مکمل طور پر اس روایات کے خلاف ہیں کہ بچیوں کو مار دیا جائے۔ لڑکیوں کو سکول میں تعلیم کیلیئے مدد دی جاتی ہے اور ان کے والدین کو بھی پڑھایا جاتا ہے کہ تعلیم حاصل کر کے مدد کر سکیں۔

آنندی کہتی ہے کہ "اب وہ اس حقیقت کو جان گئے ہیں، کہ لڑکیاں ایک تحفہ ہیں نہ کہ ایک سزا۔ "لوگ اس بات کو کیوں نہیں سمجھتے ہیں کہ لڑکیاں بھی اتنی ہی قیمتی ہیں کہ وہ بھی اپنے گھر والوں کی اچھے طریقے سے دیکھ بھال کر سکتی ہیں، جو ایک لڑکا بھی نہیں کر سکتا؟ میں ہر کام کرنے کے بارے میں سوچتی ہوں، میں سب کو یہ دیکھانا چاہتی ہوں کہ تمام لڑکیوں کو جینے کے پورے حقوق حاصل ہیں۔"

کم عمر میں شادی آنندی کے گاؤں عام سی بات ہے، لیکن وہ یہ سوچتی ہے کہ جب تک وہ 25 سال کی نہیں ہو جاتی شادی نہیں کرے گی۔ سب سے پہلے وہ اچھی تعلیم اور اچھی نوکری حاصل کرے گی۔

"میرے گھر والے کوشش کریں گے کہ میری شادی جلدی ہو، لیکن میں اپنے حق کے لئے لڑوں گی۔ میرا شوہر شفقت کرنے والا اور گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانے والا ہو، میری تعلیم میرا زیور (جہیز) ہے، (پیسہ اور ضرورت کی چیزیں جو لڑکی کے گھر والے لڑکے والوں کو دیتے ہیں جہیز کہتے ہیں)۔"

تاری (امریکہ) 14 سال

تاری ان بچوں کی نمائندگی کرتا ہے جو بے گھر ہیں۔

جب تاری 9 سال کا تھا، وہ ان 25 لاکھ بے گھر بچوں میں سے ایک تھا، جو امریکہ کے یتیم خانوں، کاروں اور گندے ہوٹلز جو گلیوں میں ہوتے ہیں وہاں رہتا تھا۔ تاری کے گھر والے بھی یتیم خانے میں رہتے ہیں جہاں پر بے گھر لوگوں کو سونے کیلیئے جگہ دی جاتی ہے، وہ بھی اپنی ماں اور 5 چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ رہتا تھا۔ یہ لاس اینجلیس کا بے گھر لوگوں کا علاقہ تھا، جہاں پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ گلیوں پر رہتے تھے۔

"میرے گھر والوں کے پاس ایک کمرہ تھا لیکن نہانے کیلیئے باتھ روم سب کیلیئے ایک ہی تھا۔ بے گھر ہونے کی سب سے تکلیف دہ بات یہ تھی کہ جگہ جگہ جانے کی وجہ سے بار بار سکول تبدیل کرنا پڑتا تھا۔ میں اپنے مستقبل کے بارے میں بہت فکر مند تھا، اور یہ سوچتا تھا کہ اپنے گھر والوں بچانے کیلیئے کیا مدد کر سکتا تھا۔ بعض اوقات میرے لئے اس طرح رہنا بہت مشکل ہو جاتا تھا۔ لیکن میری ماں ہمیشہ ہمیں اپنے آپ پر بھروسہ رکھنے میں مدد دیتی تھی، اور خوش قسمتی سے مجھے سکول پسند تھا، حساب کا مضمون مجھے بہت خوش کرتا تھا!"

اب تاری کے گھر والوں کے پاس ان کا اپنا گھر ہے۔ بعض اوقات تاری اپنے سکول کے کام کے ذریعے ان بچوں کی مدد کرتا ہے جو ابھی تک بے گھر ہیں۔ وہ بڑا ہو کر ایک مصنف بننا چاہتا ہے۔ "مجھے اپنی کہانیاں لکھنا پسند ہے۔ اگر میں مصنف بننے میں کامیاب ہو جاتا ہوں تو سب سے پہلے اپنے گھر والوں کی اور پھر دوسرے بے گھر لوگوں کی مدد کروں گا۔"

نور (فلسطین) 16 سال

نور ان بچوں کی نمائندگی کرتی ہے جو متنازعہ علاقہ میں رہتے ہیں، وہ بچے جو بے روزگار ہیں اور امن کے حوالے سے بات چیت کرتے ہیں۔

جب میں 4 سال کی تھی تب میں نے رات کے پچھلے پہر پہلی دفعہ گولی چلنے کی آواز سنی۔ ہم تہہ خانے کی طرف بھاگے۔ کچھ دیر بعد جب ہم واپس آئے تو دیکھا کہ دادی ماں کے کمرے میں ہر جگہ گولیوں کے سوراخ تھے۔ کچھ وقت پہلے، جب ہم سکول میں کمرہ امتحان میں بیٹھے تھے، اچانک ہی آنسو گیس ہماری جماعت میں پھینکا گیا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میری آنکھیں جل رہی ہیں اور مجھے سانس لینے میں بھی دشواری پیش آ رہی ہے۔ میں اور میری سہلیاں گھر کی طرف بھاگیں، لیکن اسرائیلی فوجیوں نے ہمیں روکا اور زبردستی واپس جانے کو کہا، میں بہت پریشان ہوگئی اور ڈر گئی، میں اپنے آپ کو بہت کمزور اور ناتواں محسوس کر رہی تھی۔ ہم نے ان کو بتایا کہ ہم معصوم بچے ہیں۔ آخرکار جب میں اپنے گھر پہنچی، میں بری طرح رونا شروع ہوگئی۔ میری دادی ماں نے قرآن کی تلاوت کی کہ میں سکون محسوس کر سکوں، اور مجھے پینے کیلیئے زیتون کا تیل دیا۔ ان کی نصیحت کو میں اپنی تعلیم کے ساتھ لے کر چلی، اور میں اپنے سکول سے بہت پیار کرتی ہوں۔"

نور فوجیوں کو پسند نہیں کرتی، لیکن وہ یہ چاہتی ہے کہ اس کے لوگ اس قابل بنیں کہ وہ اسرائیلی لوگوں کے ساتھ بالکل دوستانہ ماحول میں رہیں۔

"ہمیں ان کے اور ان کو ہمارے ایمان کی عزت اور احترام کرنا چاہیئے۔ ہمیں ایک دوسرے کا بھی احترام کرنا چاہیئے!"

بچوں کے حقوق کی سفیر کم نے ہیڈ ماسٹر کو آمادہ کیا

کم 12 سال (زمبابوے)، بچوں کے انعام کے عالمی پروگرام کی سفیر ہے۔ اس کے ہیڈ ماسٹر نے بہت دفعہ کوشش کی کہ وہ بچوں کے حقوق کا کلب نہ بنا سکے، لیکن کم نے بچوں کے حقوق کا کلب بنایا اور اب ہزاروں بچوں کو ان کے حقوق کے متعلق تعلیم دے رہی ہے۔ اب وہ بچوں کے انعام کے عالمی پروگرام کی جیوری میں بھی شامل ہے، جہاں پر وہ ان بچوں کی نمائندگی کرتی ہے جو بچوں کے حقوق اور لڑکیوں کے برابری کے حقوق کیلیئے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔

کم گرپس ہولم، میری فریڈ، سویڈن کے ہال میں 2017 کے عالمی انعام کے پروگرام کی تقریب کے دوران

FOTO: SOFIA MARKETIC/WCPF & SHAMWARIYEMWANASIKANA

"جیسے جیسے بڑی ہوتی گئی میں غمزدہ ہو کر دیکھتی تھی کہ کس طرح بچے مشکلات میں زندگی گزار رہے ہیں، اور کچھ بچوں کو تعلیم سے روکا جا رہا ہے، کچھ کو بے رحمی سے مارا جاتا ہے اور جوان لڑکیوں کے ساتھ جنسی تشدد اور ان کی کم عمر میں شادی کر دی جاتی تھی۔

"مجھے معلوم نہیں تھا کہ بچہ ہونے کی حیثیت سے ہمارے بھی حقوق ہیں۔ پھر میں نے بچوں کے حقوق کے متعلق اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر ٹریننگ حاصل کی۔ جس سے میں نے یہ جانا کہ ہمیں اپنے سکول میں بچوں کو اس حوالے سے ٹریننگ کی کتنی ضرورت ہے۔"

ہیڈ ماسٹر نے انکار کیا

"پھر میں نے اپنے سکول کے ہیڈ ماسٹر سے رابطہ کیا کہ مجھے بچوں کے حقوق کے کلب کی بنیاد رکھنے دی جائے۔ بہت دفعہ انکار کے بعد، میں پھر بھی اپنے مقصد پر ڈٹی رہی جب تک وہ ہمارے سکول میں بچوں کے حقوق کے انعام کے عالمی پروگرام کو متعارف کروانے کیلیئے آمادہ نہ ہو گئے۔ اور اس طرح میں اپنے سکول اور علاقہ میں بچوں کے حقوق کے انعام کے عالمی پروگرام کی سفیر بن گئی۔"

"ہیڈ ماسٹر کو آمادہ کرنے کے بعد، مجھے محسوس ہوا کہ ہمیں ابھی بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اردگرد کے سکولوں سے تمام لڑکیوں کو اکٹھا کر کے میٹنگ کرنی چاہیئے، کیونکہ اس طرح کا کوئی بھی کلب ان کے سکول میں ابھی تک نہیں تھا۔ اس عمل سے بہت سے سکولوں سے لڑکیاں اکٹھی ہو گئیں، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ لڑکیاں بھی اس میں شامل ہوئی جو سکول میں نہیں پڑتی تھیں لیکن اپنے حقوق کے متعلق سیکھنا اور جاننا چاہتی تھیں۔ اب ہمارے بچوں کے حقوق کے کلب میں اتنے ممبرز ہو گئے ہیں جو بچوں کو ان کے حقوق کے متعلق ان کے علاقہ میں پڑھاتے اور سمجھاتے ہیں۔"

میرا کردار سفیر کی حیثیت سے

بچوں کے حقوق کے انعام کے عالمی پروگرام میں سفیر کی حیثیت سے میری کوشش ہے کہ اپنے علاقے کے تمام لڑکے اور لڑکیوں کو اکٹھا کر کے ان کو ان کے حقوق کے متعلق تعلیم دوں۔

کم دوسرے بچوں کو بچے کے حقوق سیکھاتے ہوئے

میں ان لوگوں کے حق میں آواز اٹھانے کیلیئے کام کر رہی ہوں جو بغیر کچھ بولے خاموشی سے زندگی گزار رہے ہیں، جو تعلیم کی کمی اور کم وسائل کی وجہ سے ایسے زندگی گزار رہے ہیں۔ میں ہر اس جگہ پر بچوں کے حقوق کے لئے اپنی آواز بلند کرتی ہوں جہاں پر وہ بڑھتے اور ترقی کرتے ہیں۔

میرا خاص مقصد لڑکیوں کے حقوق کو اجاگر کرنا اور ان کی کم عمر میں شادی کو روکنا ہے۔ اور لڑکیوں کو عزت و احترام کے ساتھ سکول میں ان کے حقوق دلانا ہے۔"

تبدیلی ضرور لائیں گے

میرے لئے بہت اعزاز کی بات ہے کہ مجھے بچوں کے حقوق کے انعام کے عالمی پروگرام میں بحیثیت سفیر بنایا گیا۔ یہ میرے لئے دنیا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور میں جانتی ہوں کہ ہمارے لئے اس دنیا میں تبدیل کرنے کے لئے بہت کچھ ہے۔ اب میں ایک مضبوط لڑکی ہوں اور دوسروں کو مضبوط کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں۔ اور یہ سب مجھے بہت اہم محسوس ہوتا ہے اور اس نسل کا حصہ بنتی ہوں جو بچوں کے مستقبل کو بدل سکتے ہیں اور اس میں بہتری لا سکتے ہیں۔ اس پروگرام میں خود کو شامل کر کے مجھے یہ موقع ملا ہے کہ میں جو تبدیلی دیکھنا چاہتی ہوں اس پر کام کر کے وہ حاصل کر سکوں۔"

کم بچوں کے حقوق کے سفیر کا ڈپلومہ دکھاتے ہوئے فخر محسوس کرتی ہے۔ تمام بچے پوری دنیا سے جو اس پروگرام سے تربیت حاصل کرتے ہیں ان کو بھی اسی طرح بچوں کے حقوق کے انعام کے عالمی پروگرام کے سفیر کا ڈپلومہ دیا جاتا ہے۔

کم کے متعلق فلم اس سائٹ پر دیکھیں: worldschildrenprize.org/kimzimbabwe

بچے کے حقوق کا جشن منائیں

Fira Barnets Rattigheter

Celebre os Direitos da Crianca

Celebre les droits de l’enfant

بچوں کے حقوق کیلئے ہونے والی UN کنونشن آپ سمیت ان تمام بچوں پر لاگو ہوتی ہے جو 18 سال سے کم عمر ہیں۔ سوائے امریکا کے باقی تمام ممالک نے اس کنونشن کو تسلیم کیا ہے۔ اسکا یہ مطلب ہے کہ ان ممالک نے بچوں کے حقوق کو اولین ترجیح دی ہے اور بچوں کی آواز کو سننے کیلئے تیار ہیں۔

کنونشن کے بنیادی اصول

☆ تمام بچے برابر ہیں اور انکے حقوق بھی یکساں ہیں۔

☆ ہر بچے (لڑکا یا لڑکی) کا یہ اولین حق ہے کہ اسکی تمام طرح کی بنیادی ضروریات لازمی طور پر پوری کی جائیں۔

☆ ہر بچے کا یہ حق ہے کہ اسے ظلم اور استحصال سے بچایا جائے۔

☆ ہر بچے (لڑکا یا لڑکی) کا یہ حق ہے کہ اس کی رائے کا احترام کیا جائے۔

کنونشن کیا ہے؟

کنونشن ایک بین الاقوامی معاہدہ ہے جو تمام ممالک کے درمیان طے پایا ہے۔ بچوں کے حقوق کی کنونشن UN کے ان 6 کنونشن میں سے ایک ہے جو انسانی حقوق سے متعلق ہیں۔

شکایت کرنے کا حق!

جن بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہو یا وہ اپنے ملک میں تحفظ محسوس نہ کریں تو وہ UN کی انسانی حقوق کی کمیٹی میں براہ راست **شکایت** درج کروا سکتے ہیں۔ یہ سب کچھ "OP3" کی وجہ سے ممکن ہوا۔ ان ممالک کے بچے جنہوں نے UN کی اس کنونشن کی حمایت کی، ان کے پاس بہتر مواقع موجود ہیں کہ وہ اپنے حقوق کی بات کر سکیں۔ کچھ ممالک نے اس کنونشن کی ابھی تک حمایت نہیں کی۔

* امریکہ نے کنونشن کے معاہدے پر دستخط تو کر دیئے ہیں لیکن ابھی تک قانونی طور پر اسکا اطلاق نہیں ہوا

UN کنونشن نے بچوں کے حقوق کیلئے ایک طویل قانون سازی کی ہے جو تمام ممالک کے بچوں کیلئے ہے۔ انکی کچھ تفصیلات درج ذیل ہیں۔

شق 1:
یہ حقوق دنیا کے ان تمام بچوں پر لاگو ہوتے ہیں جن کی عمر 18 سال سے کم ہے۔

شق 2
تمام بچوں کے حقوق برابر ہیں۔
تمام بچوں کے حقوق یکساں ہیں اور ان کی خلاف ورزی نہیں ہونی چاہیے۔
کسی کو اختیار نہیں کہ وہ کسی بچے کو اسکے وجود، رنگ، نسل، زبان، مذہب یا اختلاف رائے کی وجہ سے حقارت کا نشانہ بنائے۔

شق 3
جب بھی کوئی ایسا فیصلہ کریں جو بچوں کے مفادات کے متعلق ہے تو یاد رہے کہ بچوں کی رائے لازمی لی جائے۔

شق 6
ہر بچے کو بہتر زندگی اور نشوونما کا حق حاصل ہے۔

شق 7
ہر بچے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کوئی بھی نام یا شہریت رکھ سکتا ہے۔

شق 9
ہر بچے کو یہ حق ہے کہ وہ جب تک چاہے اپنے والدین کے ساتھ رہ سکتا ہے۔
بچے کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ والدین اسکی اچھی پرورش کریں (اگر ممکن ہو)۔

شق 12-15
ہر بچے کو اپنے خیالات کے اظہار کا حق حاصل ہے۔ وہ چاہے گھر میں ہو یا سکول میں یا کسی بھی جگہ اسکو پورا پورا حق حاصل ہے کہ وہ اپنے سے متعلق کسی بھی فیصلہ یا رائے دہی میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔

شق 18
ہر بچے کے والدین کے لیے یہ لازم ہے کہ بچے کی نشوونما اور بڑھوتری کیلئے مل جل کر کام کریں۔ وہ ہمیشہ بچے کے مفاد کو مقدم رکھیں۔

شق 19
ہر بچے کا حق ہے کہ اسے ہر طرح کے تشدد، حقارت، ظلم اور بدسلوکی سے محفوظ رکھا جائے۔ بچے کا کسی بھی طرح سے استحصال نہ کیا جائے۔ (والدین یا کسی اور کی طرف سے)

شق 20-21
ہر بچے کا حق ہے کہ اگر اسکا کوئی خاندان نہیں تو بھی اسکی پہچان کی حفاظت کی جائے۔

شق 22
اگر کسی بچے کو اپنا ملک چھوڑنے پر مجبور کیا گیا ہے تو جس بھی نئے ملک میں وہ بچہ جائے گا تو اسکو اسی ملک کے قانون کے مطابق مقامی بچوں کے تمام حقوق برابری کے ساتھ دیئے جائیں گے۔

شق 23
ہر بچے کو ایک بہتر زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔
اگر کوئی بچہ معذور ہے تو اسے دوسرے بچوں کی نسبت زیادہ مدد اور وسائل مہیاہ کیے جائیں۔

شق 24
اگر کوئی بچہ بیمار ہو تو اسے مکمل اور موثر علاج کا حق حاصل ہے۔

شق 28-29
ہر بچے کو سکول جانے اور تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا حق ہے تا کہ وہ انسانی حقوق اور دوسروں کی ثقافت کی عزت کرنا سیکھ سکے۔

شق 30
ہر بچے کے عقیدے اور نظریات کا احترام ہونا چاہیے۔ اگر کوئی بچہ کسی ملک میں اقلیت ہو تو اسے حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زبان، ثقافت اور مذہب کی پیروی کر سکے۔

شق 31
آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ کھیلیں، آرام کریں اور وقت گزاریں، اور آپ کو صحت مند ماحول میں رہنے کا حق ہے۔

شق 32
ہر بچے کو یہ حق ہے کہ اس سے کوئی بھی ایسی مشقت نہ لی جائے جس کے باعث اسکی تعلیم یا صحت کا نقصان ہو۔

شق 34
کسی کو بھی یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ کسی بچے کو کوئی بھی غیر اخلاقی یا غیر قانونی کام کرنے پر زبردستی مجبور کرے۔ اگر کسی بچے کے ساتھ بدسلوکی کی جائے تو اسکی حفاظت اور مدد کی جائے۔

شق 35
کسی بچے کو اغوا یا فروخت نہ کیا جائے۔

شق 37
کسی بچے کو ایسی سزا نہ دی جائے جو جسمانی یا ذہنی تشدد کے زمرے میں آتی ہو۔

شق 38
کسی بچے کو بھی کم عمری میں فوج یا کسی بھی تنازع کا حصہ نہ بنایا جائے۔

شق 42
تمام بچوں اور بالغوں کو اس کنونشن کے بارے میں آگاہی حاصل ہونی چاہیے۔ ہر بچے کو اپنے حقوق کے بارے میں سیکھنے اور جاننے کا حق حاصل ہے۔

بچے کے حقوق سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کیلئے یا ان سے متعلق شکایات کے اندراج کیلئے مندرجہ ذیل ویب سائٹ کو وزٹ کریں۔

www.worldschildrensprize.org

نئے عالمی اہداف

ستمبر 2015 میں، دنیا کے بڑے راہنما 17 نئے عالمی اہداف پر کام کرنے کیلئے متفق ہوئے ہیں۔ انہوں نے صحت اور بھوک سے لے کر تعلیم اور ماحولیات جیسے تمام بڑے مسائل پر بات چیت کی۔ یہ اہداف 15 سالوں میں حاصل کیے جا سکتے ہیں اگر تین بڑے مسائل کا خاتمہ ممکن ہو سکے جن میں انتہائی غربت کا خاتمہ، ناانصافی اور غیر متوازن ماحولیاتی تبدیلیوں کا سامنا کرنے کے لیے خود کو تیار کرنا۔

بچے کے حقوق کا جشن منائیں

20 نومبر 1989 میں UN نے بچوں کے حقوق کی کنونشن کا آغاز کیا تھا اور اسی تناسب سے 20 نومبر کو بچوں کے حقوق کے تہوار کے طور پر منایا جاتا ہے۔

دنیا میں بچوں کے حالات کیسے ہیں؟

ایسے تمام ممالک جنہوں نے بچوں کے حقوق کے حوالے سے UN کنونشن کی حمایت کی ہے اور انہوں نے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ وہ بچوں کے حقوق کا احترام کریں گے۔ اب بھی، تمام ممالک میں ان حقوق کی خلاف ورزیاں ہورہی ہیں۔

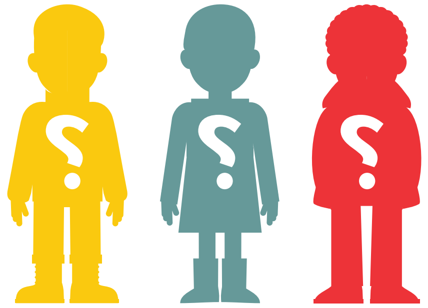

نام اور قومیت

جس دن آپ پیدا ہوتے ہیں آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ کا نام رکھا جائے اور جس ملک کے آپ شہری ہیں وہاں آپ کا باقاعدہ اندراج کیا جائے۔

ہر سال تقریباً **14** کروڑ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ **4** کروڑ **80** لاکھ کے قریب بچوں کا اندراج نہیں ہوتا۔ ان کا وہاں رہنے کا کوئی بھی کاغذی ثبوت نہیں ہوتا ہے!

زندہ رہنا اور بڑھنا

ہر ملک نے اس بات کا عہد کیا تھا کہ وہ بچوں کے حقوق کا احترام کرے گا اور لازمی طور پر ایسے اقدامات کرے گا جس سے بچوں کی بہتر پرورش اور ترقی ہو سکے۔

4 میں سے ایک بچہ **5** سال کی عمر تک غذائی قلت کا شکار ہے، اور یہ بات پوری زندگی اس کی نشوونما پر اثر انداز ہوتی ہے۔

23 میں سے **1** بچہ (**13** میں سے **1** بچہ انتہائی غریب ممالک)**5** سال کی عمر تک پہنچے سے پہلے ہی مرجاتا ہے، عمومی طور پر ان وجوہات کی بنا پر جن پر قابو پایا جاسکتا ہے کہ جیسا کہ ہیضہ، نمونیا اور ملیریا ہیں۔

معذوری کا شکار بچے

اگر آپ معذور ہیں تو آپ کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو & کو ہیں۔ آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ امداد لے کر معاشرے میں اہم کردار ادا کر h ہیں۔ جو بچے معذور ہیں ان کو پوری د* میں خطر* ک مشکلات کا سامنا ہے۔ بہت سے ممالک میں ان کو سکول جانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ بہت سے ان کے ساتھ* منا & رویہ اختیار کرتے ہیں حتی کہ ان کو & سے چھپا کر ر p ہیں۔

اس وقت تقریباً پوری د* میں **20** کروڑ بچے معذوری کا شکار ہیں۔

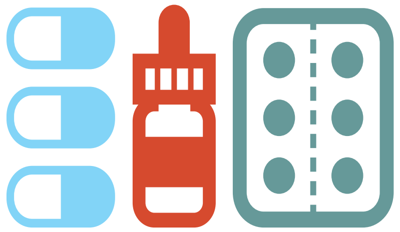

صحت

صحت مند ہونا ہر بچے کا حق ہے اور یہ بھی کہ جب وہ بیمار ہو تو اسکی دادرسی کی جائے۔ خوراک کی کمی، صاف پینے کے پانی کی قلت اور اچھے حفظان صحت کا میسر نہ ہونا بہت سے بچوں کی صحت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ہر روز 16 ہزار بچے 5 سال کی عمر سے پہلے ہی مرجاتے ہیں۔ غریب بچے اور خاص طور پر لڑکیاں شاذ و نادر ہی ڈاکٹر کے پاس علاج کے لئے پہنچ پاتی ہیں۔ ہر سال 20 لاکھ بچے ان عام سی بیماریوں کے باعث لقمہ اجل بن جاتے ہیں جن کی ادویات (ویکسین) بہت آسانی سے میسر ہوتی ہے۔ ان بچوں میں ہر 6 میں سے 1 بچہ ان عام پائی جانے والی ویکسین کے نہ ملنے کے باعث مرجاتا ہے۔ صرف ملیریا ہی سے تقریباً 1500 بچے روزانہ موت کا شکار ہوتے ہیں۔ 10 میں سے صرف 5 بچوں کو ملیریا کا علاج میسر ہو پاتا ہے اور 10 میں سے 5 بچوں کو ہی سونے کے لئے مچھر دانی میسر ہوتی ہے جس سے وہ ملیریا پھیلانے والے مچھروں سے محفوظ رہ سکیں۔

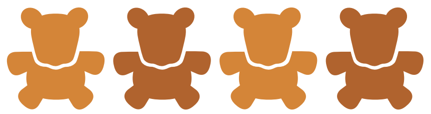

بچوں سے کام کروانا

آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ کو اقتصادی استحصال سے محفوظ رکھا جائے اور جو کام آپ کی صحت کیلئے ٹھیک نہیں ہے اور آپ کے سکول جانے میں رکاوٹ کا باعث بنے نہیں کرنا چاہیے۔ **12** سال سے کم عمر بچوں کیلئے یہ تمام کام منع ہیں۔

پوری دنیا میں تقریباً **26** کروڑ **80** لاکھ بچے کام کرتے ہیں، اور ان میں سے زیادہ بچوں سے ایسے کام کروائے جاتے ہیں جو ان کی صحت، ترقی اور تعلیم کیلئے بہت نقصان دہ ہیں۔ **55** لاکھ سے زائد بچوں سے زبردستی سخت کام جیسا کہ بطور مقروض غلامی، جبری فوج میں بھرتی اور جنسی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اپنے ملک میں اور دوسرے ممالک میں تقریبا **12** لاکھ بچوں کی خرید و فروخت کی جاتی ہے۔

تعلیم

آپ کو سکول جانے کا حق حاصل ہے۔ ہر ایک کیلئے پرائمری اور ثانوی تعلیم مفت ہونی چاہئے۔

پوری دنیا میں ہر **10** میں سے **9** بچے سکول جاتے ہیں، لیکن پھر بھی تقریباً **5** کروڑ **90** لاکھ بچے ایسے ہیں جو تعلیم حاصل نہیں کررہے ہیں، ان میں سے آدھی سے زیادہ تعداد لڑکیوں کی ہے۔

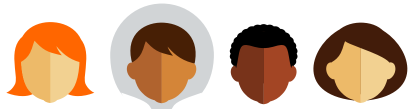

اقلیتی اور آبائی لوگ

جو بچے اقلیتی طبقے اور اپنے ملک میں آبائی لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں، ان کو اپنی زبان، ثقافت اور مذہب کا حق حاصل ہونا چاہئے۔ مثال کے طور پر ملک کے آبائی لوگ جو اپنے ملک میں سب سے پہلے رہتے تھے جن میں امریکن، آسٹریلین شمالی یورپ کے لوگ شامل ہیں۔

آبائی لوگ اور اقلیتی بچوں کو ناانصافی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کچھ کو اتنی بھی اجازت نہیں کہ وہ اپنی آبائی زبان بول سکیں۔ ان میں بہت سے بچوں کے ساتھ دوسروں کے مقابلے میں امتیازی سلوک برتا جاتا ہے اور ان کو ایک جیسے مواقع مثلاً تعلیم اور طبی سہولت کے حوالے سے فراہم نہیں کئے جاتے ہیں۔

اچھی زندگی

آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ کے پاس گھر، کھانا، کپڑے، تعلیم، صحت اور حفاظت کی سہولت ہو۔

1 ارب **3** کروڑ لوگوں یعنی کہ ہر **7** میں سے **1** انتہائی غربت میں ہے۔ اور ان میں سے آدھی تعداد بچوں کی ہے۔ تقریباً **10** کروڑ بچے گلیوں میں رہتے ہیں۔ اور زیادہ تر کیلئے گلیاں ہی ان کا گھر ہیں۔ اور دوسرے اپنا دن گلیوں میں کام کر کے گزارتے ہیں، لیکن رات کو اپنے گھر والوں کے پاس چلے جاتے ہیں۔

سزا

بچوں کو تب ہی جیل بھیجا جانا چاہیے جب یہ آخری حل ہو اور یہ سزا کم سے کم دورانیے کی ہو۔ کوئی بچہ بھی سزا کے دوران تشدد یا بربریت کا نشانہ نہ بنے۔ ایسے تمام بچے جو کسی جرم میں ملوث ہوں، سزا کے دوران بھی انکی حفاظت اور صحت کا خیال رکھا جانا چاہیے۔ کسی بھی بچے کو عمر قید یا سزائے موت نہ سنائی جائے۔

دنیا میں کم از کم 10 لاکھ بچے اس وقت جیلوں میں قید ہیں۔ اور ان قیدی بچوں کے ساتھ انتہائی بدسلوکی کی جاتی ہے۔

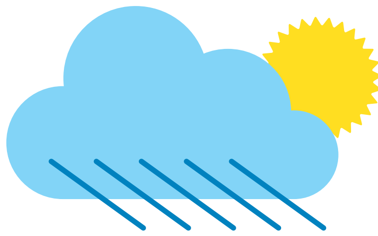

ماحول

موسمی تبدیلیوں کی وجہ سے کئی سنگین مسائل پیدا ہورہے ہیں جیسا کہ قحط، سیلاب، گرمی کی شدت میں اضافہ اور دیگر بدلتے ہوئے موسمی حالات۔ موسمی خرابیوں کی وجہ سے جہاں بہت سا جانی نقصان ہوتا ہے مثلاً بچے مرجاتے ہیں مکانات اور سڑکیں ٹوٹ جاتی ہیں اسی طرح موسمی تبدیلیاں کھانا اور صاف پانی کے مسائل بھی پیدا کرتی ہیں اس سے بیماریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے جیسا کہ دست اور ملیریا جو خاص کر بچوں کیلئے بہت خطرناک ہیں۔

50 کروڑ سے زیادہ بچے ایسے علاقوں میں رہتے ہیں جو اکثر سیلابوں کی زد میں آتے ہیں اور **1** کروڑ **60** لاکھ بچے ایسے علاقوں میں جہاں پر قحط سالی کا خطرہ رہتا ہے۔

جنگ اور پناہ گزین

ہر بچے کا حق ہے کہ دوران جنگ یا پناہ گزینی کے وقت اسے حفاظت اور نگہداشت فراہم کی جائے۔ ان بچوں کے بھی وہی حقوق ہوتے ہیں جو باقی بچوں کو دیئے جاتے ہیں۔ اس وقت دنیا میں اندازاً 3 کروڑ بچے پناہ گزین ہیں جو کہ پوری دنیا میں پائے جانے والے پناہ گزینوں کا نصف ہیں۔ پچھلے 10 سالوں میں تقریباً 20 لاکھ بچے جنگ کے دوران موت کا شکار ہوئے ہیں۔ 60 لاکھ بچے انتہائی نوعیت کے زخموں سے دوچار ہوئے ہیں۔ 1 کروڑ سے زائد بچے سنجیدہ نفسیاتی دباؤ کا شکار ہوئے ہیں۔ 10 لاکھ بچے ایسے ہیں جنہوں نے یا تو اپنے والدین کو کھو دیا ہے یا ان سے بچھڑ گئے ہیں۔ لگ بھگ اڑھائی لاکھ بچے جبری فوجی بنائے گئے اور انہیں سامان لادنے یا بارودی سرنگیں صاف کرنے کیلئے استعمال کیا گیا (ہر سال 2 ہزار سے زائد بچے صرف بارودی سرنگوں کے باعث ہلاک ہوتے ہیں)۔

تشدد

ہر بچے کا حق ہے کہ اسے ہر طرح کے تشدد، حقارت، بدسلوکی اور استحصال کا نشانہ نہ بنایا جائے۔ ہر 3 میں سے 1 بچہ غنڈہ گردی کا شکار ہوتا ہے۔ دنیا میں 5 میں سے 4 بچے جن کی عمر 2 سے 14 سال تک ہوتی ہے جسمانی تشدد یا گھریلو تشدد کا سامنا کرتے ہیں۔ بہت سے ممالک میں سکول میں بچوں پر جسمانی تشدد (سزا کے طور پر) کی اجازت ہے۔ صرف 48 ممالک ایسے ہیں جہاں بچوں پر ہونے والے ہر طرح کے تشدد پر سخت پابندی ہے۔

آپ کی آواز سنی جانی چاہیے !

ہر بچے کا یہ حق ہے کہ وہ ہر اس بات کا اظہار کرے جو اس سے متعلق ہو۔ بڑوں کو چاہیے کہ وہ کوئی بھی فیصلہ لینے سے قبل بچوں کی رائے ضرور سنیں جو کہ بچوں کے بہترین مفاد کو ترجیح دے۔

کیا آپ کے ملک میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے؟ آپ اور دنیا بھر کے باقی بچوں کو اس بارے میں بہترین معلومات ہونی چاہیں۔

جمہوریت کی طرف گامزن

ہر سال بچوں کے حقوق کے عالمی پروگرام کی تقریب کا اختتام عالمی جمہوری ووٹ پر ہوتا ہے جس کا انعقاد پوری دنیا کے بچے کرتے ہیں۔ آیئے اور اس جمہوری سفر میں شامل ہوں تاکہ پوری دنیا میں جمہوریت کو تقویت ملے۔

مشترکہ فیصلے

کئی زمانوں سے لوگ مشترکہ فیصلے لینے کے لئے اکٹھے ہوتے رہے ہیں۔ فیصلے کرنے کے لیے گروہ، قبیلے یا گاؤں اکٹھے ہوا کرتے تھے۔ غالبًا اس وقت کیے جانے والے فیصلے زراعت یا شکار سے متعلق ہوتے تھے۔ کچھ گروہوں میں ایسی رسومات پائی جاتی ہیں جو انکے فیصلے کرنے میں بہت اہم ہوتیں ہیں۔ بعض اوقات ایک پرندے کا پر بھی بڑا معاون ثابت ہوتا ہے جسے ایک گروہ میں بیٹھے تمام حضرات کو باری باری پکڑایا جاتا ہے اور جسے وہ پر پکڑایا جاتا ہے اسے اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنی آواز بلند کر سکے۔ (اپنے دوستوں کے ساتھ اس مشق کی دہرائی کریں)

لفظ ''جمہوریت'' کی اختراع

508 قبل از مسیح میں لفظ جمہوریت کا پہلی دفعہ استعمال ہوا۔ یہ یونانی زبان کے دو الفاظ ''demos'' جس کا مطلب ہے لوگ اور "kratein" جس کا مطلب طاقت یا اختیار ہے سے نکلا ہے۔ یونانی لوگ سیڑھی پر چڑھ کر کسی بھی نقطے پر اپنی رائے کا اظہار کرتے تھے۔ اگر وہ کسی نتیجے پر نہ پہنچتے تو وہ اپنا ہاتھ اٹھا کر اپنے ووٹ کا استعمال کرتے تھے۔ اس وقت صرف مردوں کو ووٹ ڈالنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ عورتوں، غلاموں اور غیر ملکیوں کو شہری تصور نہیں کیا جاتا تھا اس لیے انکو ووٹ ڈالنے کا کوئی حق حاصل نہیں تھا۔

خودساختہ حکمران

ستارہویں صدی میں یورپ کے کئی ممالک میں خودساختہ بادشاہوں اور شہنشاہوں کی حکمرانی تھی جو لوگوں کی خواہشات کی ذرا پروا نہیں کرتے تھے۔ لیکن کچھ مفکرین نے اس بارے میں سوچنا شروع کیا کہ تمام انسان آزاد ہیں اور سب کو برابری کے حقوق حاصل ہیں۔ انہوں نے اس بات پر غور کیا کہ کیوں معاشرے کے صرف ایک مخصوص طبقے کے پاس دولت اور اقتدار ہے؟ کچھ ناقدین نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر لوگوں کو اس بات کا علم ہو جائے کہ انکے ساتھ کتنی بڑی ناانصافی ہو رہی ہے تو وہ بادشاہ کے ظلم و ستم کے خلاف احتجاج کر سکتے ہیں۔

جمہوریت کیا ہے؟

کیا آپ اور آپکے دوست احباب کسی ایک نقطہ پر اتفاق رائے رکھتے ہیں مگر کسی دوسرے نقطہ پر مکمل اختلاف کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ ایک دوسرے کی بات سننے کے قابل ہوتے ہیں اور اس پر بات چیت کرتے ہوئے کسی ایک نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں جس پر سب اتفاق کرتے ہیں۔ اس طرح آپ ایک معاہدے کے تحت ایک متفقہ نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ کسی وقت آپکو کسی ایسے نقطہ پر بھی اتفاق کرنا پڑتا ہے جو آپکی رائے کے برعکس ہو پھر اکثریت فیصلہ کرتی ہے جو سب کو ماننا پڑتا ہے اور اسے جمہوریت کہتے ہیں۔

جمہوریت میں سب برابر اقدار اور حقوق کے مالک ہوتے ہیں۔ ہر ایک کو اپنی رائے دہی کا حق ہوتا ہے جو کسی بھی فیصلہ پر اثر انداز ہو سکے۔ جمہوریت کا متضاد آمریت ہے۔ آمریت میں صرف ایک شخص یا چند افراد ہی تمام فیصلے کرتے ہیں اور کسی کو بھی احتجاج کا حق حاصل نہیں ہوتا۔

جمہوریت میں سب کی آواز کو سنا جاتا ہے۔ لوگوں کو تمام طرح کے فیصلے ووٹ کے ذریعے کرنا ہوتے ہیں۔ جمہوریت دو طرح کی ہوتی ہے ایک براہ راست جمہوریت اور دوسری نمائندہ جمہوریت۔ براہ راست جمہوریت وہ ہے جب تمام لوگ کسی خاص نقطہ سے متعلق اپنی رائے کا اظہار اپنے ووٹ کے ذریعے کرتے ہیں جیسا کہ بچوں کے حقوق کے پروگرام میں دنیا بھر کے بچے اپنے ووٹ کا حق استعمال کرتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں کہ انعام کا حقدار کون ہے۔ دوسری مثال ریفرنڈم ہے۔ بہت سے جمہوری ممالک میں نمائندہ جمہوریت کا نظام رائج ہے۔ جہاں لوگ اپنے نمائندگان کا چناؤ کرتے ہیں تاکہ وہ ملک کے نظام کو عوام کی منشاء کے مطابق چلا سکیں۔

امراء کی آواز

1789 کا سال فرانسیسی انقلاب کے آغاز کا سال تھا۔ اس انقلاب کے پیچھے مقاصد اور نظریات پورے یورپ میں پھیل گئے اور معاشرے کی ترقی کا سبب بنے۔ ابھی تک صرف مردوں کو شہریت حاصل تھی۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ صرف مردوں کو ووٹ ڈالنے کا حق تھا اور صرف امراء کو سیاست میں شمولیت کا اختیار تھا کیونکہ ان ہی کے پاس وسائل تھے اور وہی زمین یا بلڈنگ وغیرہ خرید سکتے تھے۔

عورتیں یا غلام نہیں

امریکہ کا پہلا آئین 1789 میں لکھا گیا۔، جمہوریت کی تاریخ میں یہ بہت اہم قدم ثابت ہوا۔ یہ بیان کرتا ہے کہ معاشرے میں فیصلے کرنے کا اختیار عوام کے پاس ہونا چاہیے اور لوگوں کو آزادی سے لکھنے اور بولنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ تاہم اس قانون کا اطلاق عورتوں اور غلاموں پر نہ ہو سکا۔

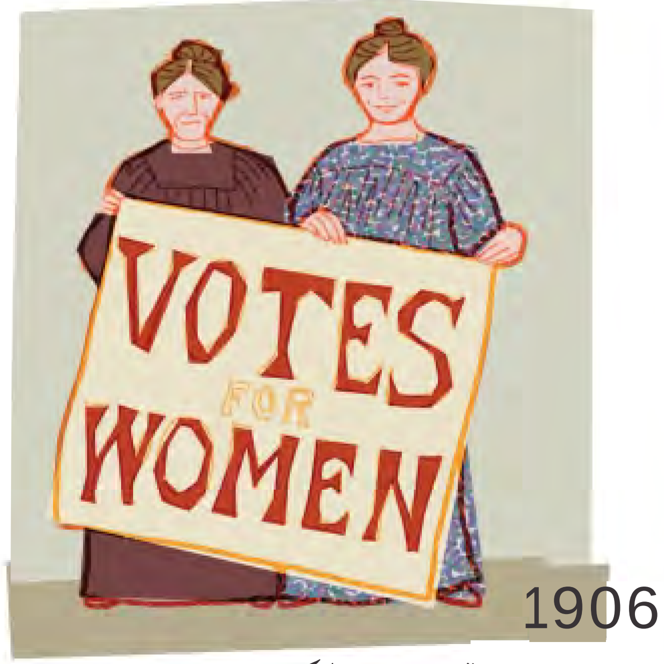

خواتین کا ووٹ ڈالنے کیلئے مطالبہ

اٹھارہویں صدی کے آخر میں ان خواتین کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہونے لگا جو الیکشن میں خواتین کے ووٹ ڈالنے کیلئے مطالبہ کر رہی تھیں۔ فنلینڈ دنیا کا پہلا ملک ہے جس نے 1906 میں عورت کو ووٹ ڈالنے کا حق دیا۔ سویڈن اور برطانیہ نے 1921 میں فنلینڈ کی تلقید کی۔ 1945 میں دوسری جنگ عظیم کے خاتمے تک یورپ کے کئی ممالک، افریقہ اور ایشیا میں خواتین کو ووٹ ڈالنے کا حق نہ تھا۔

پہلی رازدارانہ رائے دہی

بیلٹ پیپر کے ذریعے پہلی بار رائے دہی کا آغاز 1856 میں تسمانیہ، آسٹریلیا میں ہوا۔ اس میں ایک بیلٹ پیپر پر امیدوار کا نام لکھا گیا تھا۔

دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت

1947 میں انڈیا نے برطانیہ سے آزادی حاصل کی اور دنیا کے سامنے سب سے بڑی جمہوریت کے طور پر رونما ہوا۔ آزادی کی یہ تحریک مہاتما گاندھی نے شروع کی ان کا یہ نظریہ تھا کہ ظلم کو تشدد کے بغیر بھی ختم کیا جا سکتا ہے۔

افر i میں پہلی جمہور$

1957 میں مغربی افریقہ کا ملک گھانا برطانیہ سے آزادی کے بعد پہلا آزاد ملک بنا۔ ''کوامے نکروما'' ملک کا پہلا راہنما بنا۔ برطانیہ نے افریقہ، ایشیا اور لاطینی امریکا کو کئی سو سالوں سے اپنی کالونیاں بنا رکھا تھا۔ یورپ نے اپنی پوری طاقت کے ساتھ اپنی افواج کو وہاں بھیجا تاکہ وہ وہاں کی زمینوں پر قبضہ کرے اور وہاں کے تمام قدرتی وسائل پر قابض ہو کر لوگوں کو اپنا غلام بنائیں۔

امریکا میں برابری کے حقوق

1955 میں ایک سیاہ فام خاتون جس کا نام ''روسا پارکس'' تھا، نے اپنی سیٹ ایک سفید فام آدمی کیلئے خالی کرنے سے انکار کر دیا۔ روسا کو جرمانہ کر دیا گیا کیونکہ جنوبی امریکا میں سیاہ فام لوگوں کو سفید فام لوگوں کی برابری کے حقوق حاصل نہ تھے۔ انکے بچے ان سکولوں میں نہیں پڑھ سکتے تھے جن میں سفید فام بچے پڑھتے تھے اکثر اوقات انہیں ووٹ ڈالنے کا بھی حق نہیں دیا جاتا تھا۔ انسانی حقوق کے معروف علمبردار کنگ مارٹن لوتھر نے اس بس کمپنی کا احتجاجاً بائیکاٹ کر دیا۔ یہ واقعہ سیاہ فام لوگوں کے ساتھ امتیازی سلوک اور برابری کے حقوق کی تحریک کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

ساؤتھ افریقہ میں ہر ایک کیلئے ووٹ کا حق

1994 میں نیلسن منڈیلا جنوبی افریقہ کا پہلا منتخب صدر بنا۔ ملک میں امتیازی سلوک اور نسلی امتیاز کے نظام کے خلاف جدوجہد کرنے کی وجہ سے وہ 27 سال تک قید میں رہا۔ جس کی وجہ سے لوگ اپنے رنگ کی وجہ سے دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ نیلسن منڈیلا کیلئے ہونے والا الیکشن افریقہ کا پہلا الیکشن تھا جس میں پورے افریقہ کو ووٹ ڈالنے کیلئے برابری کے حقوق حاصل تھے۔

بچوں کا جمہوری عالمی ووٹ

2017/2018 میں ہونے والا بچوں کے انعام کا عالمی پروگرام اس سلسلے کا سولہواں پروگرام ہے۔ تقریباً 4 کروڑ 60 لاکھ بچے اپنے حقوق اور جمہوریت کے بارے میں وہ معلومات حاصل کر چکے ہیں جو نئی نسلوں کی اہم ضرورت ہے۔ یہ آپ اور آپکے دوست احباب کیلئے اپنے ملک میں بہتری لانے میں بہت مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ ایسا ملک جہاں جمہوریت، بچوں اور انسانی حقوق کا احترام کیا جائے۔

جب آپ بچوں کے حقوق، انعام اور امیدوار کے بارے میں سب کچھ جان چکے ہوتے ہیں تب آپ عالمی جمہوری ووٹ کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ آپ کا ووٹ آپکا فیصلہ ہوتا ہے۔ کسی کو آپکے فیصلے میں دخل اندازی کا اختیار نہیں۔ جس امیدوار کو اکثریت میں ووٹ ملیں گے وہی 2018 میں بچوں کے حقوق کے عالمی انعام کے پروگرام کے انعام کا حقدار ہوگا۔

عرب میں تبدیلی کی لہر

2010 میں تونیسیا میں پولیس نے ایک غریب شخص سے اسکی سبزیوں والی ٹوکری چھین لی۔ اس نے خود کو آگ لگا کر خودکشی کر لی۔ اسکی موت کی خبر پھیلتے ہی ہزاروں لوگ احتجاج کے لئے سڑکوں پر نکل آئے۔ جو اس وقت ملک پر آمر تھا۔ اس واقعہ کے بعد بہت سے ہمسائیہ ممالک میں اسی طرح کی لہر دوڑنے لگی اور مصر اور لیبیا میں آمریت کو بہت بری طرح شکست ہوئی۔

2015 جمہوریت قائم رہی

حالانکہ بہت سے ممالک میں پہلے کی نسبت زیادہ جمہوریت کو متعارف کروایا جا چکا ہے، لیکن ابھی بھی لوگ ناانصافی اور جبر کا شکار ہیں۔ اس لئے، اقوام متحدہ نے **2015** میں جو **17** اہداف دنیا کو بہتر بنانے کیلئے کئے تھے عالمی رہنما اس بات پر متفق ہوئے ہیں۔

عالمی ووٹ کا وقت

ووٹنگ بوتھ میں ایک وقت میں ایک ہی فرد جا سکتا ہے، تاکہ کوئی دوسرا نہ دیکھ سکے کے آپ نے کس کو ووٹ دیا ہے۔

دھوکہ بازی سے بچنے کیلئے سیاہی کا استعمال

لوگوں کو دوبارہ ووٹ ڈالنے سے باز رکھنے کیلئے نشان لگانے چاہیے۔ مثال کے طور پر انکے انگوٹھوں پر سیاہی سے نشان لگائیں یا ناخن پر سیاہی لگائیں یا پھر ہاتھ یا منہ پر لکیر لگائیں۔ ایسی سیاہی کا استعمال کریں جو آسانی سے دھوئی نہ جا سکے۔

لوگوں کا چناؤ کریں

- ☆ نمائندہ افسر الیکشن کے رجسٹر پر نشان لگائے اور بیلٹ پیپر فراہم کرے۔
- ☆ الیکشن سپروائزر اس بات کی یقین دہانی کرے کہ سب کچھ درست ہوا ہے۔
- ☆ ووٹ گننے والے ووٹوں کی گنتی کریں۔

گلوبل ووٹ کے ذریعے آپ فیصلہ کریں گے کہ بچوں کے حقوق کے عالمی پروگرام کا انعام کسے ملنا چاہیے۔

اگر آپ 18 سال یا اس سے کم عمر ہیں تو آپ کو اس پروگرام میں ووٹ ڈالنے کا حق ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے پروگرام سے پہلے اپنا ووٹ ڈالنے کا دن منتخب کریں۔ آپ کے پاس زیادہ سے زیادہ وقت ہونا چاہیے کہ آپ پروگرام کے امیدوار کے متعلق بہتر طور پر جان سکیں اور بچوں کے حقوق اور اس پروگرام کے متعلق بات چیت کر سکیں۔ کسی کو آپکے فیصلے میں دخل اندازی کا اختیار نہ ہو۔ آپ کے دوست، احباب، والدین یا استاد تک کو بھی یہ پتا نہ ہو کہ آپ کس کو ووٹ ڈال رہے ہیں جب تک آپ خود انہیں نہ بتائیں۔ جن بچوں کو ووٹ ڈالنے کا حق حاصل ہوں ان کے نام ووٹ رجسٹر پر درج ہوں اور جب انہیں بیلٹ پیپر دیا جائے یا وہ اپنا ووٹ بیلٹ بکس میں ڈال دیں

پردے سے بنایا گیا ووٹنگ بوتھ

اپنا خود کا ووٹنگ بوتھ بنائیں یا مقامی الیکشن کمیٹی سے ادھار لیں

ووٹنگ کے دن دوسروں کو دعوت دیں !

آپ اپنے مقامی میڈیا، سیاستدان، رشتہ دار اور خاندان کو دعوت دیں تاکہ وہ تجربہ کریں کہ عالمی ووٹ کا دن کیسا ہوتا ہے۔!

تصوراتی بیلٹ بکس بنانا

ووٹ گنیں، جشن منائیں پھر بچوں کے عالمی انعام کو تینوں امیدواروں کے ووٹ ارسال کریں۔

آپ اپنی دلچسپی کیلئے صفحہ نمبر 18 تا 45 پڑھیں کہ دنیا بھر میں عالمی ووٹ کیسے ڈالا جاتا ہے

برما کے بارشی جنگلات میں سے گلوب میگزین لے کر گزرتے ہوئے

دنیا کی سب سے لمبی جنگ

برما جس کو میانمبر بھی کہا جاتا ہے جو 1962 میں فوجی قیادت کے نام سے بھی جانے جاتے تھے۔نوبل انعام کو جیتنے والی اور عالمی انعام کے پروگرام کی پیٹرن آنگ سین سو کی کو گھر میں قید رکھا گیا تھا۔ 2015ء میں اس کی نیشنل لیگ نے جمہوری الیکشن میں حصہ لے کر کامیابی بھی حاصل کی ۔ برما میں بہت سی اقلیتی آبادیوں نے فوجی قیادت کے خلاف اسلحہ اٹھایا۔ان میں ایک کیرن کے لوگ بھی ہیں ۔ ابھی برما کو پوری طرح جمہوری لحاظ سے چلنے کیلئے بہت سفر طے کرنا ہے ،لیکن ان دنوں ملک کی گورنمنٹ اور 8 اقلیتی آبادیوں کے درمیاں سرد جنگ چھڑی ہوئی ہے جس میں کیرن کے لوگ بھی شامل ہیں۔ جب کیرن کے لوگوں اور برما کی فوج کے درمیان 2012ء میں سرد جنگ شروع ہوئی تھی وہ دنیا کی سب سے لمبی چلنی والے جنگ تھی۔ آج کل جو بچے کیرن گاؤں میں رہتے ہیں ان کو اب کسی قسم کی جنگ کا خوف نہیں ہے۔

14 سالہ نوکلی تھا پا اور اس کے دوستوں نے بہت سے مشکل دن ان بارشی جنگلوں میں گزارے جو برما کی پہاڑیوں میں ہیں۔ یہ بچے کیرن کہلاتے ہیں جو برما کی اقلیت سے تعلق رکھتے ہیں۔

نوکلی بتاتی ہے کہ "اپنے گاؤں کے سکول کیلئے ہم نے گلوب میگزین کی کاپیاں اپنی کیرن زبان میں منگوائیں ہیں۔مختلف سکول اور گاؤں سے بچے پھر عالمی ووٹ کیلئے اکٹھے ہوتے ہیں۔گلوب کے ساتھ یہ حقیقی سفر تھا۔جیسا بھی تھا لیکن جنگل میں رہنا بہت سی مشکل یادوں کو واپس لے آتا ہے۔

جب میں 6 سال کی تھی، جہاں میں رہتی تھی وہاں جنگ چل رہی تھی۔ایک دن، میرے گاؤں کو نشانہ بنایا گیا اور مجھے اور میرے والدین کو زبردستی بارشی جنگلوں کی طرف بھیجا گیا۔میں بہت چلائی اور مجھے لگتا تھا کہ میں ماری جاؤں گی۔ ہم 4 دنوں تک بالکل زمین پر درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان چھپے رہے۔میری ماں اپنے ساتھ چاول اور نمک لے آئی تھی جو ہم نے کھائے ،لیکن مجھے پھر بھی ہر وقت بھوک لگی رہتی تھی۔

آخر کار جب ہم گاؤں کی طرف واپس لوٹے ،ہم نے دیکھا کہ بہت سارے لوگ زخمی تھے اور مر بھی چکے تھے۔میرے سکول کا میدان تک جلا دیا گیا تھا۔

اس جنگ نے ہم بچوں کے بہت سے حقوق کو پامال کیا۔بچوں کو مارا گیا اور کچھ بچوں کے والدین گم ہو گئے ،سکول کو تباہ کر دیا گیا اور چھوٹی لڑکیوں کو بھی فوجی جنسی طور پر ہراساں کرتے رہے۔

ایک اہم مشن

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور گلوب میگزین کے ذریعے ، میں نے بچوں کے حقوق کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے۔ مثال کے طور پر، تمام بچوں کو سکول جانے کا حق ہے ۔ یہ میں پہلے نہیں جانتی تھا۔ میں گلوب میگزین میں سے بچوں کے ہیروز کے بارے میں پڑھ کر بہت کچھ سیکھ رہی ہوں۔ میں بھی ان کی طرح بننا چاہتی ہوں۔

گلوب میگزین بہت زبردست ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس میگزین کو گاؤں میں لانا ایک اہم مشن ہے،

جس کے ذریعے زیادہ سے زیادہ بچے اپنے حقوق کے بارے میں جان سکیں اور سیکھ سکیں ۔ اس کی بہت ضرورت ہے، جیسا کہ بچوں کو یہاں بہت ساری مشکلا ت ہیں ۔

اکثر بڑے بچوں کی رائے کو سنتے بھی نہیں ہیں ۔ اور بہت سے غریب بچے سکول بھی نہیں جاتے بلکہ ان کو پڑھنے کے بجائے اپنے خاندانی چاولوں کے کھیت میں کام کرنا پڑتا ہے۔ان کی زندگی بھی بہت مشکل ہے بڑے لوگوں کی طرح ، کیونکہ وہ سکول نہیں جاسکتے ہیں ۔ ہم لڑکیوں کے لئے یہ سب بہت برا ہے۔

لڑکیوں کے حقوق

ہمارے گھر میں لڑکے اور لڑکیوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جاتا ہے۔لیکن کچھ خاندانوں میں یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ وہ بیٹیوں کی نسبت بیٹوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں ۔ بہت سی ایسی وضاحتیں ہیں جن کی بنا پر بیٹوں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے ۔اگر خاندان غریب ہے اور ان کی بیٹی ہے تو اس کو سکول جانے کی اجازت نہیں ہوتی ۔ کچھ دیہاتوں میں ، جیسے ہی لڑکی 14 سال کی ہوتی ہے اس کی زبردستی شادی کر دی جاتی ہے۔آدمی اپنی بیوی کی قیمت ادا کرتا ہے،تو غریب خاندان کے لوگ پیسوں کے لئے بیٹی کو بیچ دیتے ہیں۔ یہ سب بہت غلط ہے۔ایک بچہ صرف ایک بچہ ہے

لیکن غریب خاندان کے لوگ پیسوں کے لئے بیٹی کو بیچ دیتے ہیں ۔ یہ سب بہت غلط ہے ۔ایک بچہ صرف ایک بچہ ہے ۔صرف بالغ کو شادی کرنی چاہئے ۔اکثر اپنی رائے کے مطابق بات کرتے ہوئے لڑکیاں کہتی ہیں کہ ہم لڑکوں کی طرح اچھی نہیں ہیں ، اور یہ سب باتیں مجھے افسردہ کرتی ہیں اور غصہ دلاتی ہیں ۔ گلوب میگزین کے ذریعے ہم نے سیکھا کہ لڑکیوں اور لڑکوں کے برابر کے حقوق ہیں ۔ اگر ہم اپنے حقوق کے متعلق سیکھ لیں ، مجھے یقین ہے کہ ہمارا شمار بڑوں میں ہوگا اور ہم اپنے بچوں کے ساتھ ان کے مقابلے میں بہتر برتاؤ رکھیں گے۔

ایک منفرد سفر

یہ 3 دنوں کا گلوب میگزین کے ساتھ سفر بہت ہی شاندار رہا۔ میں اور میرے دوست بارشی جنگلوں میں سے گزرے ، پہاڑوں پر چڑھے ، دریاؤں سے گزرے اور کشتیوں پر سفر کیا۔ کچھ لمحوں کے لئے رکے اور آرام بھی کیا ، باتیں کیں اور کھیلے بھی ۔ اور رات کو ہم گاؤں کے ان گھروں میں سوئے جہاں سے ہم گزرے تھے۔

آگے مستقبل میں ، میں استاد بنوں گی اور بچوں کو اہم چیزوں کے متعلق پڑھاؤں گی۔ اور تب یقیناً میں گلوب میگزین کو اپنے پڑھانے میں استعمال کروں گی۔

بارشی جنگلوں میں سے گزرتے ہوئے

دریاؤں کو پار کرتے ہوئے

تھائی لینڈ کے بارڈر پر انتظار کرتے ہوئے بچوں کے پاس گلوب پہلی کشتی لے کر پہنچا

TEXTO:ANDREASLÖNN FOTO:JOHANBJERKE

غلیل کی مدد سے کھانا حاصل کرنا

میں ہمیشہ اپنی غلیل اپنے ساتھ رکھتا ہوں، جب میں جنگل میں ہوتا ہوں تو چھوٹے پرندوں، چوہوں اور گلہریوں کو مارنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں ان کو پکڑ کر اپنے بیگ میں رکھتا ہوں۔ جب میں گھر واپس آتا ہوں تو میری ماں ان چوہوں اور کیڑوں کو تیل میں فرائی کرتی ہے اور پرندوں سے میرے لئے سوپ بناتی ہے۔ ہم ان کو چاولوں کے ساتھ کھاتے ہیں، یہ بہت مزیدار ہوتا ہے! اس دفعہ ابھی تک اس سفر میں میں نے کچھ بھی نہیں پکڑا، لیکن شائد آگے جا کر میرے لئے اچھا ہو!

"عالمی انعام کے پروگرام کے ذریعے مجھے یہ جاننے کا موقع ملا کہ تمام بچوں کو سکول جانے کا حق ہے۔ میں یہ پہلے نہیں جانتا تھا۔ یہاں، وہاں بہت سے ایسے بچے ہیں جو غربت کی وجہ سے سکول نہیں جا سکتے ہیں۔ میرا خواب ہے کہ میں ایک ڈاکٹر بنوں۔" سوہوٹے کے واہ، **12** سال

ہم نے گلوب کے ساتھ سفر کیا!

نوک دار لکڑیوں سے بنے گھر

نوکلی تھا پا کہتی ہے "رات کو ہم لوگوں کے ان گھروں میں سوئے جہاں سے ہم گزر رہے تھے۔"

" گھر نوک دار لکڑیوں اور بانس کے ڈنڈوں اور ان کی چھت گھاس کی بنی ہوئی تھی۔

ہم بانس کے فرش پر گھاس کے بنے ہوئے بستر پر سوئے۔"

"نوکلی تھا پا کہتی ہے کہ پہاڑوں پر چڑھنا مشکل نہیں، جیسا کہ ہم پہاڑوں پر رہتے ہیں اور پہاڑوں پر چڑھنا ہمارا روز کا کام ہے۔"

بچوں کے حقوق کے بارے میں جاننے کی ضرورت

"بچوں کے انعام کا عالمی پروگرام یہاں بہت اہم ہے، گاؤں میں رہنے والے بچے اپنے حقوق کے بارے میں نہیں جانتے۔ مستقبل میں اگر ہم بہتری چاہتے ہیں تو اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہمیں اپنے حقوق کی پہچان ہونی چاہئے۔ میرا خواب ہے کہ میں بچوں کی ڈاکٹر بنوں۔ اگر ہم بیمار ہو جاتے ہیں تو بچوں کی ماہر ڈاکٹر کوئی نہیں ہے، تو اس لئے میں یہی بننا چاہتی ہوں۔ نو تھے لور پا، **12** سال

بچوں کو فوجیوں کی طرح استعمال کرنا

"میرے خیال میں بچے کا سکول جانا اس کا بنیادی حق ہے۔ یہ سب سے ضروری ہے کہ بچوں کو فوجیوں کے طور پر استعمال نہ کیا جائے۔ جب میں بڑا ہوں گا، میرا خواب ہے کہ میں ان لوگوں کی حفاظت کروں گا۔

"سوٹے کلر ہٹو، **14** سال

دوائیوں اور طبی امداد کی کمی

"ہمارے گاؤں میں بہت سے بچے سکول نہیں جاتے، لیکن میں یہ سوچتا ہوں کہ جب ہم بیمار ہوتے ہیں تو ہمارے لئے سب بڑا مسئلہ اچھی ادویات اور طبی امداد کا ہے۔ میرا خواب ہے کہ میں ڈاکٹر بنوں، کیونکہ اسکی ان کو بہت ضرورت ہے۔

سونو لے ہٹو، **14** سال

جنگ سب سے بڑا مسئلہ

بچوں کیلئے یہاں جو سب سے بڑا مسئلہ جنگ کا ہے جس وجہ سے انہیں مجبوراً بھاگنا پڑا ہے۔ اور ہم ابھی تک آزادی سے سفر نہیں کر سکتے، اور یہاں پر ابھی تک کہیں بھی امن و امان نہیں ہے۔ آپ یہ سچائی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں، کچھ بچے ابھی تک سکول واپس نہیں آئے۔ میرا خواب ہے کہ ایک دن میں استاد بنوں۔

نو دا کو پا، **13** سال

ایک جیسی اقتدار

"بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے ذریعے، مجھے سیکھنے کا موقع ملا کہ بچوں کے بنیادی حقوق ہیں۔ جوان ہمارے ساتھ نا انصافی نہ کریں، اگر ہماری کوئی قدر نہیں تو ایسا سلوک کریں۔ میرا خواب ہے کہ میں استاد بنوں، اپنی کیرن زبان میں، جس سے یہاں کے بچے اپنی آبائی زبان سیکھ سکیں۔" نو ہٹو لو پا، **13** سال

دریا کنارے عالمی ووٹ

پہاڑوں کے درمیان گھرے چھوٹے سے کیرن گاؤں میں عالمی ووٹ کا وقت آ گیا ہے۔ **18** سکولوں سے بچے اکٹھے ہو کر اپنے ووٹ کا استعمال کریں گے۔ بچوں نے اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ ووٹ کا عمل امریلڈ کے سبز دریا پر ہوگا۔

بچوں کے حقوق کے بارے میں علم

نوکلی تھا پا کہتی ہے کہ "عالمی ووٹ میں شرکت کرنا میرے لئے بڑے فخر کی بات ہے!"

"عالمی ووٹ کی تیاری ایک اچھا ذریعہ ہے جس سے بچوں کے حقوق کے بارے میں سیکھا جا سکتا ہے۔"

میں استاد بننا چاہتی ہوں

نوکلی تھا پا نے وضاحت کی کہ " گلوب میگزین کے ذریعے مجھے بچوں کے حقوق کے بارے میں جاننے کا موقع ملا، "اب میں دوسرے بچوں کو بھی بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام، بچوں کے حقوق او جمہوریت کے بارے میں پڑھاتی ہوں۔"

TEXTO: ANDREAS LÖNN FOTO: JOHAN BJERKE

ووٹ بکس میں ڈالتے وقت

ساکاز: بچوں کے حقوق کی فہرست

ساکاواباز نے ایک ایسی فہرست تیار کی ہے جس میں جنگ کے دوران گاؤں میں بچوں کے حقوق کو پامال کیا گیا۔

1۔ جنگ میں صرف فوجی ہی نہیں مارے گئے، ان کے ساتھ بہت سے بچے بھی مرے۔
2۔ بچوں کو زبردستی سکول چھوڑنے کو کہا گیا اور ان کو گھروں سے بھاگنا پڑا۔
3۔ گھروں اور سکولوں کو تباہ کر دیا گیا۔
4۔ بھاگے ہوئے بچوں کے پاس کھانا بھی نہیں تھا۔ ان میں کچھ کی حالت اتنی خراب ہوگئی کہ زندہ نہ رہ سکے۔
5۔ بچوں کو طبی امداد بھی نہیں مل پائی جس کی ان کو ضرورت تھی۔
6۔ بچے اور والدین ایک دوسرے سے دور ہیں جب ان کو زبردستی گھروں سے بھاگنے پر مجبور کیا گیا۔
7۔ جب بڑے مرجاتے ہیں تو بچے یتیم ہوجاتے ہیں۔
8۔ بچے جب مائنز والی جگہ پر قدم رکھتے ہیں تو کوئی زخمی اور مر بھی جاتے ہیں۔
9۔ بہت سے بچوں کو جنگ میں فوجی کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

عالمی ووٹ کے ختم ہونے کے بعد، کچھ لڑکے جھاڑیوں کے گھر کے سامنے ٹاکرا کھیلتے ہیں، بالکل والی بال کی طرح کا کھیل ہے جس میں پاؤں، گھٹنے، چھاتی اور سر کا استعمال کرکے بال کو جال کے دوسری طرف پھینکا جاتا ہے۔

ٹاکرا بال پلاسٹک سے بنائی جاتی ہے۔

ساکاوابا کہتا ہے کہ "عالمی ووٹ میں شرکت کر کے مجھے بہت خوشی محسوس ہوتی ہے،" میرے لئے بہت پر جوش اور خوشی کی بات تھی اس اہم پروگرام میں شریک ہونا۔ برما میں فوجی قیادت تھی جہاں پر اپنی رائے کا اظہار کرنا اور ووٹ ڈالنا بہت مشکل تھا۔ آخرکار اب یہاں بہت کچھ بدل چکا ہے۔ ایک بڑا ہونے کی حیثیت سے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام میں شریک ہوکر ہمیں جمہوریت کو سمجھنے کا موقع ملا۔ اور کیا خوب صاف اور شفاف الیکشن تھا۔"

جنگ: بچوں کے خلاف سب سے برا جرم

"اس صبح، تمام بچے گاؤں میں عالمی ووٹ میں حصہ لیتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ بہت ضروری ہے کہ ہم بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے ذریعے اپنے حقوق کو جانتے ہیں، جبکہ بہت سارے بچے بڑی مشکل زندگی گزار رہے ہیں جہاں پر ان کے حقوق کو پامال کیا جاتا ہے۔ بچوں کے خلاف سب سے بڑا جرم یہاں جاری لمبی جنگ ہے۔ جب میں 8 سال کا تھا، میرے گاؤں پر حملہ کیا گیا، اور مجھے زبردستی جنگل کی طرف بھگا دیا گیا۔ تب رات کے آخری پہر کا وقت تھا، اور میں بندوقوں اور بمباری کی آواز سن سکتا تھا۔ میں بالکل اکیلا تھا۔ مجھے اپنی زندگی سے ڈر لگ رہا تھا، میں جتنا بھاگ سکتا تھا میں بھاگا۔ میں اگلے دن تک ایسے ہی بھاگتا رہا جب تک مجھے میرے والدین نہ ملے۔ ہم 2 ہفتوں تک جنگل میں چھپے رہے۔ ہمیں لگتا تھا کہ اگر فوج نے ہمیں ڈھونڈ لیا، تو وہ ہمیں مار دیں گے۔ جب ہم گاؤں واپس آئے، گھروں کو جلا دیا گیا تھا اور سکولوں کو بھی تباہ کر دیا تھا۔

"ان کی جنگ بندی کی وجہ سے اب چیزیں سکون سے ہیں۔ مجھے نہیں لگتا کہ حقیقی امن و سکون ہے، لیکن میں امید کرتا ہوں کہ ایسا ہو۔ میرا خواب ہے کہ میں اپنے چھوٹے سے گاؤں میں سکون سے رہوں۔ آزادی کے ساتھ۔ میرا خواب ہے کہ میں ڈاکٹر بن کر یہاں کے لوگوں کی مدد کرسکوں۔" ساکاوائی با، 16 سال

برما میں ہزاروں کی تعداد میں زیر زمین مائنز موجود ہیں۔

ووٹنگ لائن دریا کے ساتھ چلتی ہے

بچوں کے حقوق کا علم

نوکلی تھاپا کہتی ہے کہ "عالمی ووٹ میں شرکت کرنا میرے لئے بڑے فخر کی بات ہے!" عالمی ووٹ کی تیاری ایک اچھا ذریعہ ہے جس سے بچوں کے حقوق کے بارے میں سیکھا جاسکتا ہے۔"

تمام ووٹ ڈالنے والے اپنے انگلیوں کا نشان اپنے نام کے آگے لگا کر ووٹ رجسٹر کرواتے ہیں۔

کیرن کے بچے جانتے ہیں کہ کیسے جمہوری ووٹ کام کرتا ہے۔ برما میں فوجی قیادت ہونے کے باوجود بھی، انہوں نے اپنے عالمی ووٹ کو استعمال کیا۔

مختلف طریقوں سے بچوں کے حقوق کے لئے جنگ

" آج، میں نے عالمی ووٹ میں حصہ لیا۔ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی مدد سے ہمیں اپنے حقوق کو جاننے میں مدد ملتی ہے۔ جب ہم سکول کی سطح پر بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے ساتھ کام کرتے ہیں مجھے بہت سی چیزوں کو جاننے کا موقع ملتا ہے جن کو میں پہلے نہیں جانتا تھا، جیسا کہ باضابطہ بچوں کے حقوق ایک جیسے ہیں جیسا کہ دوسرے بچوں کے حقوق۔ یہ صرف ہمارے گاؤں کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہاں پر، لوگ ان بچوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے والدین بھی حقارت سے دیکھتے ہیں۔ وہ زیادہ تر سکول نہیں جاتے ہیں۔ اور ان کو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے بھی نہیں دیا جاتا۔ میرے خیال میں یہ بہت افسوسناک ہے، اور اب مجھے اس بات کا احساس ہوا ہے کہ یہاں بچوں کے حقوق کو پامال کیا جارہا ہے۔

"میں اپنے ہمسائے گاؤں کے ایک 7 سال کے بچے کو جانتا ہوں۔ جو چل نہیں سکتا، جو زمین پر رینگتا ہے۔ وہ سکول نہیں جاسکتا ہے، اور وہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل بھی نہیں سکتا ہے۔ لیکن میں اس کا دوست ہوں اور عموماً ہم ایک دوسرے سے بات چیت کرتے رہتے ہیں۔ ہم دونوں بہت لطف اندوز ہوتے ہیں۔

"جب میں بڑا ہو جاؤں گا، میں مختلف طریقوں سے بچوں کی مدد کرکے ان کو سکول بھیجنے کے قابل بنا سکوں۔ میں سابقہ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے جیتنے والے سیموئیل سے بہت متاثر ہوں۔ وہ اندھا ہے، اور وہ افریقہ میں اندھے بچوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کر رہا ہے۔ میں اس کی طرح بننا چاہتا ہوں۔ سواع تاتا، 14 سال

بچوں کے حقوق کے ہیرو
مینوئیل کے بارے میں جانیں
www.worldschildrensprize.org

برما میں بچوں پر فلم اس سائٹ پر دیکھیں: worldschildrensprize.org/gfburma

ٹینگن بیرتیج میں سمیرا اونچی آواز میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے کلب کے بارے میں گلوب میگزین پڑھ رہی ہے۔ تمام کلب کے ممبران نے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے ذریعے اپنے حقوق کے بارے میں سیکھا ہے۔ وہ روزانہ کی بنیاد پر آپس میں ملتے ہیں اوران حقوق کے متعلق بات کرتے ہیں جن کا احترام نہیں کیا جاتا۔

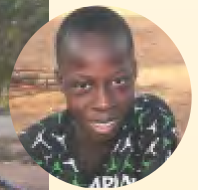

کیا بچوں کے حقوق کا مضمون سکول میں ہے

"میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا شکر گزار ہوں جس کے ذریعے مجھے بچوں کے حقوق کے بارے میں سیکھنے کا موقع ملا۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور کلب کا کہ اب میں اپنے حقوق سے اچھی طرح واقف ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ بچوں کے حقوق کا مضمون سکول میں شامل کیا جائے۔

"میرے والدین بچوں کے انعام کے عالمی پروگرام میں میری شمولیت پر بہت خوش ہیں۔" بچوں کے حقوق کی زندگی لمبی ہو۔" فریڈرک 14 سال، کالج میونسپل ڈی ٹینگن بیرتیج

برکینا فیسو میں بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام

برکینا فیسکو میں زیادہ سے زیادہ بچے اور جوان لوگ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے کلب میں شامل ہو رہے ہیں۔

"ایرین کہتا ہے کہ میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے کلب کا ممبر ہونے پر بہت خوش ہوں۔ اس نے مجھے میرے حقوق کو جاننے میں بہت مدد فراہم کی ہے۔"

لڑکیوں کے لئے تعلیم

"میں ایک لڑکا ہوں، لیکن میں لڑکیوں کی تعلیم اور ان کے سکول میں رہنے کیلئے جدوجہد کر رہا ہوں۔ میں سب کو یہ دیکھانا چاہتا ہوں کہ جو لڑکیاں گھروں میں کام کرتی ہیں ان کو کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کچھ لڑکیوں کو اپنے مالکان کی طرف سے گالیاں سننا پڑتی ہیں۔ اگر ان سے کوئی گلاس ٹوٹ جائے، تو اس کی قیمت ان کی تنخواہ میں کاٹ لیتے ہیں، جو کہ پہلے ہی بہت کم ہوتی ہے۔ ان سے بہت سخت کام لیا جاتا اور ایک دن کیلئے بھی چھٹی نہیں دی جاتی۔ وہ برتن دھوتی ہیں، کپڑے دھوتی ہیں، کھانا بناتی ہیں اور بچوں کو بھی سکول سے لے کر آنا ان کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ گلوب میگزین کو پڑھنے کے بعد مجھے پتا چلا کہ کس طرح ان کے حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے۔ برکینا فیسکو میں ہمارا ایک ٹول فری نمبر ہے 116، جہاں پر کال کر کے بچے اپنی شکایت درج کروا سکتے ہیں اگر ان کو تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔"

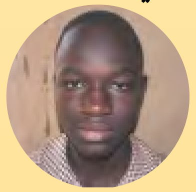

پاسکل 16 سال
کالج سینٹی
کولیٹ

جہالت کے خاتمے کیلئے

"بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام میں کام کرنے کے بعد مجھے سیکھنے کا موقع ملا کہ کس طرح لوگ بچوں کے حقوق کیلئے کام کرتے ہیں۔ میں نے تاریخ اور جمہوریت کے اصول کے بارے میں بھی سیکھا۔ مجھے فوجی قیادت پسند نہیں۔ جب میں بڑا ہوں گا تو ایک ایسی تنظیم بناؤں گا جو کہ بچوں کی حفاظت اور ان کی مدد کرے گی۔ ہم مل کر بچوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کریں گے۔ ہماری مسلسل جدوجہد کی وجہ ایک دن یہ دنیا رہنے کیلئے بہت اچھی جگہ بن جائے گی اور ہم مل کر جہالت کا خاتمہ کریں گے۔

بچے، بچے، جدوجہد، اپنے حقوق کیلئے جدوجہد کرو۔

" آخر کار اس اندھیری دنیا میں روشنی ضرور آئے گی۔" سامیرا، 14 سال کالج میونسپل دی ٹینجن بیرج

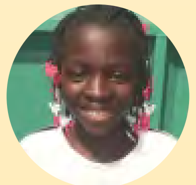

کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے بچوں سے پوچھیں

"میں گلوب میگزین کو پڑھ کر بہت خوش ہوں۔ میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کے کلب سے منسلک ہوں۔ ہم اپنے والدین اور ہمسائیوں کے ساتھ بچوں کے حقوق کے بارے میں بات چیت کرتے ہیں کیونکہ وہ ان کے بارے میں نہیں جانتے اور ناواقفیت رکھتے ہیں۔ میرے والدین بہت حیران ہوئے جب میں نے ان سے بچوں کے حقوق کے بارے میں بات کی۔ وہ بہت حیران ہوئے یہ جان کر کہ بچوں کو اپنی رائے کا اظہار کرنے کا پورا حق ہے اور وہ ہر لحاظ سے اپنی بات کہہ سکتے ہیں جس کا ان کی ذات سے تعلق ہو۔ ہم یہاں بچوں کی مرضی کے بغیر فیصلہ کر لیتے ہیں۔ جس کو لازمی طور پر روکنا چاہیئے۔

"میں بہت شرمیلی تھی، میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے اس قابل کیا کہ اپنی بات بغیر کسی ڈر اور خوف کے دوسرے بچوں اور بڑوں کے سامنے پیش کر سکتی ہوں۔ گلوب میگزین نے میری زندگی بہت بدل دی ہے۔ مجھے گلوب کی مدد سے دوسری جگہوں کا سفر کرنے اور جاننے کا موقع ملا ہے۔ گلوب زندہ باد۔!"

یوجینی، 13 سال میونسپل ڈی نوگرمیسم

امتیازی سلوک کے خلاف جدوجہد

"یہاں، صرف سکول میں جسمانی سزا پر پابندی ہے، لیکن گھروں میں نہیں ہے۔ میں بچوں کے استحصال کو بالکل بھی پسند نہیں کرتی خصوصی طور پر جب کچھ والدین اپنے بچوں کے ساتھ امتیازی سلوک رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک سے پیار کرتے ہیں اور دوسرے بچے سے نفرت، حتی کہ دونوں ان کے بچے ہوتے ہیں۔ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے ذریعے میں نے سیکھا کہ یہ عام طور پر بچوں کے حقوق کا احترام نہیں ہے۔ ہمیں بچوں کے امتیازی سلوک کے خلاف لڑنا چاہیئے۔ الیسن، 14 سال، کالج پروٹیسٹنٹ ڈی اوگاڈوگو

اپنے ضمیر کی آواز سنو اور بدعنوانی کا خاتمہ کرو

"میں بچوں کے حقوق کے کلب کو پسند کرتی ہوں۔ میں بچوں کی جبری شادی کے خلاف ہوں میں گلوب میں یہ پڑھ کر بہت افسردہ ہوئی۔ میں بچوں کو سکول جانے کے حقوق دلانے کے لئے اپنی آواز بلند کرتا ہوں۔" میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام میں شمولیت پر بہت فخر محسوس کرتی ہوں۔ بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام ہمیں فوجی قیادت کے بجائے جمہوریت کے بارے میں پڑھاتی ہے۔ جب میں 18 سال کا ہو جاؤں گی، میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام میں حصہ نہیں لے سکوں گی، لیکن اس وقت میں میونسپل اور صدارتی الیکشن میں ووٹ ڈال سکوں گا۔ میں ایک اچھا ووٹر ثابت ہوں گی اور میں اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق ووٹ ڈالوں گی۔ میں بدعنوانی کی مخالفت کروں گی اپنا ووٹ کبھی نہیں بیچوں گا۔" بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام نے ہمیں اب اور آنے والی زندگی کے تیار کیا ہے۔" میں بچوں کے عالمی انعام کے لئے پروگرام کو بہت پیار کرتی ہوں!" بچوں کے حقوق کی زندگی لمبی ہو۔

"انیس، 15 سال، کالج میونسپل ڈی ٹینگن بیرتیج

یتیموں کے حقوق کی خلاف ورزی کو روکا جائے

" کچھ میزبان خاندانوں کو کیا کے یتیم کہا جاتا ہے ان سے بدمعاشی کے ذریعے ان کا سارا سامان چھین لیا جاتا ہے۔ کچھ کو نیا مذہب اور نیا نام دیا جاتا ہے۔ بچوں کے ان کی مرضی کے بغیر زبردستی مسلمان اور عیسائی بنایا جاتا ہے۔ عمومی طور پر ان بچوں کے پیدائشی سرٹیفکیٹ بھی نہیں ہوتے۔ ان کو گھر کے سارے کام لازمی کرنے ہوتے ہیں۔ اگر وہ چھوٹی سی بھی غلطی کر دیں، ان کو بہت دفعہ مارا جاتا ہے اور ان کو کھانا بھی نہیں دیتے۔ جب میں نے گلوب کو پڑھا، میں نے جانا کہ ایسا ٹھیک نہیں ہوتا، لیکن یتیموں کے حقوق کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔ پھر میں نے برکینا کی حکومت سے بات کی کہ وہ بچوں کے حقوق کے احترام کو متعارف کروائیں۔ میں نے اپنے ذہن کو اس بات پر تیار کیا ہے کہ میں یتیموں کے حقوق کے لئے لڑوں گا۔ فلومین، 13 سال کالج پروٹیسٹنٹ ڈی اوگاڈوگو

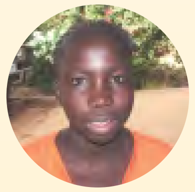

جنگ لڑنا

" گلوب سے مجھے اس بات کا پتہ چلا کہ جو لوگ اس میں شامل ہو کر بچوں کے حقوق کے متعلق علم پھیلا رہے ہیں اور میں نے بھی اپنے حقوق کی خلاف ورزی کیلئے آواز اٹھائی۔ ہم اپنے گھر میں بچوں کے حقوق کے متعلق بات چیت کرتے ہیں۔ میں نے اپنے علاقہ میں دیکھا کہ ان لڑکیوں کو جو جنسی کاروبار کا شکار ہیں۔ میں اپنی پریس کانفرنس میں اس پر بات کروں گا اور گورنمنٹ تک اس کو پہچاؤں گا کہ اس چیز کو ختم کیا جائے۔

نیڈتج، 15 سال کالج میونسپل ڈی ٹینگن بیرتج

بچوں کو سنیں

"میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا ممبر ہونے پر بہت خوش ہوں۔ اس نے مجھے میرے حقوق کے بارے میں جاننے میں بہت مدد کی۔ پہلے میری ماں اس حق میں نہیں تھی کہ میں اس کلب کا ممبر بنوں۔ لیکن کچھ ہی عرصے بعد ان کو بچوں کے حقوق کے علم کی اہمیت کا اندازہ ہوا کہ یہ کتنا ضروری ہے۔

"میں نہیں جانتا تھا کہ بچوں کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنا اظہار خیال اپنی مرضی سے کر سکیں۔ اب میں نے یہ سیکھا ہے کہ ہمیں نہ تو زبردستی چپ کروایا جا سکتا ہے اور نہ ہی بولنے سے روکا جا سکتا ہے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ بچے کی بات کو سنا جائے کہ کیا سوچتا یا سوچتی ہے۔ میری کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ کلب بنیں، تا کہ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام میں زیادہ لوگ شامل ہو سکیں۔ ایرین، 13 سال

اپنی خالہ کیلئے گلو کا ترجمہ کیا

"جب میں 4 سال کا تھا، میری آنٹی مجھے اپنے ساتھ اوگاڈگو میں لے گئی، میں اپنے بہن، بھائیوں کیلئے اجنبی بن گیا۔ جب میں نے گلوب کو پڑھا، میں بہت خوش تھا، لیکن یہ جان کر افسوس ہوا کہ میری آنٹی نے مجھے میرے والدین کے ساتھ رہنے کے حق کی خلاف ورزی کی ہے۔ لیکن پھر بھی میری آنٹی میرے حق میں تھی، میں بہت افسردہ تھا اور گاؤں میں اپنے والدین کو دیکھنا چاہتا تھا۔

"جب میں نے گلوب کو پڑھا، میں نے بچوں کی ضروریات اور ان کے حق کو جانا کہ ان کو اپنے والدین کے ساتھ رہنا چاہیئے۔ میں نے اپنی آنٹی کو بتایا کہ جو بچے اپنے والدین سے دور ہو جاتے ہیں ان کے رویوں میں بہت تبدیلی آ جاتی ہے۔ بچوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ رہیں اور ان کا پیار اور محبت حاصل کر سکیں۔ تب ان کو اس بات کا احساس ہوا کہ میں اس مسئلے کو کس حد تک جان چکا ہوں۔ اب میری آنٹی کی خواہش ہوتی ہے کہ مجھے گلوب کے بارے میں بتایا جائے۔ وہ اس کو بہت پسند کرتی ہے اور تمام گھر والے بھی اس سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔

" گلوب نے مجھے متاثر کیا ہے کہ میں بچوں کے حقوق کے احترام کا چیمپیئن بن کر۔ ایک تبدیلی لانے والا بن سکوں،

ایسیٹا، 14 سال
کالج پرائیولی میساجر

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے سکول کے ممبر ووٹنگ باکس کے ساتھ

برکینا فیسو کے بہت سے بچے گلوب کے شکر گزار ہیں، اس کو پڑھنے سے ان کو اپنے حقوق کو جاننے کا موقع ملا۔

بچوں کے حقوق کی کشتی اپنے راستے پر

مارتھا، برکی، ایبوڈ اور کیرنسو مچھلیوں کے چھوٹے گاؤں جو کیمرون کے جزیرے پر ہے کے سربراہ ہیں۔ وہ جتنا اونچی آواز میں گا سکتے تھے گا رہے تھے تا کہ کشتی کے انجن کا شور نہ سنائی دے۔

15 سالہ برکی بتاتی ہے کہ **"** ہم بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کے سفیر ہیں۔ **"** ہم نے غریب اور الگ الگ جگہوں پر جا کر بچوں کو ان کے حقوق کے بارے میں بتایا جس کا ان کو پہلے بالکل پتہ نہ تھا۔ **"**

لڑکیوں کو بھی گنیں

ایک سفیر ہونے کی حیثیت سے، ہم سفر کرتے ہیں اور ہر ایک کو بچوں کے حقوق کے بارے میں بتاتے ہیں، کہ لڑکیوں کو سکول جانے کا حق ہے۔ ہم اکثر گلوب کی کہانی کا استعمال کرتے ہیں جو ملالہ سابقہ انعام کی جیتنے والی ہیں اور ان کا تعلق پاکستان سے ہے، جو لڑکیوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ یہ ہمارے لئے بہت کام کی ہے، جیسا کہ کیمرون میں بھی یہی صورتحال ہے۔ ادھر بھی لڑکیوں کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ غریب بچوں کو اکثر سکول میں الگ کر دیا جاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو کمتر سمجھتے ہیں اور پھر بولنے اور سوال جواب کرنے میں ڈرتے ہیں۔ اگر آپ بھی ایک لڑکی ہیں اور غریب ہیں، چیزیں اور بری ہوتی جائیں گی۔ ہمیں لڑکیوں اور ان کے گھر والوں کو بتانا پڑے گا کہ لڑکیوں کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی کے لڑکوں کی ہے، اور ان کو اپنی آواز سنانے کا حق دینا چاہیئے۔ ہم حقیقتاً یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے بہتر کام کی وجہ سے چیزیں آہستہ آہستہ بدل رہی ہیں۔ ہم جن جن علاقوں میں گئے ہیں وہاں لڑکیوں کو اہمیت ملنا شروع ہو گئی ہے اور ان کے ساتھ احترام سے پیش آیا جاتا ہے۔ میرا خواب ہے کہ میں اپنے ہسپتال میں نرس بن کر غریب لوگوں اور ان کی آزادی کیلئے کام کروں ۔ ایبوڈ ، **15** سال کوئل بیلینگوئل انسٹیٹیوٹ، ٹیکو

سکول شروع کرنا چاہتی ہوں

میں ایک غریب گھر سے ہوں۔ صرف میری ماں ابھی تک زندہ ہے اور بازار میں سبزی بیچتی ہے۔ جب میں چھوٹی تھی تو سکول جاتی تھی، لیکن مجھے اس کو چھوڑنا پڑا کہ مجھے اپنی ماں کے ساتھ بازار میں ان کی مدد کرنی پڑتی تھی۔ ایک دن ، ایک لڑکی اینگا میرے پاس آئی اور مجھے کہنے لگی کہ تم سکول جانے کے بجائے کام کیوں کر رہی ہو۔ جب میں نے اسے بتایا کہ ہم سکول کا خرچ نہیں برداشت کر سکتے، اس نے کہا کہ جو بچے سکول کی فیس نہیں دے سکتے وہ اس کے سکول میں مفت پڑھ سکتے ہیں۔ اس نے بتایا کہ سکول جانا ہر بچے کا حق ہے، تا کہ ان کا مستقبل بہتر بن سکے۔ بچوں کو کام نہیں کرنا چاہیئے۔ میں نے سوچا کہ یہ سب سننے میں بہت اچھا لگ رہا ہے، لیکن میں جان گئی کہ اینگا واقع ہی سچ کہہ رہی ہے۔ پھر میں نے سکول جانا شروع کر دیا اور مجھے پتا چلا کہ اینگا بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کی سفیر بھی ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ مجھے بھی بچوں کے حقوق کا سفیر بننا چاہیئے اور بچوں کو پڑھا سکوں ان کے حقوق کے بارے میں تا کہ وہ بھی دوسروں کی مدد کر سکیں جیسا کہ میری مدد ہوئی۔ میں **3** سال سے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی سفیر ہوں۔ میرا خواب ہے کہ میں ایک سکول بناؤں جہاں پر غریب بچے مفت تعلیم حاصل کر سکیں۔ تا کہ وہ زندگی میں کہیں بھی کبھی بھی کوئی موقع حاصل کر سکیں ۔ مارتھا، **15** سال بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی سفیر، کوئل بیلینگوئل انسٹیٹیوٹ ، ٹیکو

TEXTO: ANDREASLÖNN FOTO: JOHANBJERKE

لڑکوں کو مدد کرنی چاہیئے!

یہاں پر بچوں کے حقوق کی بہت سی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں ۔ بہت سے غریب بچے سکول کی فیس نہ ہونے کی وجہ سے سکول نہیں جاسکتے ۔ کچھ بچے کار، ٹیکسی اور موٹر سائیکل دھونے کا کام کرتے ہیں، اور کچھ ربڑ کی فیکٹری، اور کچھ پرانا لوہا اکٹھا کر کے بیچتے ہیں ، کچھ بچے زراعت اور مچھلی کا کام کرتے ہیں ۔بچوں کے حقوق کے سفیر ہونے کی حیثیت سے یہ بہت اہم ہے کہ ہر بچے کو اس کے سکول جانے کے حق کے بارے میں بتایا جائے۔ بچوں کو کام نہیں کرنا چاہیئے ۔یہاں ایک اور بہت عام بات ہے کہ بعض والدین اپنی بیٹیوں کی زبردستی شادی چھوٹی عمر میں ہی کردیتے ہیں ۔ جو شخص ان کی بیٹی سے شادی کرتا ہےاس کے بدلے ان کو جہیز دیتا ہے۔اگران کو اچھی قیمت ملے تو وہ اپنی بیٹی کو بیچ دیتے ہیں ۔ یہ اچھی بات نہیں ہے ۔ایک لڑکی کو لازمی سکول جانا چاہیئے تا کہ وہ اچھی زندگی گزار سکے ۔ اس سے وہ اچھی نوکری حاصل کر کے ، اپنے خواب جی سکتی ہے بجائے اس کے کہ وہ اا پنے شوہر اور گھر کو دیکھتی رہے یہاں ،تقریباً ہر لڑکی گھر کے سارے کام کرتی ہے، جیسا کہ گھر کی صفائی، کپڑے دھونا اور کھانا بنانا وغیرہ ۔ان کو اتنا وقت بھی نہیں ملتا کہ اپنی کسی دوست سے مل سکیں یا اپنا کوئی کام کرسکیں ۔ یہ بہت غلط ہے !
ایک لڑکا ہونے کی حیثیت سے ، یہ ضروری ہے کہ ہم بھی گھر کے کاموں میں حصہ لیں تا کہ لڑکیوں کو اپنے لئے وقت مل سکے ۔ اس طرح چیزیں بہتری کی طرف آ سکتی ہیں ۔ میرا خواب ہے کہ میں ایک انجینیئر بن کر فیکٹری بناؤں جہاں لوگ نوکری حاصل کرسکیں، کیونکہ یہاں پر بہت سے لوگ بیروزگار ہیں ۔ کیرنسو، 15 سال بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا سفیر، کوئل بیلینگوئل انسٹیٹیوٹ، ٹیکو

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا ایبیوڈ کہتا ہے کہ " کینج جزیرے پر ایک بالکل الگ جگہ ہے۔" بچوں کے حقوق کے متعلق نہ ہی بالغوں اور نہ ہی بچوں کو کسی قسم کی کوئی معلومات دی گئیں ہیں، اس لئے ہم اس پروگرام کے ذریعے ان کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔"

غریب لوگوں کے بھی حقوق ہوتے ہیں

میں 3 سال سے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کا سفیر ہوں، اور میں بہت لطف اندوز ہوتا ہوں ۔ ہم نے ایسے غریب اور دور دراز گاؤں کا سفر کیا جہاں پر سکول میں بارش کا پانی جمع ہو جاتا تھا۔ مچھلیوں کے گاؤں کینج میں کوئی بھی سکول میٹرک تک نہیں تھا۔ جو سب سے قریب تھا اس کا بھی فاصلہ بہت زیادہ تھا، اور بہت سے والدین یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ بچوں کو سکول بھیج سکیں۔ 10 میں سے 9 بچے کام کرتے تھے جن کو سکول جانا چاہئے تھا۔لڑکے مچھلیاں پکڑتے ہیں اور لڑکیاں بناتی ہیں، اور پھر مچھلی بازار میں بیچتے ہیں۔ یہ بچوں کی مزدوری ہے۔ بچوں کے لئے یہ بہت مشکل ہے کہ کینج جیسے گاؤں میں اپنی صحت کا خیال رکھ سکیں ۔ جبکہ غریب بچوں کے بھی وہی حقوق ہیں جو دوسرے بچوں کے ہیں۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ بچوں اور بڑوں دونوں کو ان حقوق کے بارے میں بتایا جائے ۔ مجھے یقین ہے آنے والے وقت میں حالات مزید تبدیل اور بہتر ہو جائیں گے۔ میرا خواب ہے کہ میں نے جو جدوجہد بچوں کے حقوق کے لئے کی ہے اس کے لئے مجھے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام میں انعام دیا جائے۔ برکی 15 سال، بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی سفیر، کوئل بیلینگوئل انسٹیٹیوٹ، ٹیکو

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی سفیر کیرنسو کہتی ہیں کہ "ہم امید کرتے ہیں کہ کینج میں ہمارا کام بچوں کی حالت کو بہتر کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔"
"ہم چاہتے ہیں کہ بچوں کے حقوق کا احترام کیا جائے ،اور والدین کو چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو سکول جانے دیں یہ ان کے مستقبل کا سوال ہے۔"

فیلکس اور اس کا انکل ٹوپی واپسی پر جال کو ٹھیک کرتے ہیں تا کہ وہ شام کو مچھلیاں پکڑ سکیں

فیلکس کہتا ہے کہ "میں روزانہ صبح 2 بجے اٹھ کر سمندر میں مچھلیاں پکڑنے ` جا* ہوں۔" یہ ایسی ز+ گی نہیں ہے جو میں تصور کر* ہوں ۔ میرا خواب ہے کہ اس قابل بنوں کے ڈاکٹر بن سکوں ۔ لیکن یہاں, کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جو میرے سکول کی فیس، کتابیں اور وردی کا بندوبست کر سکے ۔ میرا اور میری 3 بہنوں کے ز+ ہ رہنے کیلئے یہ ہی واحد طر i ہے۔"
لیکن بہت عرصے کے بعد فیلکس ا ی-* ، رپھر یہ خواب دیکھنا شروع ہH یا ۔ جیسا کہ سدور جو کہ بچوں کے عالمی اÅم کے ,پ وا ام اور بچوں کے حقوق کا سفیر بھی ہے نے اسے متاثر کیا اور اس میں ا ی- امید پیدا کی اور دوسرے بچوں میں بھی جن سے ز. دستی مچھلیوں کے گاؤں کینج میں کام کروا یا جا* تھا۔

میں پچھلے دو سال سے مچھلیاں پکڑ رہا ہوں، اس سے پہلے میری زندگی بہت اچھی تھی ۔ میرے پاس کھانے لئے بہت ہوتا تھا ، میں سکول بھی جاتا تھا اور اپنے دوستوں کے ساتھ فٹ بال بھی کھیلتا تھا ۔ میرا باپ مچھیرا تھا ، اور میری ماں بازار میں مچھلیاں بیچتی جو میرا باپ پکڑ کر لاتا تھا۔ میری بہنیں بھی سکول جاتی تھیں ۔ وہ بہت اچھا وقت تھا۔ لیکن سب کچھ بدل گیا جب میرا باپ بیماری کی وجہ سے مر گیا ۔ میں اس وقت 14 سال کا تھا، اور میں اب بھی اپنے والد کو بہت یاد کرتا ہوں ۔ میرے والد کے مرنے کے بعد، مجھے زبردستی سکول چھوڑنا پڑا اور مچھلیاں پکڑنے کا کام کرنا پڑا۔ میرے پاس کوئی حل نہیں تھا ۔ میں کس طرح اپنے آپ کو سنبھالتا اور اپنی بہنوں کو سکول بھیجتا؟ میرا ارادہ تھا کہ میں پہلے اپنا سکول ختم کرتا اور ڈاکٹر بنتا۔ لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوسکا۔ اور ابھی تک، پوری طرح مایوسی نہیں ہے ۔ میرا والد مجھے بالکل بے یارو مددگار چھوڑ کر نہیں گیا۔ میرے پاس اس کی کشتی ہے جس کے ذریعے میں اپنے گھر والوں کی دیکھ بھال کر سکتا ہوں ۔

ایک ناخوشگوار احساس

1 سال پہلے، میں مچھلیاں پکڑ رہا تھا، اچانک ہی ایک ناخوشگوار احساس ہوا کہ کچھ غلط ہو رہا ہے ۔ میں بہت زیادہ فکرمند ہوا میں جب واپس ساحل پر آیا میں نے دیکھا کہ میری ماں مر چکی ہے ۔ وہ حمل میں تھی، اور وہ بچہ پیدا کرنے والی تھی جس کو

اتنے عرصے سے سنبھالا تھا ۔ ہمسائیوں نے مدد کرنے کی کوشش کی کہ ہسپتال لے جایا جائے ، لیکن وہ بچہ پیدا کرتے ہی مر گئی ۔ بچہ بھی کچھ منٹ ہی زندہ رہا۔ میرے لیئے ناقابل یقین بات تھی ، اور یہ سب میرے لئے بہت مشکل تھا، اور میں اپنے حواس کھو بیٹھا تھا۔ لیکن میری دادی نے میری طرف دیکھا۔ اور میرے پاس کوئی حل نہیں تھا۔ میری بہنوں کی ذمہ داری مجھ پر آ گئی تھی ۔ 3 ہفتے غم میں گزارنے کے بعد، میں واپس سمندر کی طرف گیا اور مچھلیاں پکڑنا شروع کر دیں۔
میں اور میری بہنیں اپنی دادی کے ساتھ اپنے انکل کے گھر میں رہتے ہیں ۔ کیونکہ میں کام کرتا ہوں ، اور میری بہنیں سکول جاتی ہیں اور اب ہم اکیلے نہیں ہیں۔

TEXTO: ANDREAS LÖNN FOTO: JOHAN BJERKE

لیکن میں اکثر یہ سوچتا ہوں کہ اگر میرے والدین زندہ ہوتے تو میری زندگی اس سے بہت مختلف ہوتی۔

بچوں کے حقوق کے سفیر

ایک دن، بچوں کے حقوق کے سفیر اور بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے چند اساتذہ نے یہاں کینج میں آنا شروع کیا۔ انہوں نے بچوں کے حقوق کے بارے میں ہم سے بات کی اور ہمیں گلوب میگزین بھی دکھایا، جس میں بچوں کے حالات پر مبنی پوری دنیا سے کہانیاں تھیں۔ سفیر نے ہمیں وضاحت سے بتایا کہ تمام بچوں کو حق ہے کہ وہ سکول جائیں، اور ان بچوں کو کام نہیں کرنا چاہیے۔ میں نے جو سنا مجھے پسند آیا اور میں اس سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔

میں نے سفیر کو بتایا کہ میں سکول جانا چاہتا ہوں اور اپنی زندگی کیلئے مختلف مقصد ہے، لیکن میرے پاس سارا دن کام کرنے کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے۔ بالآخر بچوں کے حقوق کے سفیر اور ان کے اساتذہ نے مشورہ دیا کہ کیوں نہ ان بچوں اور بڑوں کیلئے جو مچھلی پکڑنے کا کام کرتے ہیں ایک شام کے سکول کا آغاز کیا جائے۔ اور یہ بہت ہی شاندار بات تھی! اب یہ ارادہ تھا کہ جلد از جلد شام کا سکول شروع ہو جائے۔

یہ بہت بڑی بات تھی کہ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے سفیر یہاں آئے اور بچوں کو ان کے حقوق کے بارے میں بتایا، جیسا کہ بہت سے بچوں سے زبردستی کام کروایا جاتا تھا بجائے کہ وہ سکول جائیں۔ اور بہت سے والدین جو نہیں سوچتے تھے کہ بچوں کا سکول جانا کتنا ضروری ہے۔ وہ اس کو اچھا خیال نہیں سمجھتے تھے، وہ چاہتے تھے کہ ان کے بچے مچھیروں کی طرح ہی کام کریں۔ ان والدین کو یہ سمجھنا چاہئے کہ بچوں کا سکول جانا ان کا حق ہے۔ اور ان کو اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ زبردستی بچوں سے کام کروانا ان کے حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ یہ تب ہی ممکن ہے کہ جب بڑے اس بات کو سمجھ سکیں تو ہی بچوں کی زندگی بہتر ہو سکتی ہے۔

خواب حاصل کرنا

سکول جانا بہت ضروری ہے، اگر آپ کے پاس تعلیم ہے تو آپ اپنے خواب حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ سکول جائے بغیر کبھی بھی ڈاکٹر نہیں بن سکتے۔ آپ سکول جائے بغیر کبھی بھی وکیل نہیں بن سکتے۔ تعلیم کے ساتھ آپ معاشرے میں بہت اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس تعلیم نہیں ہے، تو آپ کی زندگی بہت مشکل ہے۔ حتی کہ آپ بہت اچھے مچھیرے بھی ہوں، زندگی اور مشکل ہوتی جائے گی جیسے جیسے آپ بوڑھے ہونگے۔ جب آپ اتنے طاقتور نہیں ہوگے جیسا کہ آج ہیں اور روزانہ سمندر پر نہیں جا سکیں گے۔ تب پھر آپ اور آپ کے گھر والے کیا کھائیں گے؟ میں اب بھی ڈاکٹر بننے کا خواب دیکھتا ہوں۔ شام کے سکول کا ارادہ اس کی طرف میرا پہلا قدم ہوگا۔

بہنیں سکول میں

"میں جو پیسے مچھلیاں پکڑ کر کماتا ہوں وہ اپنی بہنوں مارگریٹ، گڈلک اور مادام کی سکول فیس ادا کرتا ہوں" فیلکس بیان کرتا ہے کہ "لڑکیوں کے لئے سکول جانا بہت ضروری ہے، ان کیلئے یہاں رہنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اگر غریب خاندان میں زیادہ بچے ہوں، اور لڑکی ہو تو اس کو سکول جانے نہیں دیا جاتا۔ بعض اوقات گھر والے یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ بچے کو سکول نہیں جانا چاہئے بلکہ گھر کی دیکھ بھال کیلئے رکنا چاہئے اور اس صورتحال میں زیادہ تر لڑکیوں کو رکنا پڑتا ہے!"

کینج میں شام کا سکول

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے سفیر جنہوں نے کینج میں واقع کوئل بلنگوئل انسٹیٹیوٹ کا دورہ کیا، جس کو ایک کوسا نامی تنظیم چلا رہی ہے یہ اس تنظیم کا مقصد ہے کہ اس گاؤں کے بچوں کیلئے:

* یتیموں کے لئے سکول کی فیس کی ادائیگی
* ایک شام کے سکول کا انعقاد کیا جائے جہاں پر فیلکس جیسے بچے تعلیم حاصل کر سکیں جو سارا دن کام کرتے ہیں۔ شام کا سکول لوگوں کو ان کی ضرورت کے مطابق تعلیم دے گا کہ وہ آگے اچھے سکول میں بہتر تعلیم حاصل کر سکیں۔

TEXT: ANDREAS LÖNN FOTO: JOHAN BJERKE

نئی ہمت کے ساتھ

"بچوں کے حقوق کے سفیر نے مجھے بچوں کے عالمی اÅم کے,پ واَ ام کے حوالے سے بتایا، اور میں نے بچوں کے حقوق کے متعلق بہت کچھ سیکھا۔" فیلکس کہتا ہے کہ، ہم میں سے جتنے بھی لوگ اس میں شامل ہوئے ان میں مزید ہمت آئی ہے۔ اب ہم اپنے حقوق کیلئے بول h ہیں!"

دادی کی طرف سے مدد

کینج میں، بچے بڑے خاندانوں کی صورت میں رہتے ہیں، حتی کہ فیلکس کے والدین وفات پا چکے ہیں، وہ اکیلا نہیں ہے، ان سے جڑا ہوا ہے۔
فیلکس کہتا ہے کہ "اکثر میری دادی میری مدد کرتی ہے۔" یہاں سب فیلکس کے کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

فیلکس کا دن: سمندر سے عالمی ووٹ تک

02:00
میں اٹھتا ہوں

06:30
کشتی پر ہی ڈبل روٹی، مچھلی اور چائے کا ناشتہ کرتا ہوں۔

02:15 –14:00
میں سمندر میں اپنے انکل کے ساتھ مچھلیاں پکڑتا ہوں، وہاں پر پورے گاؤں سے **50** کشتیاں ایک ہی وقت میں مچھلی پکڑنے کیلئے آتی ہیں۔

14:00
پکڑی ہوئی مچھلیاں اپنی آنٹی کو دیتا ہوں کہ وہ پکا سکے۔ پھر مچھلی کو بازار میں بیچ دیا جاتا ہے، اور خریدنے والے اس کو اور آگے بیچ دیتے ہیں۔ کشتی کو ساحل تک لانے میں سب ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

14:15
فوفو کھانے کا وقت ہے۔ چاول، ڈبل روٹی، مکھن اور مشروبات اس عورت سے خریدتے ہیں جو ساحل پر آتی ہے۔

14:30
ہم ہر ہفتے، ٹوٹے ہوئے مچھلی کے جال کو دوبارہ بنا تیار کرتے ہیں۔ پھر مجھے کچھ وقت اپنے دوستوں کے ساتھ گزارنے کا مل جاتا ہے۔ بعض اوقات ہم کیفے میں جا کر فلم دیکھتے ہیں، لیکن عام طور پر ہم فٹ بال کھیلتے ہیں۔ میسی میرا پسندیدہ کھلاڑی ہے، اور میں چیلسی کو سپورٹ کرتا ہوں۔

15:00
آج، میں عالمی ووٹ میں حصہ لے رہا ہوں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں ان امیدواروں کو سپورٹ کر رہا ہوں جو بچوں کیلئے کام کرتے ہیں! کینج کے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں جن سے زبردستی کام کروایا جاتا ہے گاؤں کے عالمی ووٹ میں شریک ہوئے ہیں۔

16:00 –18:00
پھر دوبارہ سمندر میں مچھلیاں پکڑتے ہیں۔

22:00
سونے کا وقت ہے۔

کینج میں عالمی ووٹ

عالمی ووٹ سے پہلے ، ہم بچوں کے حقوق کے سفیر، کینج کے بچوں کو ان کے حقوق کے متعلق پڑھاتے ہیں۔ ہم گلوب میگزین کا استعمال کرتے ہیں۔ مارتھا کہتی ہیں کہ "میرے خیال میں یہ بہت اہم ہے کہ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کینج جیسے علاقوں میں ہوتا ہے، اور یہ بچوں کے حقوق کے بارے میں جاننے کا بہتر راستہ ہے۔" مارتھا، 15 سال کوئل بلنگوئل انسٹیٹیوٹ ٹیکو۔

بچوں کے حقوق کے سفیر نے جوئے کو بچایا

میں اپنے ماں باپ کے ساتھ نائجیریا میں رہتی ہوں، اور میں غربت کی وجہ سے سکول نہیں جاسکتی ہوں۔ ایک دن، ایک عورت کیمرون سے آئی اور اس نے میرے والدین سے بات کی کہ وہ میرے سکول میں جانے کیلئے مدد کرے گی۔

جب میں یہاں کیمرون آئی ، چیزیں ویسی نہیں تھیں جیسا کہ اس عورت نے وعدہ کیا تھا۔ میں سکول نہیں جاسکی۔ اس نے مجھے کھانا بیچنے کیلئے گلیوں میں بھیج دیا۔ میں بھاگنا چاہتی تھی، لیکن نہیں بھاگ سکی ۔ میرے پاس پیسے نہیں تھے ، میں 8 سال کی تھی اور میں کسی کو جانتی بھی نہیں تھی۔ صبح سویرے سے لے کر شام تک میں نے اس عورت کے کیلئے 2 سال کام کیا۔ مجھے کوئی تنخواہ نہیں ملی۔ وہ صرف مجھے تھوڑی سی جگہ رہنے اور کھانے کیلئے دیتی تھی۔

ایک دن، بچوں کے حقوق کی سفیر بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی طرف سے وہاں آئی جہاں میں کام کرتی تھی ۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا کہ بجائے یہ کام کرنے کے کہ وہ مجھے سکول میں بھیجنے میں مدد کرے گی۔ اس نے اپنے اساتذہ کے ساتھ مل کر اس عورت سے بات کی اور یقین دلایا کہ اس عورت سے میری جان چھوٹ جائے گی۔ پھر انھوں نے میری سکول کی فیس ادا کی اور آخر کار میں سکول جانا شروع ہوگئی۔ سیموئیل، میرے استاد نے میرے والد کی مدد کی کہ وہ یہاں آسکے۔ پہلے ،میرے والد بہت افسردہ ہوئے۔ وہ سوچتے تھے کہ وہ عورت میرا بہت خیال رکھتی تھی ۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ اب میری زندگی زیادہ اچھی ہے، ہم نے فیصلہ کیا کہ مجھے یہاں ہی رہنا چاہئے اور میرا بڑا بھائی بھی میری دیکھ بھال کیلئے یہاں آئے ۔

مستقبل میں، میں صدر بننا چاہتی ہوں تاکہ تمام بچوں کو مفت تعلیم حاصل کرواسکوں ۔ جوائے ، 10 سال، گورنمنٹ بلنگوئیل پرائمری سکول، کینج۔

جوئے اپنا ووٹ ڈالتے ہوئے، جس کی شکل بالکل کشتی کی طرح ہے جو کینج کے حوالے سے بالکل ٹھیک ہے، جہاں پر کشتیاں بہت ضروری ہیں مچھلیاں پکڑنے اور ساحل تک آنے کیلئے۔

عالمی ووٹ میں شامل تمام ووٹ ڈالنے والوں کو ووٹنگ کارڈ دیا جاتا ہے۔

اور یہ جوئے کا کارڈ ہے

یکساں اقدار

جب میں چھوٹا سا بچہ تھا، مجھے بہت سخت گردن توڑ بخار تھا۔ دیکھ نہیں سکتا تھا، اور جب میں بڑا ہوا نہ میں چل سکتا تھا، نہ کپڑے بدل سکتا تھا اور نہ ہی لکھ پڑھ سکتا تھا اور سکول بھی نہیں جاسکتا تھا۔ میں دوسرے بچوں کی طرح محسوس بھی نہیں کرتا تھا کہ میں ان جیسا ہوں ۔ بالآخر، مجھے اچھی دوائی اور خیال ملنا شروع ہوگیا، اور اب میں بہت اچھا محسوس کرتا ہوں۔ میں اپنے سکول کے پہلے گریڈ میں ہوں ، اور یہ بہت اچھا محسوس ہوتا ہے ۔ میں اب دیکھ سکتا ہوں ، اور لکھ بھی سکتا ہوں ۔ مجھے بہت خوشی محسوس ہوتی ہے کہ میں اپنے گاؤں میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے لئے کام کررہا ہوں۔ بچوں کے حقوق کے سفیر نے بتایا کہ تمام بچوں کے ایک جیسے حقوق ہیں ، اس میں وہ بھی شامل ہیں جن کو یہ سہولیات میسر نہیں ہیں ۔ یہ بات مجھے بہت خوش کرتی ہے۔ مستقبل میں، میں ایک نرس بننا چاہتی ہوں ۔ "نومی ، 13 سال ، گورنمنٹ بلنگوئیل پرائمری سکول، کینج۔

میں ایک وکیل بننا چاہتی ہوں

میں آج بہت خوش ہوں ، کیونکہ عالمی ووٹ بہت اچھی بات ہے، یہ وہ دن ہے جب ہم بچوں کے حقوق کو مناتے ہیں ۔ ووٹنگ شروع ہونے سے پہلے، ہم جماعت میں گلوب میگزین پڑھتے ہیں اور بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے سفیر ہمیں ہمارے حقوق کے بارے میں پڑھاتے ہیں ۔ یہ بہت اہم ہے، بچوں کے حقوق کو یہاں احترام کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ بہت سے والدین اپنے بچوں کو مارتے ہیں جو کہ اچھی بات نہیں ہے۔ اور بہت سے بچے ایسے ہیں جو سکول بھی نہیں جاتے۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام یہاں ہو رہا ہے، جو ہر ایک کو یہ سکھاتا ہے کہ بچوں کے حقوق کا احترام کیا جائے۔

میرا خواب ہے کہ میں بچوں کے حقوق کا وکیل بن کر اس قابل بنوں کے اپنے خاندان کی مدد کرسکوں۔ سنڈے 14 سال ، سینٹ فیتھ فل نرسری اینڈ پرائمری سکول، کینج

لڑکیاں شادی شدہ ہیں

یہاں، میری عمر کی کچھ لڑکیوں کی زبردستی شادی بڑوں سے کروادی جاتی ہے، جو کہ بہت غلط ہے۔ پھر ان کو سکول جانے کے بجائے اپنے شوہر اور اس کے گھر کو دیکھنا پڑتا ہے۔ یہ بہت غلط ہے، کیونکہ تمام بچوں کو سکول جانے کا حق ہے۔ اگر لڑکیوں کی شادی کم عمر میں ہوجائے گی تو وہ کبھی آزادی حاصل نہیں کرسکتی ہیں۔

آج، میں ووٹنگ کی سپروائزر ہوں اور میں ووٹوں کو دیکھ رہی ہوں کہ سب ٹھیک طریقے سے ووٹ ڈال رہے ہیں ۔ یہ ہم بچوں کے لئے بہت اہم دن ہے ۔ میرابیل ، 12 سال ، گورنمنٹ بلنگوئیل پرائمری سکول، کینج۔

الیکشن کروانے والے اس بات کی تسلی کرتے ہیں کہ ووٹ ڈالتے وقت صرف ایک ہی ووٹر اپنا ووٹ ڈالنے کیلئے اندر ووٹنگ بوتھ میں داخل ہوسکے۔ ووٹ کا احترام کرنا چاہئے اور ہر ایک کو حق ہے کہ وہ اپنے ووٹ کی حفاظت کرے۔

TEXTO: ANDREAS LÖNN FOTO: JOHAN BJERKE

نیپال

پوری دنیا کے بچوں کی آواز کو سنا جانا چاہئے

"میں بہت خوش ہوں اور میرے لئے اعزاز کی بات ہے کہ میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا حصہ ہوں۔ بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام پوری دنیا سے تمام بچوں کو آپس میں ملاتا اور اکٹھا کرتا ہے کہ وہ بچوں کی اسمگلنگ اور ان پر تشدد کے خلاف اپنی آواز کو بلند کریں۔ میری کوشش ہے کہ میں نے بچوں کے حقوق کے متعلق جو علم اس پروگرام سے اور اپنے دوستوں سے حاصل کیا ہے اس کو پوری سوسائٹی میں پھیلاؤں تاکہ وہ بھی بچوں کے حقوق کے متعلق جان سکیں۔ بغیر کسی شک وشبہ کے، اس پروگرام نے میرے اندر جذبہ اور ثابت قدمی پیدا کی ہے کہ بچوں کے حقوق کے احترام کو نیپال میں متعارف کرواسکوں۔

میں یقیناً بچوں کے حقوق کا کلب بناؤں گا اور ہم مل کر بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی کے معاملے پر بات کریں گے اور بچوں کے حقوق اور برابری کے متعلق علم اپنے سکول میں دیں گے۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں کبھی بھی بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی نہیں کروں گی، اور بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی پر کے حق میں اپنی آواز کسی بھی سطح پر نہیں اٹھاؤں گی۔ نیتا، 13 سال، بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کی سفیر، میٹی نیپال ٹیریسا اکیڈمی

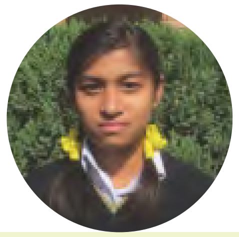

سویڈن

میں تمام بچوں کو تبدیلی ساز بنانا چاہتی ہوں

"میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی شکرگزار ہوں کہ جس کے ذریعے مجھے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے ساتھ کام کرنے سے پہلے، مجھے اپنے حقوق کے بارے میں کچھ بھی نہیں پتا تھا۔ لیکن اب مجھے اپنے حقوق کے بارے میں پتا ہے اور میں جانتی ہوں کے لوگ میرے ساتھ کیا کر سکتے ہیں اور کیا نہیں۔ میں نے سیکھا ہے کہ کس طرح اپنے حقوق کیلئے کھڑا ہونا چاہئے اور اب میں بغیر کسی ڈر اور خوف کے بول سکتی ہوں اگر میرے سامنے کچھ غلط ہو رہا ہو۔ میں نے یہ سیکھا ہے کہ ہم بچے بھی بہت تبدیلی لا سکتے ہیں۔

یہ بہت اچھی بات ہے کہ بہت سارے بچے پوری دنیا سے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کیلئے کام کرتے ہیں، کیونکہ ابھی بہت سارے ایسے بچے ہیں جن کو اپنے حقوق کے بارے میں جاننے کی ضرورت ہے۔

میں امید کرتی ہوں کہ تمام بچے تبدیلی ساز بننا چاہیں گے، کیونکہ یہاں اس دنیا میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کو بدلنے کی ضرورت ہے، اور اس کی ذمہ داری ہر ایک پر آتی ہے چاہے وہ بچے ہیں یا بڑے ان کو یقین ہونا چاہیے کہ وہ یہ کر سکتے ہیں۔ اس تبدیلی کو حقیقت بنانے کیلئے ہمیں مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔" لینیا، 13 سال سنیٹرنگ سکول ہوڈینئی

لینیا بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے دوران

لینیا اور اسکی ہم جماعت کو بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام میں گاتے ہوئے دیکھیں

لینیا کے سکول میں عالمی ووٹ، سنیٹر ینج سکول ہوڈینئی

سیرالیون

عالمی ووٹ کے بعد ووٹوں کی گنتی

دوسرے بچے میری کہانی کا استعمال کرتے ہیں

"بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام نے یہ سمجھنے میں میری مدد کی کہ پوری دنیا میں یہ افسردہ کہانی صرف میری ہی نہیں ہے۔ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام نے میری مدد کی کہ اپنی کہانی کو سامنے رکھتے ہوئے پوری دنیا کے دوسرے بچوں کی کہانیوں کو بھی دیکھ سکوں۔ مجھے بچوں کے یتیم خانہ میں جذباتی، جسمانی اور جنسی طور پر ہراساں کیا، اس عورت کے بیٹے نے جو اس گھر کو چلا رہی تھی اور میں نے بچوں پر ہونے والے تشدد کو بھی برداشت کیا۔ پھر بھی، بچوں کے حقوق کے آرٹیکل نے مجھے اپنے حقوق کو پہنچاننے میں میری بہت مدد کی، میں ابھی بھی اپنے کیس کے انصاف کے لئے پر امید ہوں۔ گلوب نے مجھے جمہوریت اور اچھی قیادت کی مہارت کے بارے میں بھی بتایا ہے۔ بچوں کے حقوق کی سفیر ہونے کے ناطے سے میں بچوں کے حقوق کی یہ جدوجہد سیرالیون میں جاری رکھوں گی۔"

اساتا، 16 سال، اینی والش میموریل سکول

جمہوریت بغیر لڑے ووٹ ڈالنے کا حق

"مجھے بہت فخر محسوس ہو رہا ہے کہ جب میں نے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام سیرالیون میں پہلی دفعہ اپنا جمہوری ووٹ دیا۔ مجھے اب سمجھ لگی کہ حقیقت میں جمہوریت کیا ہے: بغیر کسی لڑائی کے اپنی مرضی، جیسا کہ اب یہاں سیرالیون میں بھی ہو رہا ہے۔"

جے رائتو، 15 سال، آور لیڈی آف گاوڈے لیوپ سیکنڈری سکول

نائجیریا

ڈائے میٹیلیا اور ریفیکو دونوں دوست بچوں حقوق کے لئے جدوجہد کر رہی ہیں۔

ریفیکو کہتی ہے کہ "جب ہم لڑکے اور لڑکیاں ہوتی ہے کہ جب لڑکے اور آدمی لڑکیوں کو چاہتی ہوں کہ نائجیریا کے تمام سکولوں میں عالمی ووٹ کا انعقاد ہو

ہماری کوئی آواز نہیں ہے!

"میرے حساب کے استاد یہ سمجھتے ہیں کہ لڑکیوں کی آواز نہیں ہے ... انہوں نے لڑکوں کو جماعت کے پہلے آدھے حصے میں بٹھایا ... لڑکیوں کو باقی کے حصے میں۔ اور پھر وہ صرف لڑکوں کی طرف ... کو پڑھاتے ہیں۔ وہ صرف لڑکوں کی طرف ہی ... کتاب کرتے ہیں۔ ہم کچھ بھی نہیں کہہ سکتیں ... کہ کہ سب کو سمجھ آ گئی ہے تو ہم لڑکیاں کوئی جواب نہیں دے سکتیں آ گئی ہے۔ تو ان کیلئے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہوشیار نہیں لڑکیاں ہیں۔ یہ امتیازی سلوک ہے!

"اگر میں آج نائجیریا کی صدر بن جاتی ہوں، میں بچوں کے لئے ایک ... بنواؤں گی جس کا کام بچوں کے حقوق کا احترام اور ان ... اور میں ایک ایسا قانون پاس کروں گی جس کے ... نائجیریا کے ہر سکول میں عالمی ووٹ کا انعقاد لازمی ہوگا۔"

... 10 سال، ویسٹرن ہال کالج، جو بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام ... ہوئی ہے، بچوں کے حقوق کا کلب نائجیریا۔

بچوں کے حقوق سکول کے نصاب میں

"یہاں ... ہم بچے ... تمام گھر ... ہمارے ... سکول میں ... بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام سے ... شروع کیا تاکہ میں گورنمنٹ تک اس بات کو پہنچا سکوں کہ بچوں کے حقوق کو سکول کے نصاب کا حصہ بنایا جا سکے۔" اوسو، 14 سال، ویسٹرن ہال کالج

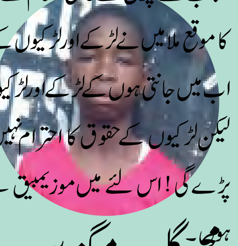

"جب مجھے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کا موقع ملا میں نے لڑکے اور لڑکیوں کے حقوق کے بارے میں اب میں جانتی ہوں کے لڑکے اور لڑکیوں کے حقوق برابر ہیں۔ ہم لیکن لڑکیوں کے حقوق کا احترام نہیں کیا جاتا جس کیلئے ہمیں پڑے گی! اس لئے میں موزیمبیق سے لڑکیوں کے حقوق کیلئے

مجھے گلوب میگزین سے پیار ہے

"ہمارے گروپ میں 11 بچوں کے حقوق کے سفیر ہیں، جو لوگوں ... لڑکیوں کے حقوق کے متعلق بتاتے ہیں ... گلوب سے اور سکول ... بات کرتے ہیں ... میگزین سے پیار کرتا ہوں۔ اس میگزین نے مجھے ... پر والد ... راہنما، پادری، امام اور دوسرے بڑے لوگوں کو لڑکیوں کے حقوق ... دیتے ہیں کہ وہ کتنے اہم ہیں۔ ہر ہفتے ہم ریڈیو پر بچوں کی کم ... 11 سال، ویسٹرن ہال کالج ... جنسی تشدد اور مرد اساتذہ جو کہ لڑکیوں کی عزت کے ساتھ کھیلتے ہیں کلاس میں اچھا گریڈ آئے گا اس کے بارے میں بات کرتے ہیں

بریلینٹ فیوچر اکیڈمی میں عالمی ووٹ

TEXTO: ANDREAS LÖNN FOTO: JOHAN BJERKE

عوامی جمہوری کونگو

بچوں کے حقوق کے سفیر بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کو لے کر چلتے ہیں

"بچوں کے حقوق کے سفیر کی تربیت سے ہی، ہم طلبہ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کو ساتھ لے کر چلتے ہیں، حتی کہ ہم کو ابھی تک سیکھنے والے استاد ہی سمجھا جاتا ہے۔ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی مدد سے مجھے اپنے حقوق کو سمجھنے کا موقع ملا۔ میں آج دنیا کو رہنے کیلئے بہتر جگہ دیکھتی ہوں، اب میں اپنے حقوق کی بات کر سکتی ہوں۔"

سارا، 16 سال لی روزیئر سکول

زمبابوے

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا کپ

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا کپ نیٹ بال میں پہلی جیتنے والی ٹیم کو زمبابوے میں کپ سے نوازا جاتا ہے جو کہ بالکل باسکٹ بال اور فٹ بال کی طرح کھیلا جاتا ہے۔ چار شہروں سے 8 ٹیمیں اس میں حصہ لیتی ہیں۔ بچے ان جگھوں سے اس میں شمولیت کرتے ہیں جہاں پر بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی، لڑکیوں کی کم عمر میں شادی، بچوں کی جنسی فروخت، بچوں کی تعلیم کی کمی اور ہسپتال جیسی سہولیات بھی نہیں ہیں۔ میڈیا اور فیصلہ کرنے والے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے کپ میں شامل ہو کر لڑکے اور لڑکیوں کا آپس میں مقابلہ کرواتے ہیں۔

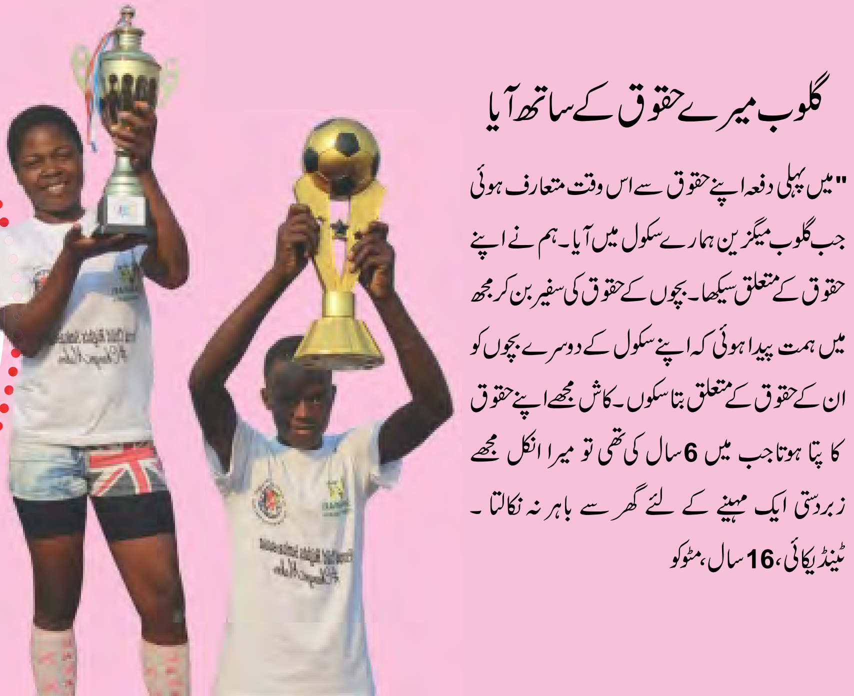

گلوب میرے حقوق کے ساتھ آیا

"میں پہلی دفعہ اپنے حقوق سے اس وقت متعارف ہوئی جب گلوب میگزین ہمارے سکول میں آیا۔ ہم نے اپنے حقوق کے متعلق سیکھا۔ بچوں کے حقوق کی سفیر بن کر مجھ میں ہمت پیدا ہوئی کہ اپنے سکول کے دوسرے بچوں کو ان کے حقوق کے متعلق بتا سکوں۔ کاش مجھے اپنے حقوق کا پتا ہوتا جب میں 6 سال کی تھی تو میرا انکل مجھے زبردستی ایک مہینے کے لئے گھر سے باہر نہ نکالتا۔

ٹینڈ یکائی، 16 سال، مٹوکو

گنی بساؤ

دادی جو آگ جلاتی تھی اس کے گرد بیٹھ کر گلوب کی بات کرنا

"میں نے پورا گلوب میگزین پڑھا۔ مجھے بچوں کو اکٹھا کر کے گلوب کی کہانیاں سنانا اچھا لگتا تھا جب میری دادی شام کو آگ جلاتی تھی۔ میری ماں غریب ہے، اس لئے مجھے ہمیشہ عام سکول میں بھیجتی تھی۔ لیکن وہاں پر زیادہ تر اساتذہ ہڑتال پر ہوتے تھے جس کی وجہ سے پورا سال سکول میں پڑھائی نہیں ہوتی تھی۔ اب میری ماں نے مجھے پرائیویٹ سکول میں داخل کروا دیا ہے۔

اگر میرے پاس پیسے ہوتے، میں ایک ایسا گھر بناتا جہاں میں ایسے بچوں کو خوش آمدید کہتا اور تعلیم دیتا جو خطرناک حالات میں ننگے پاؤں پھرتے ہیں۔ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی یہ ابتدا تعریف کے قابل ہے، کیونکہ اس پروگرام نے اس بات کو ممکن بنایا ہے کہ ہم اپنے حقوق کو پہچان سکیں۔

" میدان، 14 سال پروفیسر کینڈیو سکول

ہم لڑکیوں کے حقوق کیلئے جدوجہد کرتے ہیں!

کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کی سفیر ہیں جو کہ مل کر موزیمبیق میں لڑکیوں کے

مل کر کام کریں گے تو سب کو دکھا سکیں گے کہ ہم آپس میں برابر ہیں۔" مجھے بہت شرمندگی محسوس

ق کو دباتے ہیں۔"

گھروں میں جانا

ہم ان بچوں کی بھی تلاش کرتے ہیں جو سکول نہیں جا سکتے ہیں۔ گھر والے غریب ہوتے ہیں اور وہ زبردستی بچوں سے کام کرواتے ہیں۔ اس میں زیادہ تر لڑکیاں ہوتی ہیں جن کو سکول نہیں جانے دیا جاتا۔ ہم ان کو لڑکیوں کے حقوق کے متعلق بتاتے ہیں کہ ہر ایک کو حق ہے کہ وہ سکول جا سکے۔ ہم مقامی راہنماؤں کو بتاتے ہیں تا کہ وہ گھر والوں کی مدد کر سکیں۔ اور ہم گورنمنٹ کو تک بچوں کے متعلق یہ بات پہنچاتے ہیں کہ ان کو سکول جانا چاہیئے اور ان کے ساتھ یہ اچھا سلوک نہیں ہو رہا ہے۔

لڑکیوں کے حقوق کے متعلق لوگوں کو بتانا بہت ضروری ہے تا کہ ہم لڑکیوں کی زندگی بہتر ہو سکے۔ بچوں کے حقوق کی سفیر ہونے کی حیثیت سے ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے کام کی وجہ سے بہت تبدیلی آئی ہے۔ میرے حساب کے استاد اور باقی لوگوں نے امتیازی سلوک ختم کر دیا ہے اور وہ سب کو ایک جیسا احترام دیتے ہیں۔"

ڈائے مینٹیلیا 17 سال ان ہیریم

ریڈیو پر لڑکیوں کے حقوق

ریفیکو کہتی ہے کہ "بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کے سفیر ریڈیو پر لڑکیوں کے حقوق کے بارے میں پروگرام کا انعقاد کرتے ہیں۔ ہم ہر جمعے والے دن دوپہر 3 بجے ریڈیو چینل کمیونیٹر یا ڈی انہیر یم پر نشر کرتے ہیں۔"

ہوشیار ہیں
ہے اور ہم
صرف لڑکوں
س پر حساب
د یہ پوچھتا
کہ ہمیں سمجھ
ہیں کیونکہ ہم

۔ ہمیں گنتی
ہوتا ہے۔
کہ وہ ابھی
ت کو زیادہ

ایک سفیر ہونے کی حیثیت سے

کی سفیر بننے
بہت کچھ سیکھا۔
برابر ہیں۔
جدوجہد کرنا
شامل ہوئی

کو بچوں اور
کے سٹاف
ین، مقامی
کے متعلق آگاہی
عمر میں شادی
کہ ان کے
"۔

مجھے شرم محسوس ہوتی ہے!

" موزیمبیق میں رہنے والے تمام لڑکے اس بات کو جانتے ہیں کہ وہ لڑکیاں جن کے حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے جن میں بھی شامل ہوں۔ گاؤں جہاں پر میرے رشتہ دار رہتے ہیں۔ ایک 15 سال کی لڑکی کی زبردستی شادی کروائی جاتی ہے کیونکہ اس کے والدین کو 30,000 میٹیسیا جو کہ 500 ڈالر بنتے ہیں کی ضرورت ہوتی ہے، (افریقہ میں ایک روایت ہے کہ دولہے والے دلہن کے گھر والوں کو پیسے دیتے ہیں)۔ میرے والدین کو لڑکیوں کے حقوق اور ان کی آزادی سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ جتنی جلدی سے جلدی لڑکی کی شادی ہوتی ہے، وہ کسی اور کے سہارے ہو جاتی ہے اور اس کو اپنی زندگی پر کوئی اختیار نہیں رہتا۔ لڑکیوں کو، ہم لڑکوں کی طرح سکول جانا چاہیئے تا کہ وہ تعلیم حاصل کر کے اپنی زندگی اچھے طریقے سے گزار سکیں۔

"بہت سے گھروں میں لڑکیوں کو لڑکوں کی نسبت بہت سخت کام کرنا پڑتا ہے۔ ان سے زبردستی گھر کے سارے کام کروائے جاتے ہیں، جہاں پر لڑکے کھیلتے ہیں اور اپنے گھر کا کام آرام سے کرتے ہیں۔ میرے لئے، یہ اچھی بات نہیں ہے! یہ قدرتی بات ہے کہ گھر کے کاموں میں مدد کرنی چاہیئے۔ میں گھر کی صفائی، کھانا بنانا، برتن دھونا اور کپڑے دھونے میں مدد کرتا ہوں، اس سے میری بہنوں کو بھی اپنا کام کرنے کیلئے وقت مل جاتا ہے۔"

گاؤں میں میٹنگ

ریفیکو کہتا ہے کہ " گاؤں کی میٹنگ میں ہم والدین، بچوں کو، مقامی رہنماؤں کو، پاسٹرز کو، امام اور دوسروں کو بچوں کے حقوق اور حقیقت میں کہ لڑکیوں کے حقوق کا احترام کیا جائے۔"

یہ سب برابری کے حقوق کی بات ہے

میرے لئے یہ ضروری ہے کہ گھر کے کاموں میں لڑکیوں کی مدد کی جائے۔ ریفیکو کہتا ہے کہ " لڑکیوں کے ساتھ بہت زیادتی ہوتی ہے اور میں اس چیز کو بدلنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ لڑکے لڑکیوں کی عزت کریں۔ یہ سب برابری کے حقوق کی بات ہے۔

کیا میں رول ماڈل بن سکتا ہوں!

"ایک لڑکا ہونے کی حیثیت سے، مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ کس طرح لڑکے اور مرد عورتوں اور لڑکیوں کے حقوق کو دباتے ہیں۔ میں بہت عرصے سے اس کے متعلق کچھ کرنا چاہتا تھا، پچھلے سال مجھے میرا موقع مل گیا۔ میرے سکول میں ایک لڑکی جو بچوں کے حقوق کی سفیر ہے اس نے ہم لڑکوں کو خوش آمدید کہا اور موزیمبیق میں لڑکیوں کے حقوق کا حصہ بننے کی دعوت دی۔ میں نے گلوب میگزین پڑھا اور اس سفیر نے مجھے بچوں اور لڑکیوں کے حقوق کے متعلق پڑھایا۔

"یہ بہت اہم ہے کہ ہم لڑکے اس میں شامل ہو کر لڑکیوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کریں۔ ایک لڑکا ہونے کی حیثیت سے، میں دوسرے لڑکوں کے لئے رول ماڈل بن کر ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ لڑکیوں کی عزت کرنی چاہیئے، اور یہ سب ان کی بیٹیوں اور بیویوں کے لئے مستقبل میں بہتر ثابت ہوگا۔ اس طرح پورا موزیمبیک اور بہتر ہو جائے گا! اس لئے ہمارا لڑکیوں کے حقوق کے متعلق علم پھیلانا بہت اہمیت کا حامل ہے۔" ریفیکو، 17 سال، انہیر یم

گھروں میں جانا

"جب ہم ایڈلیا کے گھر اس کے 4 پوتوں سے ملے تو انہوں نے بتایا کہ ان کے گھر والے بہت غریب ہیں اور سکول کی وردی کا خرچہ برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ ڈائے مینٹیلیا نے وضاحت کی کہ "وہ کس طرح بچوں کو سکول میں داخل کروانے کے لئے تمام کاغذات اور مدد حاصل کر سکتی ہے۔"

موزینبیق میں بچوں کے حقوق کے سفیر کے متعلق فلم اس سائٹ پر دیکھیں: worldschildrensprize.org/gfmozambique

عالمی ووٹ کا دن

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی سفیر ڈائمنٹیلیا اور ریفیکو نے عالمی ووٹ کی تیاری کے لئے بہت وقت دیا جو کہ 4 اکتوبر کو انہیر یم، موزیمبق کے ایک سیکنڈری سکول میں منعقد ہو رہا ۔

ڈائے مینٹیلیا بچوں کے حقوق کیلئے ووٹ دیتے ہوئے

" آج ہمارا عالمی ووٹ کا دن تھا ۔ " ڈائمنٹیلیا بتاتی ہیں کہ " ایک بچوں کے حقوق کی سفیر ہونے کی حیثیت سے، ہم نے پہلے ہی سب لوگوں اور اساتذہ کو بچوں کے حقوق اور بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے بارے میں بتا دیا ہے۔

" عالمی ووٹ میرے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے ۔ یہ ہمیں تبدیل کرتا ہے کہ کس طرح امیدوار بچوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کرتے ہیں ۔ہم سیکھتے ہیں، ہم متاثر ہوتے ہیں، اور ہم ان امیدواروں کی طرح بننا چاہتے ہیں!"

مل کر جدوجہد کرنا

ڈائمنٹیلیا مسلسل بتاتے ہوئے " ہم بچوں کے حقوق کے سفیر ہیں ۔لڑکے اور لڑکیاں جو مل کر لڑکیوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کرتے ہیں ۔" کیونکہ لڑکیوں کی حالت کمزور ہے، اور لڑکے صرف دوسرے لڑکے کی بات کو سننا اہم سمجھتے ہیں، ریفیکو جیسے سفیر کی طرح یہ ہمارے لئے بہت اہم ہے کہ ہم لڑکوں تک یہ بات پہنچا سکیں ۔ کیونکہ اگر جوان لڑکے اپنا رویہ تبدیل نہیں کریں گے تو ہم لڑکیوں کے لئے حالات ٹھیک نہیں ہوں گے ۔

نیا علم

" مجھے کتابیں اور اخبار پڑھنا بہت اچھا لگتا ہے ۔" وہ مسلسل بتاتے ہوئے۔" گلوب میگزین نے مجھے بچوں کے حقوق کے بارے میں بہت کچھ پڑھایا جو کہ میں پہلے نہیں جانتی تھی ۔مستقبل میں ، میں ایک وکیل بن کر ناانصافی کے خلاف جدوجہد کروں گی ، صرف لڑکیوں کے لئے ہی نہیں بلک ہر ایک کیلئے!"

ہیروز کا ساتھ دینا

ریفیکو کہتا ہے کہ " عالمی ووٹ کے دوران، میرا کام لائن کو بنائے رکھنا ہے اور میں اس ووٹنگ کا وائس پریذیڈنٹ ہوں ۔"" عالمی ووٹ ایک دلچسپ مرحلہ ہے اور یہ بہت اہم محسوس ہوتا ہے، جہاں پر مجھے اپنے ہیرو کا ساتھ دینا کا موقع ملتا ہے!"

ووٹنگ میں کوئی دھوکہ نہیں

جو کوئی ووٹ ڈالتا ہے اس کی انگلی پر ایک نشان لگا دیا جاتا ہے کہ وہ دوبارہ ووٹ نہ ڈال سکے۔

TEXTO:ANDREASLÖNN FOTO:JOHANBJERKE

10 سالہ عبدل کہتا ہے کہ " میں دھاتی تار سے کار بنا کر 100 میٹا سیز (1.50 ڈالر) میں بیچتا ہوں ۔" جونیئر اپنے بھائی کو چھیڑتے ہوئے کہتا ہے کہ میری کار زیادہ اچھی ہے اور میں اسے 250 میٹا سیز میں بیچ سکتا ہوں ۔"

تمام بچوں کے حقوق ہیں!

میرا ہمسایہ جونیئر اور عبدل کو جانتا ہے جو بچوں کے حقوق کے لئے مل کر کام کرتے ہیں نے مجھے کہا کہ میرے بھائی کے گھر چلتے ہیں ۔ جب میں ان کے گھر گیا، میں نے ان کو بتایا کہ تمام بچوں کو سکول جانے کا حق ہے۔ اور میں نے ان کو یہ بھی بتایا کہ وہ کس سے رابطہ کر کے اپنے ضروری کاغذات مکمل کر سکتے ہیں۔ میں نے ذاتی طور پر اس علاقہ کے سکول کے ذمہ دار اور سینئر مینجر سے رابطہ کیا، اس بات کی تسلی کے لئے کہ سب کام اچھے طریقے سے ہو رہے ہیں ۔ دونوں بھائیوں کی رجسٹریشن ہو گئی ہے اور وہ جلد سے جلد سکول شروع کر دیں گے جیسے ہی اگلا دورانیہ شروع ہو گا۔

میرے خیال میں جو بچے سکول نہیں جا سکتے ان کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے حقوق کے بارے میں جان سکیں اور اپنے حقوق کے لئے اپنی آواز بلند کر سکیں ۔ اس لئے میں جونیئر اور عبدل کو بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے بارے میں بتایا اور ان کو عالمی ووٹ میں شرکت کرنے کی دعوت بھی دی کہ وہ اس میں حصہ لیں ۔نیلزا، 17 سال

جونیئر کہتا ہے کہ " آج میں اور عبدل عالمی ووٹ میں حصہ لے رہے ہیں ۔" ہم ان کو ووٹ دیتے ہیں جو ان بچوں کے لئے جدوجہد کرتے ہیں جو بہت مشکل زندگی گزار رہے ہیں ۔ میں بہت خوش ہوں کہ میں اس قابل ہوں کہ ووٹ ڈال رہا ہوں حالانکہ ہم سکول بھی نہیں جاتے ہیں۔"

"نیلزا، بچوں کے حقوق کی سفیر، ہمارے پاس آئی اور ہمیں بچوں کے حقوق کے متعلق بتایا۔" جونیئر کہتا ہے کہ "اس نے بتایا کہ تمام بچوں کو سکول جانے کا حق ہے ۔میرا خواب ہے کہ میں ایک ٹریفک پولیس والا بنوں ۔" اور عبدل کہتا ہے کہ میں ایک ڈاکٹر بننا چاہتا ہوں ۔

بڑے بھی موزیمبق میں لڑکیوں کے حقوق پر بات کرتے ہیں:

"بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کے سفیر سدور نے موزیمبیک کے سکول میں لڑکیوں کے حقوق کے متعلق بتایا۔ اس کا مقصد لڑکیوں کے اوپر ہونے والے استحصال کا خاتمہ ہے، اور لڑکیوں کے حقوق کو ہر جگہ احترام کی نظر سے دیکھا جائے ۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے، ایک لڑکی کے حقوق کی یہاں بری طرح خلاف ورزی کی جاتی ہے ۔ یہ بہت عرصہ پہلے کی بات نہیں ہے، میرے سکول کی ایک لڑکی کو اس کے باپ کی طرف سے زبردستی سکول چھڑوایا گیا کہ وہ اس کی شادی کرنا چاہتا تھا۔ بدقسمتی سے یہ سب موزیمبیک میں عام سی بات ہے۔ یہاں پر، والدین لڑکیوں کے سکول جانے پر کوئی خاص توجہ نہیں دیتے ہیں۔ لوگوں کو لڑکیوں کے حقوق کے متعلق تعلیم دے کر ہی اس بات کو روکا جا سکتا ہے۔ اس لئے یہ پروگرام بہت ضروری ہے۔" جوس ہرکیولینو، ہیڈ ٹیچر آف 4 اکتوبر سکینڈری سکول، انہیر یم

" سکول جہاں پر بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کو متعارف کروایا گیا، آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح مرد اساتذہ کے رویوں میں تبدیلی آئی ہے بلکہ وہ ختم ہی ہو گیا ہے کہ وہ کس طرح لڑکیوں کو گریڈ دینے کیلئے مجبور کرتے تھے۔

اس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ موزیمبیک میں لڑکیوں کے حقوق کی کتنی ضرورت ہے! ہم اپنی خدمات اور اسمبلیوں کے ذریعے چرچ میں بہت سے لوگوں تک گئے، تا کہ لڑکیوں کے حقوق کے متعلق پوری ذمہ داری سے ان کو بتا سکیں ۔ ایبل ہوئی ، چرچ لیڈر، انہیر یم

"میں نے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کے سفیر کے ساتھ مل کر تربیت حاصل کی ہے ۔اس کا مقصد سوسائٹی میں لوگوں کو لڑکیوں کے حقوق کے متعلق بتانا ہے تا کہ لڑکیاں اپنی زندگی کو بہتر بنا سکیں ۔ اور یہاں حقیقی طور پر اس کی ضرورت ہے ۔ ہم لڑکیوں کی بالکل قدر نہیں کرتے ، اور یہ اچھی بات نہیں ہے۔ جیسا کہ لڑکیاں گھر کا سارا کام کرتی ہیں اور اکثر اوقات ان کو زبردستی کم عمر میں شادی کیلئے سکول بھی نہیں جانے دیا جاتا ، اور ان کو جنسی تشدد کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے۔ خاندان میں، اساتذہ کی طرف سے اور سوسائٹی میں بہت تعداد میں یہ سب ہوتا ہے ۔ ہمارے پاس قانون ہے لیکن اس کی کوئی پاسداری نہیں ہے، لیکن ان کو عمل میں آنا چاہئے ! ہمیں اپنی سوسائٹی میں لڑکیوں کے حقوق کے بارے میں بتانا چاہئے ۔اس لئے یہ پروگرام بہت ضروری ہے۔ ایک مقامی راہنما ہونے کی حیثیت سے، میں لڑکیوں کی حفاظت کروں گا، اور اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ لوگ اس کے متعلق اپنا رویہ بدلیں گے کہ یہ معلومات سب تک پہنچ سکیں ۔ ہرمینیگلڈ واینانیاس، مقامی راہنما، بوئین۔

لڑکیوں کے لئے جدوجہد کرنا چاہتا ہوں

ہمارے سکول میں آج عالمی ووٹ کا دن ہے، اور یہ مجھے بہت اچھا محسوس ہوتا ہے کہ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام میں شامل ہوکر میں نے بہت کچھ سیکھا ہے۔ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کے سفیر نے ہمارے پاس آکر ہمیں بچوں کے حقوق، عالمی ووٹ اور لڑکیوں کے حقوق کے متعلق بتایا۔ میں نے اس کے متعلق گلوب میں بھی بہت پڑھا ہے، اس نے مجھے بہت متاثر کیا ہے! میں ایسا بننا چاہتا ہوں جو بچوں کے حقوق کیلئے جدوجہد کرسکے جیسا کہ بچوں کے حقوق کے ہیروز کرتے ہیں۔ میں لڑکیوں کے حقوق کیلئے جدوجہد کرنا چاہتا ہوں اور ان کی کم عمر کی شادی کی رسم کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ غربت کی وجہ سے، موزیمبیق میں کم عمر میں شادی بہت عام بات ہے۔ گھر والے جہیز، گائے اور پیسے حاصل کرنے کی خاطر اپنی بیٹیوں کی زبردستی شادی کروا دیتے ہیں۔ ایک گائے اور رقم آدمی لڑکی کے لئے دیتا ہے۔ لڑکیوں کو ایسے بیچ دیا جاتا ہے کہ جیسے ڈبل روٹی یا کوئی چیز ہیں۔ کم عمر میں شادی لڑکیوں کے حقوق کو مختلف طریقوں سے پامال کرتی ہے۔ لڑکی کا باپ زبردستی بڑی عمر کے آدمی سے اس کی شادی کروا دیتا ہے، جو کہ بالکل غلط ہے۔ لڑکی کو زبردستی سکول چھوڑنا پڑتا ہے اور اپنے شوہر کے گھر کو دیکھنا پڑتا ہے۔ خود بچہ ہونے کے باوجود اس کو بچے سنبھالنے پڑتے ہیں۔ میرا خواب ہے کہ میں مستقبل میں پائلٹ بنوں۔

کارلوس، **15** سال، **4** اکتوبر سکینڈری سکول، انہیر یم، موزیمبیک

بچوں کے حقوق کے سفیر نے مجھے ہمت دی

آج، میں نے عالمی ووٹ میں حصہ لیا۔ یہاں، بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی کی جاتی ہے۔ بچوں کے حقوق کے ہیروز کے کام کو گلوب میں پڑھ کر، ہم نے اپنے مسائل کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے۔

بہت سی لڑکیوں میرے سوک سے بہت جلدی چھوڑ گئیں کیونکہ ان کے گھر والوں نے زبردستی ان کی شادی کر دی۔ **8** سال تک بس لڑکی سکول جاتی ہے، اس کے بعد اس کو سکول جانے نہیں دیا جاتا۔ یہ بہت غلط ہے! ایسی ماں اپنے بچوں کو مستقبل کے بارے میں کیا بتا سکے گی جو خود کبھی سکول نہیں گئی ہوگی؟ یہ صرف اس کے اپنے بچوں کے لئے نہیں ہے جس کی زندگی تباہ ہو رہی ہے، اس کی اپنی زندگی بھی تباہ ہو رہی ہے۔ حالانکہ ایک لڑکی جب پیدا ہوتی ہے اس کے بھی کچھ خواب ہوتے ہیں۔ جب آپ زبردستی لڑکی کو شادی کرنے پر مجبور کرتے ہیں، آپ اس کے خواب تباہ کر دیتے ہیں۔ جو کہ جرم ہے۔

ہم نے جو بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام ذریعے سیکھا ان چیزوں پر اپنے گھر میں اور اپنے ہمسائیوں کے ساتھ بات کر سکتے ہیں۔ آہستہ آہستہ، لڑکیوں کے حق میں صورتحال بہتر ہو جائے گی۔

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کے سفیر ہمارے سکول میں آئے اور ہمیں اس کے متعلق معلومات فراہم کیں۔ میں بہت پرجوش ہوا ہوں! اور بچوں کے حقوق کا سفیر بن کر لڑکیوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کروں۔ انہوں نے مجھے ہمت دی کہ میں اہم باتوں پر بات کرسکوں۔ یہ ہم لڑکیوں کے لئے بہت ضروری ہے کہ بہادر بچوں کے حقوق کے سفیر ہماری آواز کو بلند کرتے ہیں۔

مستقبل میں، میں استاد بننا چاہتا ہوں۔ جویال، **15** سال، **4** اکتوبر سکینڈری سکول، انہیر یم، موزیمبیق

TEXTO: ANDREAS LÖNN FOTO: JOHAN BJERKE

فلپائن

بچوں کے عالمی پروگرام نے مجھے ہمت دی

"ان **4** سالوں سے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا حصہ بننے پر مجھے اپنے حقوق اور دوسرے بچوں کے حقوق کے لئے کھڑا ہونے میں بہت مدد ملی۔ میں بھی ایسے بہت سے تشدد کا شکار ہوا ہوں جو میرے والد نے مجھ پر کیئے۔ میری پہلی ڈرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ میرا والد ہے اور اللہ کہتا ہے کہ "ماں باپ کی عزت کیا کرو" میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ لیکن جیسے سال گزرتے رہے مجھے مارا جاتا اور میں سوچتا تھا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے اس قابل ہونا چاہیئے کہ میں اپنے حقوق کیلئے کھڑا ہوسکوں اور میرے والد کو سزا ملنی چاہیئے۔ مجھے یہ ہمت صرف بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی وجہ سے ہے۔ میں سب نشر کروں گا جیسا کہ آزادی کے حقوق اور بچے کیا کرسکتے ہیں۔ اس لئے میری توجہ سوسائٹی کی طرف ہے کہ میں اس کو صرف بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی وجہ سے بدل سکتا ہوں۔" ہینری، **17** سال، نیگروز اورئینٹل ہائی سکول

ہر بچے کو گلوب کا استعمال کرنا چاہیئے

"میں نے اپنے سکول میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے کلب کا آغاز کیا۔ میں اس قابل ہوئی ہوں کہ بچوں کو ان کے مختلف حقوق کے بارے میں پڑھا سکتی ہوں۔ اس سے میری زندگی میں بہت تبدیلی آئی ہے۔ ہم گلوب کو پڑھ کر اس میں سے دلچسپ اور دل کو چھو لینے والی زندگی کی حقیقت سے قریب تر کہانیاں ڈھونڈ سکتے ہیں۔ اس میگزین کو پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ دل کو چھو رہا ہے۔ اس کے ذریعے ہم پوری دنیا میں گھوم کر مختلف بچوں کی زندگیوں سے ملتے ہیں۔ میں دیکھتی ہوں کے بچے سکول نہیں جاتے، لیکن وہ کسانوں اور مچھیروں کے ساتھ ہمارے علاقہ میں کام کرتے ہیں۔ ہمیں اس بات کو جاننا چاہیئے کہ ہر بچے کو سکول جانے کی ضرورت ہے۔ بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام بچوں کو کھڑا کرتا ہے کہ وہ اپنے حقوق کی بات کرسکیں۔ میں ایک استاد بننا چاہتی ہوں اور اس بات کو یقینی بناؤں گی کہ ہر بچہ سکول جا سکے اور گلوب کو پڑھ سکے۔ میں ان کو بچوں کے حقوق پڑھاؤں گی۔

فرانس، **16** جوس میری لوکسن میموریل ہائی سکول

انڈیا

عالمی ووٹ کا سب سے بڑا اسکول

انڈیا کا سٹی مونٹیسوری سکول، دنیا کا سب سے بڑا اسکول ہے، جو بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام میں شامل ہوتا ہے۔

"اپنے ووٹ کے استعمال سے مجھ میں خود اعتمادی محسوس ہوتی ہے۔ مجھے اپنی اہمیت محسوس ہوتی ہے کہ میرے ووٹ کی بھی گنتی ہوتی ہے۔" سنر یدھی، **14** سال

BENÍN

انسداد جسمانی سزا کے خاکے

"یہ پہلی دفعہ ہے کہ میں نے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام میں حصہ لیا ہے۔ میرے بنائے ہوئے خاکے نے ان بچوں کی نمائندگی کی ہے جن کو اپنے والدین کی طرف سے جسمانی سزا دی جاتی ہے کہ وہ لکڑیا ڈھونڈنے کے بجائے سکول جانے کی بات کیوں کرتے ہیں۔ یہ تربیت مجھے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کے کلب کا ممبر ہونے کی وجہ سے ملی ہے جو ہمارے سکول میں بنا میرے لئے آسانی پیدا کی کہ میں ان مسائل پر اپنے دوستوں اور اساتذہ سے بچوں کے حقوق اور جمہوریت کے حوالے سے کھل کر بات کرسکوں۔

عیساق، **12** سال لی کول جوئی اٹ وی

میری آواز کو سننے کے قابل بنایا

"میں بہت خوش قسمت ہوں کے اپنے سکول میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے کلب میں شامل ہوسکا، اور اس کا مطلب ہے کہ میں اپنے سکول کے دوستوں کے ساتھ بچوں کے حقوق پر بات کرسکتا ہوں۔ میری بنائی ہوئی تصویر اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ ایک بچہ اپنی مرضی سے اپنا ووٹ بکس میں ڈال رہا ہے۔ میں نے بچوں کے حقوق کے لئے ووٹ ڈالا ہے۔ میں نے اپنے ملک بینن میں پہلے یہی دیکھا ہے، کہ بس بڑے ہی ووٹ ڈالتے ہیں۔" ایڈورڈ، **12** سال لی کول جوئی اٹ وی

مجھے بچوں کے حقوق کا علم حاصل کرنے پر فخر ہے

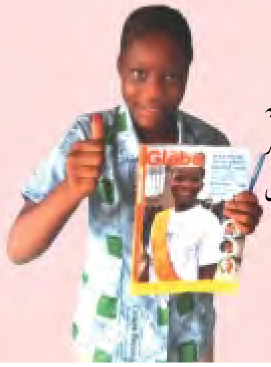

"میرے لئے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام میں حصہ لینا بہت ہی زبردست تجربہ رہا۔ میں پہلے ایسے تجربات اور جذبات سے نہیں گزرا جب میں نے امیدواروں اور ان کے کام کے متعلق سیکھا۔ مجھے بہت فخر ہے کہ میں نے اپنے حقوق کا جانا، اور میں اس کو اپنے بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ شیئر کروں گا۔"

مرلینڈ، **12** سال، سی ایس ایس ایلس

یوگنڈا

جینیسیس این پی سکول یوگنڈا میں عالمی ووٹ

سکول میں جسمانی سزا نہیں ہونی چاہیے

مائرہ 17 سال، جوکہ 2013ء سے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کی سفیر ہے۔ اپنے سکول میں بچوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کے تجربے کے ذریعے، وہ فورڈیسک تنظیم کے پروگرام کی ایڈمنسٹریٹر بن گئی ہے۔ یہاں، مائرہ اقوام متحدہ کے ریڈیو اوکاپی کو انٹرویو دیتے ہوئے۔

مائرہ: ہمارا مقصد ہے کہ ہم بچوں اور اساتذہ کو بچوں کے حقوق اور جمہوریت کا طریقہ کار پڑھاسکیں۔

ریڈیو اوکاپی: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کی تربیت سے بچوں کی عزت نہیں رہتی جب وہ اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں۔

مائرہ: یہ صرف وہ لوگ ہیں جو یہ سمجھنا نہیں چاہتے۔ ہم پھر بھی لگاتار اس کوشش میں ہیں کہ ان کو تربیت دیں تا کہ وہ سمجھ کر اپنے خیالات بچوں کے متعلق بدل سکیں۔ یہ ان کے لئے بہتر ہے کہ اچھے طریقے سے بچوں کی ضروریات کو سمجھ سکیں۔ بچے ہماری تربیت سے ناخوش نہیں ہیں، لیکن وہ اس لئے سیکھنا چاہتے ہیں کہ اپنی ذمہ داری اٹھا سکیں اپنے مستقبل کے حوالے سے جس کی ہر ثقافت کو ضرورت ہے۔ اساتذہ کا سب سے پہلے یہ کام ہے کہ وہ بچوں کو ان کے حقوق کے متعلق پڑھائیں۔

ریڈیو اوکاپی: آپ بچوں پر جسمانی تشدد کو بند کرنے پر بات کرتی ہیں۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ افریقہ میں اور اس کے ساتھ ساتھ ڈی آر کانگو میں سکول میں جسمانی سزا پر پابندی ہونا اچھا عمل ہے؟

مائرہ: ہم اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سکول میں جسمانی سزا کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ حتی کہ ڈی آر کانگو کی گورنمنٹ کو بھی اس پر پابندی لگانی چاہیے۔ یہ بچوں کے حقوق کے خلاف ہے اور اس سے بچوں میں کوئی بہتری نہیں ہوسکتی۔ اس کے برعکس نتیجہ یہ ہے کہ بچے جسمانی اور ذہنی تکلیف سے گزرتے ہیں۔ اس لئے بچوں کے حقوق کے سفیر، اساتذہ اور کلب ممبرز کو مل کر اس مسئلے کے حل کیلئے کام کرنا چاہیے کہ کہاں کہاں بچے کن کن مسائل میں الجھے ہوئے ہیں۔

ریڈیو اوکاپی: اگر آپ جسمانی سزا کی تردید کرتے ہیں تو آپ کے خیال میں بچوں کو پڑھانے کا اچھا طریقہ کیا ہے؟

مائرہ: بچے کے متعلق جو بھی فیصلہ لیا جائے اس میں بچے کا فائدہ ہونا چاہیے۔ جسمانی سزا سے بچے کی جسمانی اور ذہنی صحت پر فرق پڑتا ہے۔ بچوں کو اپنے فیصلوں میں شامل کر کے ان سے کام کروایا جائے تو بچے کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے۔ اس طرح کام کرنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ اس کا بہترین طریقہ کہ بچے کے ساتھ ایک آدمی کی طرح بات کی جائے۔

ریڈیو اوکاپی: آپ کے نزدیک سفیر ہونے کا کیا مطلب ہے؟

مائرہ: بچوں کے حقوق کا سفیر وہ بچہ ہے جس نے اپنے حقوق کی خلاف ورزی کو برداشت کیا ہے اور جو اس کا مطالبہ کرتا ہے کہ اس کو جاری نہیں رہنا چاہیے جس سے دوسرے بچے بھی متاثر ہوں۔ ان خلاف ورزیوں کو لازمی روکنا چاہیے، اور جو لوگ یہ خلاف ورزی کرتے ہیں ان کو اپنی اس بری عادت پر قابو پانا چاہیے۔ سفیر اساتذہ اور کلب ممبرز کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے، اور سکول میں بچوں کے حقوق پر نظر رکھتا ہے۔ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا کلب روزانہ کی بنیاد پر سکول میں نظر رکھتا ہے۔ سکول کی انتظامیہ سے بات کرنے سے پہلے وہ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کے سفیر سے بات کرتے ہیں۔

گلوب کے لئے گانا

"میں گلوب سے پیار کرتی ہوں! اس میں پوری دنیا سے مجھ جیسے بچوں کی بہت اچھی کہانیاں ہیں۔ اس کو پڑھنے سے، میں نے سیکھا ہے کہ کس طرح دوسرے بچے پوری دنیا سے کوشش کر کے اپنے حقوق کی حفاظت اور اس کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ میں نے ایسے ہیروز کے بارے میں پڑھا ہے جنہوں نے مشکل مراحل میں بچوں کے حقوق کی حفاظت کی ہے۔ گلوب نے مجھے یہ سکھایا ہے کہ کس طرح بچوں اور بڑوں کے خود ہی اپنے حقوق کی حفاظت کرنی چاہیے۔ میں اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کرنے کی وجہ سے اپنے علاقہ، لڑکوں میں اور اپنے خاندان کی نظر میں عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہوں۔ میں کس طرح تباہ کاریوں سے، جنگ اور نسلی امتیاز سے دور رہ سکتی ہوں؟ گلوب مجھے جواب دو! میں اس پر ایک گانا لکھنا چاہتی ہوں جو میں کبھی بھول نہیں سکتی!"

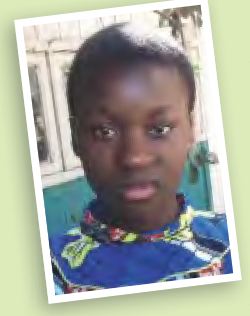

ایملی، 12 سال ای۔پی۔ مبینگا سکول

میں چاہتی ہوں کہ بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام سب سکولوں میں ہو

"جب سے میں نے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے بارے میں جانا ہے، مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے زمین پر جنت مل گئی ہو: بچوں کے حقوق کے متعلق تجربات کو میں نے گلوب میں پڑھا ان کا احترام ہونا چاہیے! بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام نے مجھے بچوں کے حقوق کے متعلق بہت کچھ سکھایا ہے۔ (لڑکے اور لڑکیوں، امیر اور غریب، کالے اور گورے، ملک بدر، یتیم،، معذور بچے، وغیرہ جو کہ شہروں اور دیہاتوں میں رہتے ہیں)۔ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام نے مجھے ووٹ کے بارے میں سکھایا: میں دیکھتی ہوں کہ جب میں بڑی ہوں گی تو اپنی ساری زندگی اپنے ملک میں جمہوریت کے لئے کام کروں گی! میں لڑکیوں کے حقوق کی سفیر رہتے ہوئے ڈی آر کانگو میں لڑکیوں پر ہونے والے تشدد کا خاتمہ کروں گی!

"میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام سے پیار کرتی ہوں! مجھے گلوب پڑھنا بہت پسند ہے بچوں اور بڑوں کا عالمی اتحاد کر کے پوری دنیا میں بچوں کے حقوق کی حفاظت کی جائے!

"ڈی آر کانگو کے ہر شہر میں بھی اور شہر کے اردگرد کے سکول میں بھی بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام ہونا چاہیے۔ مالی، 14 سال، انسٹیٹیوٹ میٹیمانی۔

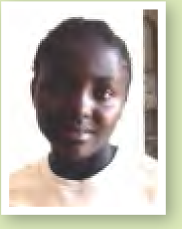

کالے بالوں کے ساتھ امتیازی سلوک کی لڑائی

"ہمارے گھر میں ہم 7 بچے ہیں۔ ہم 2 لڑکیاں البانی ہیں۔ ہم سے ہماری جلد کی رنگت کی وجہ سے امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ میری بڑی بہن جسٹن، جو البانی ہے، اس کے ساتھ فوجی نے برا سلوک کیا کیونکہ وہ البانی ہے۔ ہمارے بال سفید ہیں، لیکن امتیازی سلوک کی وجہ سے ہم نے ان کو کالا کیا ہے کہ دوسرے بچے ہمارے گھر آسکیں۔ مجھے بہت دکھ ہے کہ میں اپنے دوسرے بہن بھائیوں کی طرح سکول نہیں جاسکتی جو کالے ہیں۔ میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی شکر گزار ہوں کہ جس نے بچوں کے حقوق کے متعلق اپنے آرٹیکل میں کہا کہ تمام بچوں کو ایک جیسے حقوق حاصل ہیں۔ میں اپنی مرضی کے مطابق اپنے گھر میں سارا وقت گزارتی ہوں۔ میں تمام بچوں کے لئے جدوجہد کرتی ہوں۔ گلوب میرے بچے کی طرح ہے، اور میں اس کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتی ہوں!" کیٹونگو، 13 سال

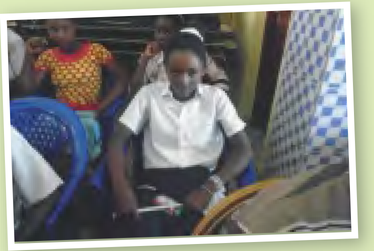

غریب اور امیر کے ایک جیسے حقوق ہیں

"میں نے بچوں کے حقوق کے متعلق تربیت میں بہت دلچسپی سے حصہ لیا۔ ہمارے سکول میں، امیر خاندان کے بچوں اور غریب خاندان کے بچوں میں بہت امتیازی سلوک رکھا جاتا ہے۔ استاتذہ امیر گھر کے بچوں کو اس لائن میں بٹھاتے ہیں جہاں پر کرسیاں اچھی ہوتی ہیں، اور غریب گھر کے بچوں کو خراب کرسیوں پر بٹھاتے ہیں۔ اس تربیت نے مجھے حوصلہ دیا کہ میں اس امتیازی سلوک کے خلاف جدوجہد کرسکوں، اور اب سے میں اپنے اساتذہ کو یہ بتاؤں گی کہ امیر اور غریب بچوں کو ایک جیسی کرسیوں پر بیٹھنا چاہیے۔"

جوائس، 13 سال کمپلیکس سولیئر ایلمو

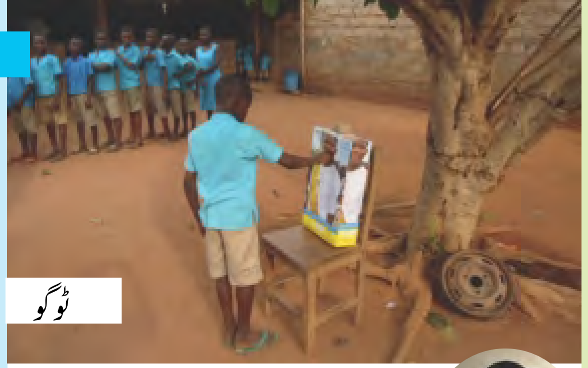

ٹوگو

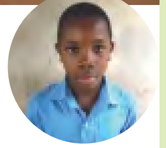

سی ایس سائنو سکول میں عالمی ووٹ

گلوب کو روزانہ پڑھیں

"تمام بچے اپنی ہمت کو اپنے دونوں ہاتھوں میں رکھیں۔ اپنے حقوق کے متعلق زیادہ سے زیادہ سکھیں۔ اس کیلئے، گلوب کو روزانہ کی بنیاد پر پڑھیں۔ اپنی آواز کو سننے کے قابل بنائیں کیونکہ جو فیصلے آپ سے منسلک ہیں آپ کو اس میں دلچسپی رکھنی چاہیے۔" ایلس، 10 سال سی ایس لی لیڈر

بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام اساتذہ کو چھڑی استعمال کرنے سے روکتا ہے

"میرے ملک میں، اساتذہ اکثر چھڑی کا استعمال کرتے ہیں۔ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے ذریعے اساتذہ کو چھڑی کے استعمال سے روکنا چاہیے۔ جب سے میں نے گلوب کو سمجھا ہے مجھے اس پر فخر ہے۔"

یائریا، 11 سال سی ایس لی لیڈر

حکام بالا کو گلوب لازمی پڑھنا چاہیے

"میرے ملک میں حکام بالا بچوں کے حقوق کے لئے کام نہیں کر رہے ہیں۔ ان کو گلوب میگزین حاصل کرنا چاہیے۔ جو ان کی اس معاملے میں بہت مدد کر سکتا ہے۔" جونیئر، 10 سال سی ایس لی لیڈر

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام سے بڑی تبدیلیاں آرہی ہیں

"ہائی سکول میں ہمیں بچوں کے حقوق کے متعلق پڑھایا جاتا ہے۔ اور ذہنی طور پر اساتذہ اکثر اوقات ان حقوق کا احترام نہیں کرتے ہیں۔ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے ذریعے بہت سی چیزیں پہلے ہی بدل چکی ہیں۔"

بلیسنگ، 15 سال، سی ای جی ایگو۔ سینٹر

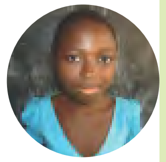

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے کلب سے منسلک ہونے پر فخر ہے

"اس سال میں نے سیکھا کہ کس طرح اتنے بڑے ہجوم کے سامنے کھڑا ہو کر بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے بول سکوں۔ مجھے بہت فخر ہے کہ میرا اسکول بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے کلب سے منسلک ہے۔"

پریسکا، 10 سال، سی ایس لی سینو

سینیگال

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا شکریہ۔ اب میں اپنے حقوق کا مطالبہ کرسکتی ہوں

" میں اپنے گھر کی واحد لڑکی ہوں اور میری دادی ہماری دیکھ بھال کرتی ہے مجھے گھر کے سارے کام کرنے پڑتے ہیں۔ مجھے ہر روز سکول سے دیر ہوجاتی ہے۔ اور وہ مجھے آدھی چھٹی کے وقت 11 بجے سکول سے واپس گھر لے آتی ہے کہ میں کھانا بنا سکوں۔ میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے موقع دیا کہ میں اپنے حقوق کا مطالبہ کرسکوں۔ اب میں روز سکول جاسکتی ہوں اور مجھے صرف اتوار کو رات کا کھانا بنانا پڑتا ہے کیونکہ ہفتے کو مجھے سبق لینے جانا ہوتا ہے۔"

بنٹا، 15 سال، توفندی گیندے سکول

بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام مجھے شادی شدہ ہونے سے بچانے کا ویزا ہے

"بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام میری آزادی اور میرا وسیلہ ہے، اس نے شادی شدہ نہ ہونے میں میری مدد کی۔ جب میں نے اپنے گاؤں اور گھر والوں کو بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے بارے میں بتایا، میری ماں نے میرے والد سے کہا کہ اس کو سکول جانے دیا جائے اور آگے بڑھنے دیا جائے اور شادی نہ کی جائے۔ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام نے مجھے وقت پر میرا حق دلانے میں میری مدد کی، حفاظت اور تعلیم کیلئے۔"

ہولیمیتا، 13 سال توفندی گیندے سکول

توفندی گاندی گاؤں میں عالمی ووٹ

گلوب سب بچوں کیلئے

"بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام بہت زبردست ہے جو ہمیں ہمارے حقوق کے متعلق بتاتا ہے۔ ایک مسلمان لڑکی ہونے کی حیثیت سے، اس پروگرام نے میری بہت مدد کی ہے جب سے میں اس کے ساتھ رابطے میں ہوں، اور اس کے ساتھ سکول میں دوسری لڑکیوں کی بھی بہت مدد کی ہے۔ میں اپنے سکول میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی سفیر ہوں، اور میں اپنے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے ممبرز کو ان کے حقوق کے متعلق پڑھاتی ہوں، جن میں زیادہ لڑکیاں ہیں۔ گلوب ایک بہت دلچسپ میگزین ہے، میں تجویز دیتی ہوں کہ گھانا کہ تمام سکولوں میں ہر بچے کے پاس اس کی کاپی ہونی چاہئے، اور خصوصی طور پر دیہاتوں میں جہاں پر بچوں اور لڑکیوں کے حقوق کا بالکل بھی احترام نہیں کیا جاتا۔" باریکسو، 15 سال، گومابدمبھرم جونیئر ہائی سکول

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی شکرگزار ہوں کہ میں نے اپنے دوستوں کی مدد کی

"میں بہت خوش ہوں کہ بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام یہاں ہوا، کیونکہ اس نے ہمیں بہت کچھ سکھایا۔ میری ایک قریبی دوست ہے جو ایک بہت بڑے مسئلے کا مقابلہ کر رہی تھی، میں اس کی مدد کر رہی تھی اس کو نصیحت کر کے جو میں نے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے کلب سے سیکھا تھا۔ میری دوست کا والد فوت ہو گیا تھا جب وہ 14 سال کی تھی۔ تب اس کی ماں نے دوسری شادی کر لی، وہ اپنے سوتیلے باپ کے گھر منتقل ہو گئے۔ شروع میں اس کی ماں اس کا خیال رکھتی تھی، پھر میرے سوتیلے باپ نے میری ماں کو کہا کہ مجھے سکول سے چھڑوا کر میری شادی کر دی جائے۔ میں اس قابل تھی کہ اپنی دوست کو اس کے حقوق کے متعلق نصیحت کر سکوں، وہ اب بھی سکول جا رہی ہے۔ وہ رہنے کیلئے چھٹیوں میں ٹھنڈا پانی فروخت کرتی ہے۔ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا شکریہ ادا کرتی ہوں، کہ جس نے ہم جیسے بچوں کو نصیحت دی اور حوصلہ پیدا کیا کہ ہم اپنے مسائل کا سامنا کر سکیں۔"

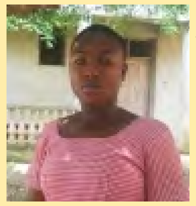

پریسیلیا، 16 سال، سیکونڈی سکول

فاردی ڈیف

گاؤں کے والدین کو پڑھانا

"میں بچوں کے حقوق کی سفیر ہوں، تو میری ذمہ داری ہے کہ میں اپنے گاؤں میں والدین کو بچوں کے حقوق کے بارے میں بتاؤں، خصوصی طور پر لڑکیوں کی تعلیم کے حقوق۔" نیمیتو، 12 سال بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی سفیر، جین نوٹکرو سکول

جینوٹکرو سکول میں عالمی ووٹ کا دن

بچے اپنے حقوق کی جنگ لڑ سکتے ہیں

"جب میں نے گلوب کو پڑھا، میں نے جانا کہ بچے اپنے حقوق کے احترام کے لئے لڑ سکتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ پوری دنیا میں کس طرح بچے اپنے حقوق کی خلاف ورزیوں کا شکار ہیں۔" جولیانا، 10 سال بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی سفیر، سکورا سکول

ہمارے گاؤں میں بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی کی جاتی ہے

"بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام نے بچوں کی ترقی ان کی اہمیت اور ان کے حقوق کو سمجھنے کیلئے میری بہت مدد کی ہے۔ تو میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے بچوں کے حقوق کا سفیر بننا چاہئے کیونکہ میں نے بہت سے بچوں کو دیکھا ہے کہ ہمارے علاقے میں ان کے حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔" اریسٹائیڈ، 12 سال، بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا سفیر، سکورا سکول

سکورا سکول میں عالمی ووٹ کا دن

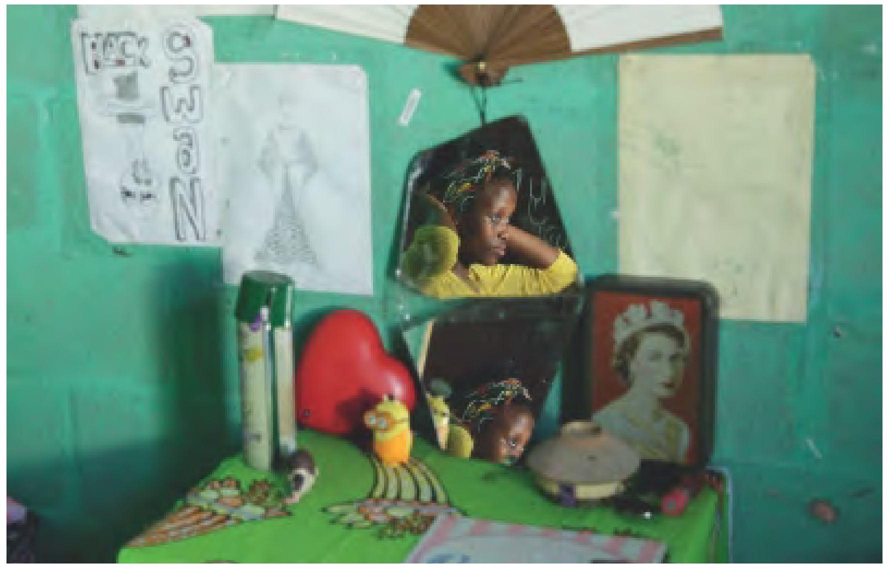

بچوں کے حقوق کا سفیر ہونے کی حیثیت سے، میں نے بچوں کو آواز دی

"میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کی سفیر ہوں۔ میں سکول کے بچوں اور اپنے علاقے کے ممبرز اور خصوصی طور پر لڑکیوں کے حقوق کے متعلق پڑھاتی ہوں۔ میں نے بچوں کو آواز دی ہے، کیونکہ جس علاقہ میں ہم رہتے ہیں وہاں پر بچوں کی آواز کو نہیں سنا جاتا۔

بچے اپنی آواز بلند کرنے سے ڈرتے ہیں، بچوں کے حقوق کی سفیر ہونے کی حیثیت سے، میں دوسرے سکولوں میں جاتی ہوں اور بچوں اور اساتذہ سے بات کرتی ہوں۔ ان میں سے ایک دفعہ مجھے لڑکوں کے سنٹر بوساس جو بار کے پیچھے ہے میں جانے کا اتفاق ہوا۔

میری کہانی سے سیکھیں

"بوساس جوان لوگوں کیلئے ہے جہاں پر وہ قانونی طور پر مشکل میں ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، یہ بچوں کے لئے جیل ہے۔ شروع میں ہم وہاں عالمی ووٹ کے دن گئے تھے۔

"لڑکے اپنی ماؤں کو بہت یاد کرتے تھے اور منشیات سے چھٹکارا پانے کی کوشش کرتے تھے۔ جب وہ 18 سال کو پہنچتے تھے، انہیں جوانوں کی جیل میں بھیج دیا جاتا تھا حتی کہ جب انہوں نے اپنا گناہ قبول کیا تھا تب وہ بچے تھے۔ میں نے ان کو لڑکیوں کے حقوق کے بارے میں بتایا اور ان کو کہا کہ اپنے ساتھیوں سے بات کریں کہ وہ لڑکیوں کے حقوق کے سفیر بنیں چاہے وہ قیدی بھی ہوں۔

"اس نے میری سوچ کو بدل دیا اب میں بچوں کے حقوق کے بارے میں سوچتی تھی۔ مجھے یقین نہیں تھا کہ ان لڑکوں نے ہمیں کیا بتایا ہے۔ ایک لڑکا، جو میری طرح 16 سال کا تھا، اس نے اپنی کہانی بتائی اور ہمیں کہا کہ میری کہانی کو بار بار سنایا جائے تا کہ میری زندگی سے دوسرے کچھ سیکھ سکیں۔ میں اپنے ہمسائے میں نائس ٹائم کڈز گروپ کا ممبر تھا۔ میں بدمعاشوں کے ساتھ بڑا ہوا تھا، میرے والد بھی بدمعاش تھے۔ میرے جسم پر تمام ٹیٹو یہ ظاہر کرتے تھے کہ میں نے اپنے گینگ کیلئے کچھ کیا ہے، جب آپ ایک بندوق اٹھاتے ہیں اور کسی کو گولی مارتے ہیں، تو آپ کے جسم پر ٹیٹو بنا دیا جاتا ہے۔ جب ہمیں گلوب میگزین ملا، ہمیں ایسی بہت سی معلومات ملی جس میں جوان، بچوں کو نقصان پہنچاتے تھے۔ میں اب قید خانے میں ہوں، لیکن جوان لوگ جو گینگ میں ہیں وہ گھر ہیں۔ انہوں نے مجھے یہاں جرم قبول کرنے کیلئے بھیجا ہے، اور میں ان کا یہ کام کر رہا ہوں۔" سیم، 15 سال، کرائس ہائی سکول

لڑکوں کیلئے بار کے پیچھے بوساسا میں عالمی ووٹ

سیم اور بوساسا کے لڑکوں کی فلم اس سائٹ پر دیکھیں: worldschildrenprize.org/bosasasouthafrica

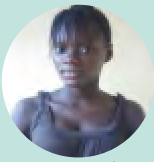

تمام بچوں کو ان کے حقوق کے متعلق پڑھائیں

" گلوب نے مجھے یہ جاننے میں مدد دی کہ میرے ملک میں بچوں کے حقوق کا احترام نہیں کیا جاتا۔ بچوں اور لڑکیوں کا عمومی طور پر استحصال کیا جاتا ہے۔ بچوں کو اچھی تعلیم، طبی امداد اور دوسری بہت سی چیزوں کو حاصل کرنے سے روکا جاتا ہے۔ سب سے ضروری بات، میں اس قابل ہوا ہوں کے میرے حقوق کیا ہیں۔ سب بچوں کو سکول جانے دیا جائے تا کہ وہ اپنے حقوق کے بارے میں جان سکیں۔" سیڈائب، 16 سال

بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام ایک سچا سکول ہے

"بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام ایک سچا سکول ہے جس نے بچوں کو اس قابل بنایا کہ وہ اپنے حقوق کیلئے جدوجہد کر سکیں۔ بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام ہمیں سکھانے کیلئے زبردست ہے ہمیں اپنے مستقبل کے مقصد حاصل کرنے کیلئے اپنے حقوق کو جاننا پڑے گا اور ان کا احترام بھی کرنا پڑے گا۔"
لونسنی، 17 سال

بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام اور جدید دنیا

"بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام میرے ملک میں اور سکول میں بہت ضروری ہے، جہاں پر طالب علموں کے حقوق کا احترام نہیں کیا جاتا ہے۔ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام نے ہمیں ہمارے حقوق کے بارے میں پڑھایا۔ میں سوچتا تھا کہ لڑکیاں صرف گھر کے کاموں کیلئے ہیں لیکن مجھے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام نے سمجھایا کہ ہمیں اپنی ماں اور بہنوں کی کام میں مدد کرنی چاہئے۔ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ والدین کو گلوب کو سمجھنے کی طرف لایا جائے تا کہ وہ لڑکیوں کو اجازت دیں کہ وہ اپنی زندگیاں اپنے مطابق گزار سکیں، جیسا کہ ہم آج کے جدید دور میں رہتے ہیں۔" ہینوک، 17 سال

گلوب نے مجھے مضبوط بنایا

" گلوب کو پڑھنے کے بعد میں اپنے آپ کو محفوظ اور مضبوط محسوس کرتا ہوں۔ اس نے مجھے وہ کچھ سکھایا جو میں نہیں جانتا تھا۔ اس نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں اپنے دوستوں کی مدد کر سکوں اور ان کو سمجھا سکوں کے ہمارے بہت سے حقوق ہیں جو احترام کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا ہے۔ اور ہمیں اپنے ان حقوق کے لئے جدوجہد کرنا ہے۔ گلوب نے مجھے سکھایا کہ تمام دنیا کے بچوں کے ایک جیسے حقوق ہیں۔ بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام بچوں کی آواز کو بلند کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔" م، ماہ، 16 سال

صفحات
65–46

بچوں کے حقوق کے نامزد ہیرو

گیبریل انٹونیو میجا منٹویا

گیبریل کو کیوں نامزد کیا گیا؟

گیبریل انٹونیو میجا منٹویا، فادر گیبریل کو بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے لئے اس لئے نامزد کیا گیا کیونکہ اس نے اپنی زندگی کے 30 سال کولمبیا میں خطرناک حالات میں رہنے والے بچے، گلی میں پھرنے والے بچے، فوجی بچے اور وہ بچے جو جیلوں میں تھے ان کے لئے وقف کر دیئے۔

فادر گیبریل نے اپنی زندگی غریبوں کی مدد کیلئے وقف کردی۔ اس نے اپنے اس کام کیلئے زندگی میں بہت سی کوششیں کیں۔

کولمبیا میں 60 سال تک جاری رہنے والی جنگ میں 60 لاکھ لوگوں کو زبردستی اپنے گھر چھوڑنے پڑے اور 2 لاکھ کے قریب مارے گئے۔ بچے اس سے بری طرح متاثر ہوئے۔

37 سال کی عمر میں جب گیبریل نے دیکھا کہ اس کے گھر کے باہر بچے گلی میں رہتے ہیں تو اس نے ہوگیرز کلیریٹ فاؤنڈیشن کے نام سے گلی میں رہنے والے بچوں کے لئے پہلے سنٹر کا افتتاح کیا۔ آج یہ فاؤنڈیشن بچوں کے 52 سنٹر چلا رہی ہے۔ وہ 4 ہزار کے قریب بچوں اور بڑے لوگوں کی دیکھ بھال کر رہے ہیں، جو بچے گلیوں میں، فوجی بچے اور اس کے ساتھ ساتھ بچے اپنی خدمات بھی اس فاؤنڈیشن کیلئے سرانجام دے رہے ہیں۔ گیبریل اور ہوگیرز کلیرٹ کی کوششوں سے 10 ہزار بچے اپنی زندگی بہتر بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

فادر گیبریل ان بچوں کی مدد کرتا ہے جن کو معاشرے نے پیچھے کر دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ پیار سب سے اہم دوا ہے۔ ڈاکٹرز، سائیکالوجسٹس اور معاشرتی کام کرنے والے مل کر بچوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ وہ بچوں کی بات سنتے ہیں اور ان کے روزمرہ مشاغل میں ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ بچوں کو تعلیم اور صحت دی جاتی ہے۔ وہ روز یوگا کی کلاس اور مراقبہ بھی کرتے ہیں۔ ہوگیرز کلیرٹ میں تھراپی میں سب بچے اور بڑے سکاؤٹس کی صورت میں شامل ہوتے ہیں۔ وہ اچھے اقدار سیکھتے ہیں، رحم دکھاتے ہیں، انصاف کے ساتھ، دوسروں کو جانچنے کیلئے اور احترام دکھانے اور ذمہ داری لینے کیلئے۔

بچوں کے حقوق کا ہیرو گیبریل ہوگیرز کلیریٹ میڈلین میں بچوں کے ساتھ

فادر گیبریل، کو اس لئے سب جانتے ہیں کہ اس نے اپنی ساری زندگی غریب اور گلی میں رہنے والے بچوں، فوجی بچوں اور جو بچے جیل میں کام کرتے ہیں کیلئے کام کیا۔ کولمبیا میں ایسا کام کرنا خطرناک ہوتا ہے، اور اس نے اس کیلئے اپنی زندگی میں بہت کوششیں کیں۔ ایک دفعہ اس کو اپنے گھر سے آدھی رات کو بھاگنا پڑا جب فوج نے اس کے گھر کو گھیر لیا تھا۔

دوسروں کی مدد کرنے میں کچھ ایسا تھا گیبریل اس عادت کے ساتھ ہی بڑا ہوا کیونکہ یہ اس کی ماں کی عادت تھی۔ وہ ہر وقت دوسروں کی مدد کرتی تھی اور ان کا خیال رکھتی تھی جن کو مدد کی ضرورت ہوتی تھی۔

گیبریل جب چھوٹا تھا تو اس کو چرچ جانا بہت اچھا لگتا تھا وہ 7 سال کی عمر میں ہی چاہتا تھا کہ پاسٹر بن جائے۔ جب اس نے 13 سال کی عمر میں بوگوٹا کے دارالخلافہ کا ٹرین پر سفر کیا پاسٹر بننے کیلئے جو اس کے والدین کی خواہش کے خلاف تھا، اور وہ یہ نہیں سوچتے تھے کہ میں اس پر قائم رہوں گا۔ لیکن اس کے والدین غلط تھے۔

غریبوں کی مدد کرنا

27 سال کی عمر میں گیبریل ویٹی کن جو کہ روم، اٹلی میں ہے وہاں کے کلیریٹن آرڈر کے راہنماؤں کے ساتھ کام کرنے چلا گیا۔ ہزاروں کیتھولک پاسٹر جو پوری دنیا میں 60 سے زائد ملکوں میں غریبوں کیلئے کام کرتے ہیں کلیریٹین بنتے ہیں۔

کولمبیا واپس آنے کے بعد، گیبریل کو کولمبیا کے ایک غریب اور جس جگہ پر رسائی مشکل تھی چاکو، پیسفک کوسٹ پر بھیج دیا۔ جہاں اس کو یہ کام دیا گیا تھا کہ اس علاقے کے غریبوں کی مدد کرنی ہے۔

گیبریل چوکو میں لوگوں سے مل کر بہت خوش ہوا، جو کہ سودیشی اور کالے کولمبین لوگوں کے رہنے کی جگہ تھی وہاں پر لوگوں کے حقوق سالوں سے دبائے جا رہے تھے یہاں تک کے ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔

"یہ میرے لئے بہت اہم مشن تھا۔ گیبریل بیان کرتا ہے" کلیرٹین کو اس بات کی ضرورت تھی کہ ناانصافی کے خلاف مزاحمت کی جائے۔ ہم نے وہاں بھوک، بے روزگاری اور لوگوں کے ساتھ امتیازی سلوک دیکھا اور ہم نے یہ سب ان کے ساتھ برداشت کیا۔ آپ ان کا درد محسوس کر سکتے ہیں"

جب 9 سال بعد گیبریل نے چوکو کو چھوڑا تو اس نے وہاں رہنے والوں کے لئے کچھ ایسا کیا کہ جو جنگل اور پانی کے علاقہ میں بہت مشکل تھا۔

گیبریل سابقہ گلی کے بچوں کے ساتھ پیار کرتا ہے جو بوگاٹا میں ہوگیرز کلیریٹ میں رہتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ گانا گاتا اور ڈانس بھی کرتا ہے۔

گیبریل اور کلیرٹین کی مدد سے اس علاقہ کے لئے 3 چھوٹے جہاز آمدورفت کیلئے خریدے گئے۔ 3 رن وے بھی بنائے گئے، اور اس کے ساتھ ساتھ 30 کلینک اور بہت سے سکول بھی بنائے گئے اور بہت سے بچوں کو بیماریوں کے خلاف طبی امداد بھی دی گئی۔

گیبریل کو مارنا چاہتے تھے

جب گیبریل اور اس ساتھیوں نے چوکو کے غریب کسانوں کی مدد کر کے ان کو ایک ساتھ کیا اور تنظیم بنائی، تو کاروباری لوگوں کو ان پر بہت غصہ آیا۔ اس تنظیم کے ذریعے کسانوں کو اجازت ملی کے وہ اپنی اشیاء کو باہر بڑی مارکیٹ میں بیچ سکیں اور زیادہ پیسہ کما سکیں جیسا کہ کاروباری لوگ کرتے تھے۔

آدھی رات کو ایک دفعہ گیبریل کے دروازے پر دستک ہوئی۔ کواپریٹو میں سے ایک کسان آیا تھا۔ اس نے گیبریل کو کہا کہ جلدی سے کپڑے بدلے اور ساتھ چلے۔ گیبریل نے اپنے گھوڑے کو تیار کیا اور گھر سے دور جانے لگا۔ وہ اس وقت تک بہت دور جا چکا تھا جب تک کہ بہت سے لوگ بندوقوں کے ساتھ اس کے گھر کو گھیرتے۔ انہوں نے اس کے گھر کو نشانے پر لیا اور گولیوں سے فائر کرنا شروع کر دیا۔ ایک کاروباری شخص نے اس کو مارنے کا کنٹریکٹ دیا تھا۔

ایک اور موقع پر، گیبریل اور اس کے ساتھی جہاز پر چوکو کے اوپر سے سفر کر رہے تھے کہ اچانک انجن میں آگ لگ گئی، اور جہاز ایمرجنسی لینڈ کرنا پڑا۔ جب پائلٹ نے انجن چیک کیا تو پتا چلا کہ سب کو مارنے کی کوشش کی گئی ہے، ان کا پلان تھا کہ ہوا کے درمیان میں جہاز کو تباہ کر دیا جائے گا۔

گلی کے بچوں کیلئے گھر

وقت کے ساتھ فادر گیبریل نے، جو کہ پاسٹر کی حیثیت سے جانا جاتا تھا، 37 سال کی عمر میڈیلین پہنچا۔ جہاں پر گلیوں میں رہنے والے بچوں کا گروپ شہر کے درمیانی دروازے میں رہتا تھا۔

"میں نے ان کے لئے بہت کام کیا، اور بہت کچھ کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے بستر، کمرے اور کھانے کا انتظام کیا۔

اسی اثناء میں بچے گلیوں میں سو رہے تھے جن کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔"

گیبریل آگے بڑھنے والا اور مثبت سوچ والا انسان تھا۔ وہ ہر ایک سے بات کرتا تھا۔ وہ گلیوں میں رہنے والے بچوں کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔ ان کو کھانا، کمبل اور کپڑے دیتا تھا۔ جب وہ بیمار ہوتے تو ان کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتا۔

اب اس کے ذہن میں خیال آیا کہ وہ ایک فاؤنڈیشن بنائے جو گلیوں میں رہنے والے بچوں کے لئے کام کرے۔ فاؤنڈیشن کا نام ہوگیرز کلیریٹ (کلیریٹ ہوم) کلیریٹین کے حکم سے رکھا گیا۔

گیبریل اور ایک فرنچ پاسٹر نے ملکر میڈی لین میں ایک بلڈنگ خریدی۔ اس کو انہوں نے گلیوں میں رہنے والے بچوں کے لئے کھولا تھا۔ بچوں کے ساتھ ملکر انہوں نے بلڈنگ کو تیار کیا اور ہوگیرز کلیریٹ کا پہلا سنٹر بنایا۔

یہ ایک سادہ خیال تھا: کہ ڈاکٹر، سائیکالوجسٹ اور معاشرتی کام کرنے والے بچوں کے ساتھ ملکر ان کے روزمرہ کے مشاغل میں حصہ لیں۔ بچوں کو تعلیم اور تھراپی کی سہولت بھی دی جاتی تھی۔ ان بچوں کے گھر والوں کو شامل ہونے دعوت دی جاتی تھی جو یتیم نہیں تھے۔

بغیر تنخواہ کے کام

جلد ہی گیبریل کے پاس 150 بچوں اور جوانوں کی لسٹ آگئی جو اس سنٹر میں شامل ہونا چاہتے تھے۔ اتوار کو گھر والوں، ہمسائیوں اور جو بھی اس تنظیم سے وابستہ تھے ان کو سنٹر میں دعوت دی گئی۔ سب نے ملکر کھانا، صابن، شیمپو، کاغذ، کپڑے، تولیے اور دوسری چیزیں اکٹھی کیں۔ پہلے 6 سالوں میں، جس نے بھی کام کیا بغیر معاوضے کے کیا۔

"میری سوچ ہمیشہ یہی رہی ہے کہ جو مسائل سوسائٹی کی وجہ سے پیدا ہوں ان کا حل بھی ان کو ہی نکالنا چاہیئے۔ ہم جس ماحول میں زندگی گزار رہے ہیں وہاں پر سب کا یہی طریقہ کار ہے کہ دوسروں کے پیسوں سے چیزیں لی جائیں۔ یہ بچے اس مسئلے کا شکار ہیں۔ ہم ان کو مخالف پڑھا سکتے ہیں۔

گیبریل ان لڑکوں کے ساتھ ہے جن کو ہوگیرز کلیریٹ میں بھیجا گیا تھا۔
یہاں پر سکاؤٹس میں بھرتی ہوتی ہے اور گھوڑوں کے ساتھ تھراپی بھی کی جاتی ہے۔

TEXTO: ERIKHALKJAER FOTO:JESPERKLEMEDSSON

TEXTO: ERIK HALKJAER FOTO: JESPER KLEMEDSSON

تصویر میں کیون، درمیان میں ہے گیبریل کو سنتے ہوئے جب وہ ہوگیرز کلیریٹ میں آئے

گلیوں سے سکاؤٹ بننے تک

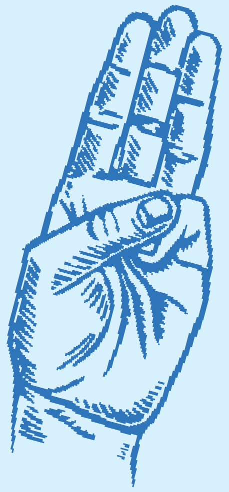

کیون جب ہوگیرز دکلیریٹ میں پہنچا تو وہ اپنی ساری زندگی گلیوں میں گزار چکا تھا۔ اس نے زندہ رہنے کیلئے کچرا اور ایسی چیزیں بیچتا تھا جو دوبارہ قابل استعمال ہوسکتی تھیں۔ وہ منشیات کا عادی تھا اور اکثر اوقات لڑنے بھی جاتا تھا۔

ایک دفعہ جب اس کے پاس پیسے نہیں تھے، وہ چرچ گیا۔ پاسٹر نے کہا کہ وہ اس کی مدد نہیں کرے گا۔ لیکن وہاں موجود ایک عورت نے کیون کی بات سن لی اور اس کو اس شرط پر پیسے دیئے کہ وہ وعدہ کرے کہ پولیس کے پاس جائے گا اور اس نے ایسا ہی کیا۔ پولیس والے اس کو ہوگیرز کلیریٹ میڈلین میں لے گئے۔

کیون کہتا ہے کہ "پہلے پہل میں یہ ہی سوچتا تھا کہ یہاں سے کیسے نکلوں گا۔ یہ بہت مشکل تھا کہ ہم سب سکاؤٹس بنے اور بہت سے قواعد کو اپنائیں، لیکن کچھ ہفتوں بعد میں نے سوچا کہ یہ ٹھیک ہے۔ ہمیں سیکھنے کیلئے بہت مل رہا ہے جو ہماری زندگی کیلئے بہت کارآمد ہے۔"

سکاؤٹس کے درمیان زندگی سے کیون کو اپنی زندگی بہتر بنانے میں بہت مدد ملی۔ پہلی دفعہ اس کے اپنے مستقبل کا خیال آیا۔ وہ بیکنگ سیکھنا چاہتا تھا، لیکن حقیقت میں وہ ایک فٹبالر بننا چاہتا تھا۔

ایک دوسرے کی مدد کرنا

10 سال پہلے، کیون اور اس کا بڑا بھائی شہر کے بیرونی طرف اکیلے رہتے تھے۔ ان کے والدین فوت ہوچکے تھے۔

"ہم زندہ رہنے کیلئے چوری کرتے تھے۔ ایک دن ایک گوریلا جنگجو جو ہمارے گاؤں کا انچارج تھا ہمارے گھر آیا۔ اس نے کہا کہ چوری کرنے کی اجازت نہیں ہے اور اس نے میرے سامنے میرے بڑے بھائی کو مار دیا۔"

اس وقت سے، کیون اکیلا رہ گیا تھا۔ اس کی زندگی میں پہلی مرتبہ، ہوگیرز کلیریٹ میں سکاؤٹس نے اس کو ساتھی اور دوست دیئے جو اس کی عزت کرتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔

ایک سکاؤٹس ہونے کی حیثیت سے وہ یہ ذمہ داری لیتے تھے، کہ ایک اچھا رہنما بن سکے اور رحمدلی دکھا سکیں۔ وہ اپنے آپ کو ایک نئی دنیا میں دیکھتے تھے اور اس بات سے واقف ہوتے تھے کہ وہ دوسروں کے مدد کے ساتھ اپنے لئے کیا کر سکتے ہیں۔

گیبریل کا باپ بھی بچوں کی طرح سکاؤٹس میں شامل تھا۔ وہ سکاؤٹ تحریک کے طریقوں کی عزت کرتا تھا اور تھراپی کا حصہ بن کر جو بچوں اور جوانوں کی جو ہوگیرز کلیریٹ میں تھے۔

کیون نئے ہیرء سٹائل کو متعارف کروا رہا ہے۔ ایک شخص جو پہلے ہوگیرز کلیریٹ میں رہ کر مدد حاصل کر چکا تھا وہ ہفتے میں ایک دفعہ وہاں آتا تھا اور جو بال کٹوانا چاہتا تھا اس کے بال کاٹتا اور جو سیکھنا چاہتے تھے ان کو سکھاتا تھا۔

گیبریل کہتا ہے کہ "ہمارے جولین سنٹر میں بالغ لوگ اپنے مستقبل کے خواب دیکھتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ بالغ جرام پیشہ افراد کے لئے یہ کسی بھی وقت بدل سکتا ہے۔

گیبریل ہوگیرز کلیریٹ میڈلین میں گلے مل کر سب کا استقبال کرتا ہے وہ سب بچوں کے ساتھ بات کرتا ہے اور ان کو اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ ان کا خیال رکھا جاتا ہے۔

اچھی اقدار کے متعلق، رحم دلی کے متعلق، سچائی کے ساتھ، دوسروں کو جانچنے کے بجائے احترام کے ساتھ اپنی ذمہ داری کو قبول کرنا ہے۔ گیبریل کہتا ہے کہ "یہ سختی سے منع ہے کہ بچوں کو گالی دی جائے، سزا دی جائے یا جسمانی طور پر مارا جائے۔"

گیبریل بہت جلد اس قابل ہوجائے گا میڈی لین میں نئے سنٹر بنائے، اور دوسرے شہروں اور قصبوں میں بھی۔ کولمبیا کی معاشرتی خدمات نے اس کو مدد کی طرف راغب کیا۔ ملک میں جنگ کی حالت اور کوکین کی تجارت کی وجہ سے بہت سے بچے منشیات اور جرائم کا شکار ہو رہے تھے۔

سکاؤٹس اور طبی امداد

گیبریل کا سنٹر بہت کامیاب اور مشہور تھا۔ ہوگیرز کلیریٹ کولمبین سکاؤٹ تحریک کا ممبر بننے سے سنٹر میں موجود تمام بچے سکاؤٹس بن گئے۔

گیبریل نے بہت سا کام کیا۔ اس کے ایک سفر میں، اس نے یوگا اور مراقبہ کو سیکھا۔ اس نے محسوس کیا کہ اس سے اس کو مدد ملی ہے اس دن سے اس نے روزانہ یوگا اور مراقبے کو معمول بنا لیا۔ یہ سب مشاغل ہوگیرز کلیریٹ میں بھی متعارف کروائے گئے۔

"جب پہلی دفعہ میں نے مراقبہ کیا، میری ساری ذہنی درد دور ہوگئی اور میں اپنے آپ میں بہت سکون محسوس کر رہا تھا۔ کچھ بچوں کو ہم ملے جو اس ذہنی درد میں مبتلا تھے، بہت غصے اور تشدد کی وجہ سے۔ میں نے سوچا اگر اس سے مجھے فائدہ پہنچا ہے تو ان کو بھی مدد ملے گی۔ اب مراقبہ اور سکاؤٹ تحریک بچوں کے ساتھ ملکر پرامن معاشرے کو بنانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔"

مستقبل کے بارے میں خواب

کولمبیا سوشل سروسز ہوگیرز کلیریٹ کو پیسے دیتی ہے کہ وہ اور سنٹر بنائے، صرف گلیوں میں رہنے والے بچوں کے لئے ہی نہیں۔ ساتھ ساتھ جووینائل سنٹر بھی چلائے، سابقہ فوجی بچوں کے سنٹر اور ان جوان لوگوں کیلئے جو اس پروگرام کے ذریعے یونیورسٹی جانا چاہتے ہیں۔

بہت سے جوان لوگ اور نوجوانوں کے راہنما جوان سنٹرز کے لئے کام کرتے ہیں ان کو ایک دفعہ بچے کی حیثیت سے ہوگیرز کلیریٹ میں آنا چاہئے۔ ان میں سے ایک شروع میں گیبریل کو مارنا چاہتا تھا۔ کیونکہ چوکو میں گیبریل پر کاروباری حضرات کو غصہ تھا، اس شہر میں بہت سے مسائل اور جرائم پیشہ افراد تھے۔

"ہم نے ایک خاتون اور اس کے دو بچوں کے گھر دورہ کیا جو کہ منشیات کی عادی تھی۔ اچانک ہی ایک بچہ بندوق کے ساتھ سامنے آگیا۔ اس نے ہم پر حملہ کیا اور کار میں بند کر دیا۔ کچھ دیر بعد وہ مجھے ڈھونڈ کر میرے پاس آیا اور مجھ سے معافی مانگی۔ اب وہ میرے لئے کام کرتا ہے۔"

گیبریل بھی ان کا نشانہ بن چکا تھا کیونکہ منشیات فروش یہ سمجھتا تھا کہ وہ ہمارے سب سے اچھے منشیات فروش کو گینگ سے دور لے جائے گا۔

گیبریل کہتا ہے "اس ملک کی سب سے بڑی ناکامی اس کے قیدی ہیں۔ وہ اپنے لوگوں کو بند کر دیتے ہیں اور مستقبل کی کوئی امید نہیں دیتے۔ ہمارے جووینائل سنٹر میں، جوان لوگوں کو مستقبل کے خواب دکھائے جاتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ کسی جگہ پر مکمل طور پر حراستی سنٹر کو جوان قیدیوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔"

گیبریل نے اپنے اپنے سفر میں یوگا اور مراقبے کے بارے میں سیکھا۔ اس نے محسوس کیا کہ یہ تھکاوٹ دور کرنے میں مدد دیتا ہے، تب سے ہوگیرز کلیریٹ سینٹر میں تمام بچے ہر روز باقاعدگی سے یوگا اور مراقبہ کرتے ہیں۔

گھوڑوں کیلئے بندوقوں کی تبدیلی

کچھ مہینے پہلے 15 سالہ ایڈر، اپنے ہاتھ میں بندوق لئے رہتا تھا۔ وہ میڈلین میں ایسے گینگ کا حصہ تھا جو لوگوں کو ڈراتا تھا اور پیسوں کے بدلے لوگوں کا قتل کرواتا تھا اب وہ بے یارومددگار ڈرا ہوا گھوڑے کے سامنے کھڑا ہے۔

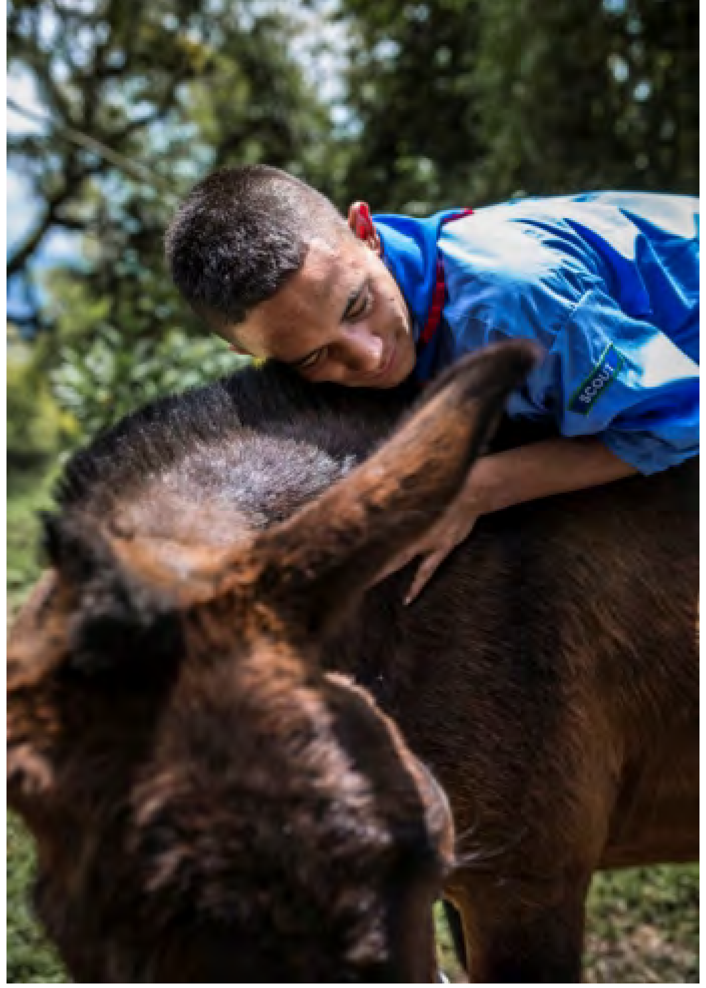

ایڈر بندوق کے ساتھ اس گروہ کا ممبر تھا۔ لیکن اب وہ ہوگیرز کلیریٹ میں گراؤنڈ میں گھوڑے کے ساتھ ہے۔

ہوگیرز کلیریٹ میں تھراپی کا حصہ بننے پر، بچوں کو گھوڑوں کے ساتھ کام کرنا پڑتا ہے۔ ایڈر نے پہلے ایک دفعہ گھڑسواری کی ہوئی تھی، لیکن اب اس کو گھوڑے کے ساتھ ملنا تھا اور پیار سے نیچے بٹھانا تھا۔

"میں سمجھا یہ بہت زور سے ٹانگ مارے گا۔ میں کیا کروں گا؟ ایڈر نے دوسرے سے پوچھا۔

ایک لڑکا جس نے پہلے یہ کیا ہوا تھا اس کو دکھاتا ہے۔ وہ آرام سے اس کی گدھی اتارتا ہے تو گھوڑا بیٹھ جاتا ہے۔ وہ گھوڑے کے معدے کے اوپر بیٹھ جاتا ہے اور وہ جذبات کے ساتھ بیٹھتا ہے۔

ایڈر اپنا سر ہلاتا ہے اور مسکراتا ہے۔ پھر وہ گھوڑے کے پاس جانے کی کوشش کرتا ہے۔ گھوڑا اس پر رضامند نہیں ہوتا، وہ دور جانے کی کوشش کرتا ہے، اور غصہ دکھاتا ہے۔

گھوڑوں سے گلے ملنا

کچھ دیر بعد، ایڈر گھوڑے کے پاس آنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ وہ جانور کی گرمی کو محسوس کرتا ہے اور آرام سے تھپتھپاتا ہے۔ وہ گھوڑے کو گلے لگاتا ہے اور جانور کوئی ردعمل نہیں دکھاتا۔ یہ بہت اچھا محسوس ہوتا ہے۔ پھر وہ کچھ دیر ایسے ہی کھڑے رہتے ہیں۔

دوسرے لڑکے کی مدد سے، ایڈر بالآخر گھوڑے کو بیٹھانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ وہ گھوڑے پر بیٹھنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن جلد ہی جانور دوبارہ کھڑا ہو جاتا ہے۔

ایڈر کہتا ہے کہ "یہ تھوڑا خوفناک تھا، لیکن اس نے مجھے تھوڑا اعتماد دیا۔ اس سے مجھے محسوس ہوا کہ ہمارے درمیان ایک معاہدے کی ضرورت ہے۔ گھوڑا میری مدد کرنا چاہتا تھا میں مطمئن ہو گیا۔ اور اس نے گھوڑے کو بھی مطمئن کر دیا۔

ایک گھر کی طرح

ہوگیرز کلیریٹ گھوڑوں کی تھراپی اس لئے کرتے ہیں کہ ان لوگوں کی مدد کی جا سکے جن کو گھریلو مسائل ہیں۔ گھوڑے کو گھر کے فرد کی عزت دی جاتی ہے۔ یہ کوئی سوال و جواب نہیں کرتا۔ یہ صرف سنتا ہے اور مدد کرتا ہے۔ گھوڑوں کے قریب ہونے سے اور ان کے ساتھ مل کر کام کرنے سے ایک رشتے کی طرح اپنے والدین سے مسائل پر بات کرتے ہیں۔

گھوڑوں کی تھراپی کا خیال گیبریل کو اس وقت آیا جب وہ اپنے ایک دوست سے ملا جو سپین میں یہ کام کرتا تھا۔ ہوگیرز کلیریٹ میں اب کولمبیا کی مختلف جگہوں پر قیمتی گھوڑے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جانوروں کے ذریعے تھراپی، جواب لوگ بھی شامل ہو رہے ہیں، گھوڑوں کے پیچھے، ان کی حفاظت، خوراک اور صفائی اور ساتھ ورزش میں بھی۔

ہوگیرز کلیریٹ کے جوانوں کے سنٹر لا لیبریٹڈ جو میڈلین کے باہر ہے وہاں پر بہت سے طریقوں میں سے ایک طریقہ گھوڑوں کی تھراپی کا ہے جس کی مدد سے جوان لوگوں کو اپنے آپ میں بہتری لانے میں مدد ملتی ہے۔

TEXTO: ERIK HALKJAER FOTO: JESPER KLEMEDSSON

گولیاں ہوا میں شور کرتی تھیں۔ فوجی چلا رہے تھے اور مارلونز کے دوست بھاگ رہے تھے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اسکو فوجی مار دے گا۔ وہ سوچتا تھا کہ بھاگنا اس کے لئے بہتر ہے۔ اس نے پھر دوبارہ سوچا، اگر وہ اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دے، جہاں تک اس کا تعلق ہے جنگ ختم ہو جائے گی۔ اس کے پاس کھونے کیلئے کچھ بھی نہیں تھا۔

چالاکی سے فوجی بنانا

ایک دن دو آدمی مارلون کے گھر آئے اور دروازے پر دستک دی۔ اس کی ماں گھر پر نہیں تھی۔ وہ شہر کے بیرونی طرف کام کرتی تھی۔ مارلونز کی چھوٹی بہنیں صوفیہ اور رسانہ سکول میں تھیں۔

" کیا تم مارلون ہو؟ آدمی نے پوچھا۔

"جی ہاں،" مارلون نے کہا۔ "ہم نے سنا ہے کہ تم نوکری کی تلاش میں ہو۔ اس آدمی نے کہا، کیا یہ درست ہے؟ کہ تم کچھ پیسے کما کر اپنی ماں کی مدد کرنا چاہتے ہو۔" مارلون نے جواب دیا ہاں یہ درست ہے۔"

اس آدمی نے کہا کہ تمہارے لئے ہمارے پاس نوکری ہے۔

آدمی نے کہا" تم 2 ڈالر ابھی حاصل کر سکتے ہو اور بعد میں زیادہ کما سکتے ہو منظور ہے۔"

مارلون ہچکچایا۔ 2 ڈالر سے 1.5 کلو چاول خریدے جا سکتے تھے اور یہ بہت زیادہ کھانا تھا۔

آدمی نے کہاں" کہ تم کو ہتھیار بھی ملیں گے۔" پہاڑوں کے اوپر

جب وہ چھوٹا تھا تو مارلون کے باپ کو مار دیا گیا تھا۔ اس کے انکل کا ایک نیم فوجی گروپ تھا: مرد اور عورتیں گورنمنٹ کیلئے گوریلا جنگجو کے خلاف لڑتے تھے۔ بعض اوقات وہ ملٹری کی مدد بھی کرتے تھے۔

کوئی نہیں جانتا تھا کہ کون یہاں رہتا ہے

مارلون سینٹر کے گیٹ کے آگے کھڑے ہو کر دیکھتا ہے وہاں پر کوئی نشاندہی نہیں تھی کے گیٹ کے پیچھے کیا ہے: یہ سابقہ فوجی بچوں کا سنٹر تھا۔ یہ بچوں کی حفاظت کیلئے تھا۔

مارلون ہمیشہ خواہش کرتا تھا کہ اس کے پاس ہتھیار ہو۔ اور وہ موٹر سائیکل لینا چاہتا تھا۔ ذرا تصور کریں کہ اسے ایسی نوکری ملی جس میں پیسے کمانے کے ساتھ ساتھ اس کو ہتھیار بھی مل گیا۔ اس نے ان کو ہاں کر دی وہ ان کی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ وہ اس کو شہر سے باہر بیرونی طرف پہاڑوں پر لے گئے۔ جب وہ پہنچے، وہ ایک ملٹری میں تھے، ہر ایک نے الگ الگ وردیاں اور الگ الگ قسم کے ہتھیار پکڑے ہوئے تھے۔ اور ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ سب چھپے ہوئے ہیں۔ ملٹری ایسا کبھی نہیں کرتی۔

مارلون جلد ہی حقیقت جان گیا کہ یہ مسلحہ گروپ کے ممبر ہیں۔ ان میں سے بہت سے ممبر مارلون کے انکل کی طرح نیم فوجی تھے۔ بہت سال پہلے ان کو گورنمنٹ کی طرف سے پیسے دے کر ان کے ہاتھوں میں ہتھیار دیئے گئے، تاکہ ان کو نیم فوجی بنایا جا سکے۔

یہ نیم فوجی کہتے تھے کہ ہم لوگوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن اگر لوگ ان کو حفاظت کرنے کے پیسے نہیں دیں گے تو ان کو مارا جائے گا یا قتل بھی کر دیا جائے گا۔ حقیقت میں وہ لوگ جرائم پیشہ تھے۔

فوجی بچہ بن گیا

مارلون کو وردی اور جوتوں کے ساتھ، ایک بندوق اور پستول دیا گیا۔ آدمی نے اس کو سکھایا کہ کس طرح گولی چلاتے ہیں اور کس طرح جنگل میں اپنے آپ کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ آدمی اس کے لئے کھانا لایا اور کہا کہ پیسے بعد میں دیئے جائیں گے۔

ایک مہینے کے بعد، مارلون نے چھ آدمیوں کے ساتھ مل کر گشت شروع کیا۔

کولمبیا کے فوجی بچے

2016ء کولمبیا کی گورنمنٹ اور ملک کے بڑے گوریلا گروپ کے درمیان امن کا معاہدہ ہوا۔اس سے پہلے ان کے درمیان ایک دوسرے کے خلاف 60 سال تک جنگ رہی۔تقریباً 60 لاکھ لوگوں کو زبردستی کولمبیا سے اپنے گھر چھوڑ کر جانا پڑا۔اور 2 لاکھ سے زائد لوگ مارے گئے۔

جنگ کس طرح شروع ہوئی

جنگ کا آغاز ایسے ہوا کہ گوریلا جنگجو یہ سمجھتے تھے کہ گورنمنٹ ان کے ساتھ ناانصافی کر رہی ہے۔غریب لوگوں کے پاس فصل اگانے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے،اور ان کے پاس وہ نوکریاں تھی جس میں ان کو تنخواہ بہت تھوڑی دی جاتی تھی۔وہاں پر کوئی طبی سہولت نہیں تھی اور نہ کوئی سکول جا سکتا تھا۔

پھر دوسرے ملکوں کے لوگوں نے کولمبیا سے کوکین خریدنا شروع کر دی۔بہت سے کولمبین نے زمین حاصل کرنے کیلئے ہتھیار اٹھا لئے تاکہ زمین حاصل کر کے کوکا کے پتے اگا سکیں۔گوریلا جنگجوؤں نے بھی ایسا ہی کیا۔

بچوں کی فوج میں بھری پر پابندی

کولمبیا میں بہت سے امیر لوگوں نے یہ سوچا کہ گورنمنٹ ان گوریلا جنگجوؤں سے مقابلے کے لئے ٹھیک کام نہیں کر رہی ہے۔تو انہوں نے سابقہ فوجیوں، پولیس اور جرائم پیشہ افراد کو پیسے دے کر نیم فوجی دستے بنائے۔وہ گوریلا جنگجوؤں کے خلاف لڑتے تھے،لیکن جو گورنمنٹ کہتی تھی وہ نہیں کرتے تھے۔نیم فوجی دستوں سے ہتھیار لے لئے گئے،لیکن ان میں سے کچھ جرائم پیشہ افراد کے گینگ میں شامل ہو گئے۔

استقبالیہ سنٹر میں فوجی بچوں کے لئے رہنے کی پہلی جگہ تھی ، جہاں پر ان کو ان کے حقوق کے متعلق معلومات دی گئیں۔ان کو شناختی کارڈ دیئے گئے تاکہ وہ سکول جا سکیں۔کچھ مہینوں بعد ان کو حفاظتی سنٹر میں منتقل کر دیا گیا، وہ وہاں تب تک رہیں گے جب تک کہ وہ واپس گھر جانے کیلئے تیار نہ ہو جائیں ۔جن بچوں کا کوئی گھر نہیں واپس جانے کیلئے تو وہ جب تک 18 سال کے نہ ہو جائیں وہ اسی سنٹر میں رہ سکتے تھے۔

فادر گیبریل اور ہوگیرز کلیریٹ نے سابقہ فوجی بچوں کے لئے بہت سے استقبالیہ سنٹر اور حفاظتی سنٹر بنائے۔

سب کے پاس کرنے کیلئے مختلف کام تھے۔مارلون کو اپنے ساتھ بہت سا سامان اور ہتھیار اٹھانا پڑتے تھے۔

گشت کرنے والے نے یہ کام سونپا تھا کہ ایک مخصوص علاقہ میں جنگجو گوریلا کو تلاش کیا جائے ۔ بہت ہفتوں کے بعد، انہوں نے ایک شام ایک کیمپ بنایا، ملٹری وہاں آ گئی ۔ مارلون بہت تھکا ہوا تھا، وہ ایک درخت کے پیچھے سو گیا۔ وہ گولیوں کی آواز سن کر اٹھ گیا۔اس کے دوست چلا رہے تھے۔ان میں ایک مر کر زمین پر گرا ہوا تھا۔

یہ پہلا موقع تھا کہ مارلون بندوقوں کی لڑائی میں شامل تھا ۔ اس نے درخت کے چاروں طرف نظر دوڑائی تو اس نے دیکھا کہ ایک فوجی جھاڑیوں کے پیچھے ہے ۔ اس نے نشانہ لگایا اور گولی چلا دی ۔ گولیاں درخت پر جا کر لگی جہاں وہ بیٹھا تھا ، اور مارلون نے اپنے آپ کو زمین پر گرا لیا ۔ جب اس نے اوپر دیکھا ، فوجی جس نے اس نے مارا تھا وہ جا چکا تھا۔

مارلون کے کچھ دوستوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ مارلون نے پہلے سوچا کہ مجھے ان کے ساتھ بھاگ جانا چاہئے ۔لیکن اس نے پھر دوبارہ سوچا۔اس نے کوئی پیسے نہیں کمائے ۔ بلکہ اس آدمی نے اسے پھنسایا ہے مارلون چلایا" میں اپنے آپ کو آپ کے حوالے کرتا ہوں،"اس نے اپنے ہتھیار پھینک دیئے۔وہ اپنے ہاتھ اپنے سر پر رکھتے ہوئے درخت کے پیچھے سے باہر آ گیا۔فوجی جلدی سے اس کے پاس پہنچا۔وہ دیکھ سکتے تھے کہ میں ایک بچہ تھا۔فوجی نے پوچھا" تمہاری عمر کیا ہے؟"

مارلون نے جواب دیا" 15 سال سر، "تم بہت چھوٹے ہو کہ تم کو قیدی بنایا جائے۔تم ہمارے ساتھ چلو اور ہم کسی ایسے کو بلاتے ہیں جو تمہاری دیکھ بھال کر سکے۔"

وہاں پر 2 لوگ جنگل میں زمین پر مرے پڑے تھے ۔ان میں سے ایک مارلون کا دوست تھا۔اور دوسرا ایک فوجی تھا۔ مارلون نے خیال کیا کہ اگر وہ فوجی ہوتا تو مارا جاتا۔

فادر گیبریل کا سنٹر

کسی بھی مسلح گروپ کا ممبر ہونا کولمبیا کے قانون کے خلاف تھا۔اگر آپ بالغ ہیں ، تو آپ کو قیدی بنایا جائے گا۔اور اگر آپ 18 سال سے کم عمر کے ہیں تو آپ کی حفاظت سماجی خدمات والے کریں گے۔

ملٹری بیس پر فوجیوں نے مارلون کی تصویریں لی۔وہ اس سے تفتیش نہیں کر رہے تھے،لیکن وہ اس سے اس کے گھر والوں کے متعلق سوال کر رہے تھے، کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور وہ اس فوجی دستے میں کیوں شامل ہوا۔

اگلے دن ، ایک عورت جو سماجی خدمت کا کام کرتی تھی آئی۔سب سے پہلے اس نے پوچھا کہ ملٹری نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے۔

مارلون نے کہا" جی ہاں وہ بہت مہربان تھے،"

امن کب ہوگا؟

کولمبیا میں امن کو قائم رکھنے کیلئے استقبالیہ سنٹر میں مارلون کے دوست کیا سوچتے تھے؟

جیسس، 17 سال

"میں سوچتا تھا کہ امن بالکل ہی ختم ہو گیا ہے ۔پہلے میں نہیں جانتا تھا کہ کون کس گروپ کے ساتھ لڑ رہا ہے،لیکن اب میرے دوست ہیں جو نیم فوجی دستے میں ہیں۔تو اب ہر چیز ممکن ہے۔"

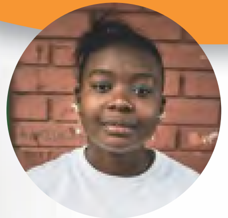

لیڈی، 17 سال

"ماضی میں امن کی بات پر کوئی کام نہیں ہوا۔ امن کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ تمام مسلحہ افراد اپنے ہتھیار پھینک دیں ۔ آپ کو ان مسائل کو حل کرنا چاہئے جو جنگ کی وجہ بنتے ہیں۔"

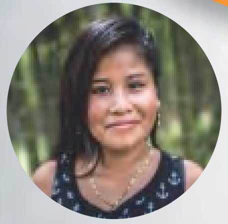

انگریڈ، 15 سال

"میں امید کرتی ہوں کے یہاں امن قائم رہے ۔ جنگ کے بغیر، صرف اپنے گاؤں میں ہی نہیں بلکہ پورے ملک میں ہمیں موقع ملے کہ ہم اچھی زندگی گزار سکیں۔"

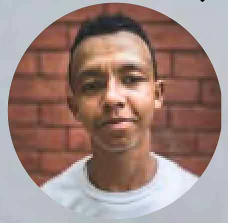

لوئس، 17 سال

" کولمبیا میں امن کو قائم کرنے کیلئے تمام مسلحہ گروپس کو آپس میں معاہدہ کرنا چاہئے ۔ میں ایسا نہیں سوچتا کہ جو شخص لڑائی میں شامل ہے وہ سزا سے بچ جائے گا۔لیکن میں امید کرتا ہوں کہ یہاں امن ہوگا۔ یہ سب جو ہم چاہتے ہیں۔"

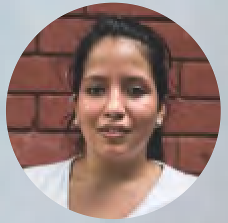

ڈیانا، 17 سال

"مسئلہ یہ ہے کہ منشیات کی سمگلنگ جاری ہے جس پر لوگ قابو پانا چاہتے ہیں۔اسی وجہ سے جنگ ختم نہیں ہوتی ہے۔ یہاں پر لوگوں کو ہر حال میں کوکین چاہئے ۔ اور جیسے جیسے لوگ غریب ہو رہے ہیں ، پھر غریب لوگ کوشش کرتے ہیں اور اچھی زندگی کا مطالبہ کرتے ہیں ۔ حقیقی امن قائم کرنے کیلئے ہمیں ان چیزوں پر بات کرنا پڑے گی۔"

پھر مارلون نے اپنے گھر والوں کے بارے میں بتایا کہ وہ کہاں سے آیا تھا۔اس عورت نے کہا کہ وہ اس کے گھر والوں سے رابطہ کرے گی ، لیکن کیونکہ تم ابھی بچے ہو تو تم کو سابقہ فوجی بچوں کے استقبالیہ سنٹر میں رہنا پڑے گا۔وہاں سنٹر میں وہ ماہر نفسیات سے مل سکے گا، اور سکول جا کر اپنے حقوق کے بارے میں جان سکے گا۔ مارلون امید کرتا تھا کہ وہ میڈیلین کے سنٹر میں جائے ۔ وہ اس کے گھر کے قریب تھا۔بجائے اس کے وہ کیلی میں جائے ۔اس سماجی خدمت کرنے والے عورت نے کہا وہاں پر فوجی بچوں کیلئے بہت اچھا سنٹر ہے۔

عورت نے کہا کہ "اس کو ایک گیبریل نامی پاسٹر چلا رہا ہے۔ وہاں پر بہت سارے لوگ جو بخوبی اپنے کام کر رہے ہیں ۔اور وہاں پر تم جیسے اور بہت سارے بچے ہیں۔اگر چیزیں اسی طرح اچھی رہیں تو جلد ہی تم اس قابل ہو جاؤ گے کہ تم کو شہر کے بیرونی طرف دوسرے سنٹر میں بھیج دیا جائے ،تاکہ تم اپنا سکول ختم کر سکو،"

بغیر وردی کے سکاؤٹ

سنٹر کیلی کے پاس پہاڑی پر تھا جو کہ رہائشی علاقہ سے زیادہ خوبصورت تھا۔اس میں ایسی کوئی نشاند ہی نہیں تھی کہ وہ ہوگیرز کلیریٹ سے ملتا ہو۔لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے وہاں رہتے تھے۔ وہ دنیا کے مختلف حصوں سے آئے تھے۔ان میں سے کچھ گوریلا جنگجو تھے۔اور کچھی نیم فوجے دستے کے ممبر تھے۔

مارلون نے 3 اور لڑکوں کے ساتھ مل کر کمرہ لیا ۔ ان میں سے 2 گوریلا جنگجو تھے ۔ مارلون یہ سوچ رہا تھا کہ کچھ ہفتے پہلے وہ کس طرح ایک دوسرے کو جنگل میں گولیاں مار رہے تھے۔

تمام جوان لوگوں کو گشت کرنے والے دستے میں الگ الگ کر دیا۔ مارلون نے سکاؤٹ کا حلف لیا۔لیکن ان کو وردیاں نہیں ملی۔ سنٹر میں موجود سٹاف نے کہا کہ ان کے پاس وردیاں کم ہیں ۔ ان کے پاس صرف فوجی بچوں کے لئے وردیاں ہیں۔

مارلون کے دستے میں دوسرے لڑکوں نے مارلون کے حق میں ووٹ دیا جب وہ اس دستے کا راہنما چن رہے تھے۔

سنٹر میں موجود تمام بچے مختلف گروپس کے فوجی بچے تھے۔ کچھ مہینے پہلے وہ ایک دوسرے کو مارنے کیلئے تیار تھے لیکن اب دوست ہیں۔

مارلون کی قیمتی چیزیں

مارلون کے بیڈ کے نیچے ایک پلاسٹک کا باکس ہے جس میں اس کی تمام چیزیں ہیں۔ اس میں صابن، شیمپو، سپرے اور پلاسٹک کی جوتی ہے۔ لیکن ساتھ میں ایک کاپی اور پن بھی ہے۔

مارلون کہتا ہے کہ "اس کو لکھنا اچھا لگتا ہے! اس لئے وہ ڈائری اپنے ساتھ رکھتا ہے۔

وہاں پر ہر روز صبح میٹنگ ہوتی تھی، اور گشت کرنے والوں کو مختلف ہدف حل کرنے لئے دیئے جاتے تھے۔ پھر وہ مراقبہ کرتے۔ بعض اوقات وہ کراٹے بھی کرتے تھے۔ دوپہر کے بعد وہ بس کے ذریعے سکول جاتے جو تھوڑی دور تھا۔ مارلون اس سے بہت لطف اندوز ہوتا تھا۔

وہ کہتا تھا کہ "میں پائلٹ بننا چاہتا ہوں یا ایک ایسا پولیس والا جو جرائم کی تفتیش کرتا ہے۔"

باوردی سکاؤٹ

ایک سابقہ فوجی بچہ ہونے کی حیثیت سے، مارلون اس پروگرام کا حصہ ہے جو سابقہ بچوں کی سوسائٹی بنانے میں مدد کرتا ہے۔ کچھ مہینوں کے بعد ان کو اس سنٹر میں بھیج دیا جاتا ہے جہاں پر وہ کچھ سال رک کر پڑھائی ختم کرتے ہیں۔ ان کے گھر والے وہاں آ کر ان سے مل سکتے ہین۔

"میں اس مدد کا بہت شکر گزار ہوں جو مجھے وہاں پر ملی، لیکن میں اپنے گھر والوں کو بہت یاد کرتا ہوں۔ میں اکثر اپنے آپ کو یہاں بہت اکیلا محسوس کرتا ہوں۔"

گیبریل ہوگیرز کلیریٹ نے فیصلہ کیا کہ جب مارلون نے اپنا سکول ختم کیا۔ کہ اس کو میڈیلین، بگوٹا یا کیلی میں بھیج دیا جائے۔ اور سنٹر میں سب وردی کا استعمال کرتے تھے، لیکن فوجی وردی نہیں، یہ ایک نیلی شرٹ اور نرس کی طرح کی وردی تھی۔

تائی چی کے ساتھ متوازن رہنا

ہفتے میں ایک دفعہ، ٹائم ٹیبل پر تائی چی کے لئے وقت مقرر تھا۔ یہ ایک کراٹے کی طرح تھا جو چائنہ میں تھراپی کے طور پر کیا جاتا ہے۔ مارلون اور اس کے ساتھ دھیان سے اپنے استاد کے احکامات اور محرکات کا جائزہ لیتے تھے۔

استاد کہتا ہے کہ "یہ بہت ضروری ہے کہ دونوں پاؤں کو بالکل سیدھا زمین پر رکھا جائے۔ بالکل درخت کی جڑوں کی طرح۔ جڑوں کے بغیر درخت گر جائے گا۔"

بالکل اسی طرح جب وہ یوگا کرتے ہیں، ان کی سانس گہری ہو جاتی ہیں، بالکل سکون اور خاموشی کے ساتھ۔ اس طرح سانس لینے سے ان کو اپنے جذبات کو قابو رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ وہ بہت سے طریقے سیکھتے ہیں جو ان کے اندرونی معاملات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ استاد بتاتا ہے کہ اگر وہ تائی کی مشق جاری رکھیں گے، وہ اپنے آپ کو قابو اور متوازن رکھنے میں بہتری لا سکتے ہیں۔

ایک دن وہ یہ سب طریقے اور محرکات اس حد تک سیکھ لیتے ہیں کہ بغیر رکے وہ ایک ساتھ سب کرتے ہیں۔ استاد ان کو دکھاتا ہے۔ کہ یہ ایک بہت ہی خوبصورت اور سکون والا رقص ہے۔

مارلون، 15 سال

پسندیدہ کھیل: باسکٹ بال
پسند: باہر گھومنا
ناپسند: اپنا آپ ہونا
جو سب سے بری چیز میرے ساتھ ہوئی: جب میری ماں نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا
سب سے اچھی چیز: میرے گھر والوں نے میری مدد کرنے کا وعدہ کیا
کولمبیا میں امن کے حوالے سے: اگر گوریلا جنگجوؤں کو ہتھیار دیئے جائیں، ہتھیاروں کے ساتھ ان کو اپنی جگہ پر بھیج دیا جائے۔

چھٹی کے وقت، مارلون سکول کے باغ میں کام کرتا ہے، جہاں پر سابقہ فوجی بچے سبزیاں اگاتے ہیں۔

دوست دشمن بنتے ہیں

مارلون نیم فوجی دستے میں فوجی بچہ تھا: جیسس گوریلا میں فوجی بچہ تھا۔ آج کل وہ سابقہ فوجی بچوں کے سنٹر ہوگیرز کلیریٹ میں ایک ساتھ رہتے ہیں اور دوست ہیں۔

مارلون ہر روز دوپہر کے بعد سکول جاتا ہے۔ وہ وہاں لکھتا اور پڑھتا ہے اور وہ حساب میں بہت اچھا ہے۔ کچھ جوان لوگ جو گوریلا جنگجو ہیں مشکل سے سکول تک جاتے ہیں، بعض اوقات وہ جماعت میں مزاحیہ ہو جاتا ہے۔

روز مراقبہ کرنا

مراقبہ کے لئے روز وقت مقرر تھا۔ مارلون اس سے پرسکون محسوس کرتا ہے۔

ڈیانا 2 سال تک گلیوں میں رہی

جب ڈیانا 12 سال کی تھی تو اپنے گھر سے بھاگ گئی تھی ۔وہ سکول کو پسند نہیں کرتی تھی ۔ وہ 2 سال تک بہت ساری لڑائیوں کا حصہ بنی رہی ہے۔

ڈیانا اپنی دادی کے ساتھ بڑی ہوئی ہے۔جس دن اس نے ان کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا، وہ سکوائر میں ایک بڑی لڑکی لورینا سے ملی۔اس نے ڈیانا کو سکول اور پڑھائی کی زندگی کے علاوہ ایک ایسی زندگی کا بتایا جس میں صرف پارٹی اور ڈانس ہوتا ہے۔

اس نئی زندگی کے خیال کو لے کر ڈیانا اپنی نئی دوست کی طرف منتقل ہوگئی۔لورینا کی ماں اس بات کا کوئی خیال نہیں رکھتی تھی کہ وہ کیا کر رہی ہے۔دونوں لڑکیاں مل کر سارا دن منشیات بیچتی تھیں اور اس کے بعد اپنے لئے خریدتیں۔وہ بار میں جاتی اور رقص کرتیں۔وہ بہت مزہ کر رہی تھیں کے پولیس آ گئی۔

پولیس نے پوچھا" تمہاری عمر کیا ہے؟" ڈیانا نے جواب دیا" 17 سال،" پولیس والے آدمی نے کہا" ہمیں تم پر یقین نہیں ہے،" اور اس کو پولیس اسٹیشن لے گیا۔

پولیس والے نے پوچھا" تمہارے والدین کہاں رہتے ہیں؟

ڈیانا نے کہا کہ " میرے والدین نہیں ہیں ۔ میں یتیم ہوں۔"

دوبارہ بھاگ گئی

پولیس نے سماجی خدمت کرنے والی کو بلایا، جو پولیس اسٹیشن آئی ۔ اس نے فیصلہ کیا کہ ڈیانا کو فوسٹر کے گھر رہنا چاہئے۔

نئے گھر کی مالک رحم دل نہ تھی۔وہ ڈیانا کو بند کر دیتی تھی ، اور ڈیانا پولیس کو کوستی رہتی تھی ۔ لیکن ڈیانا پہلے بھی بھاگ چکی تھی، اور ہفتے بعد اس کو پھر ایک موقع مل گیا۔اس نے فوسٹر کے گھر سے کچھ پیسے چرائے اور کھڑکی سے بھاگ گئی۔

ڈیانا اپنے آپ کو بہادر تصور کرتے ہوئے واپس لورینا کے پاس چلی گئی۔انہوں نے زیادہ پیسے چوری کرنے کا فیصلہ کیا۔ڈیانا چور بن چکی تھی۔وہ زیادہ نشہ لینا شروع ہوگئی تھی کہ وہ بہت زیادہ نہ سوچا کرے ۔ یہ اس کے لئے آسان نہیں تھا ، لیکن اس کے لئے زیادہ پیسے چاہئے تھے۔

ڈیانا مسلسل یہ سوچتی تھی کہ پولیس اس کو دوبارہ پکڑ لے گی ۔ پولیس ان پر نظر رکھے ہوئے تھی اور ایک دن انہوں نے لورینا کے فلیٹ پر چھاپا مارا۔وہ چلائے اور انہوں نے لڑکیوں کو کہا کہ زمین پر بیٹھ جائیں۔

دادی نے کہا کہ نہیں

سماجی کام کرنے والی خاتون جو پہلے ڈیانا کی دیکھ بھال کرتی تھی وہ دوبارہ آئی ۔اس نے کہا کہ ڈیانا کو سکول جانا چاہئے ۔ اور منشیات بیچنا غیر قانونی ہے اور بہت خطرناک ہے۔لیکن وہ بہت رحم دل تھی اور اس نے کہا کہ اس کے لئے ایک اور گھر دیکھا ہے۔

نئے گھر والے ایک بہت اچھے گھر میں رہتے تھے۔ڈیانا کو اپنا الگ کمرہ ملا۔اس کے نئے والدین اس کو خریداری کے لئے بازار لے کر گئے ۔انہوں نے اس کی مرضی کے مطابق اس کو کپڑے اور کھلونے لینے کو کہا۔وہاں اس گھر میں اس کے علاوہ 3 اور بچے رہتے تھے ۔ وہ بہت اچھے تھے اور کھانا بھی بہت اچھا تھا۔

ڈیانا اپنے گھر چھوڑنا نہیں چاہتی تھی،لیکن کبھی وہ باہر کے دروازے پر بیٹھ جاتی تھی اور ایسے لوگوں کو گزرتے ہوئے دیکھتی جن کو وہ جانتی تھی ۔ یہ وہ لوگ تھے جو اس سے منشیات خریدتے تھے جب وہ بیچا کرتی تھی۔ پھر اس کے خیال میں مزاحیہ باتیں آتیں۔ پھر وہ ان کے ساتھ آزادی محسوس کرتی اور اپنی مرضی کے مطابق کام کرتی۔

وہ سماجی کام کرنے والی عورت ڈیانا کو پیسے اور چیک بھیجتی تھی کہ ڈیانا اپنے آپ کو یتیم نہ سمجھے۔

وہ ڈیانا کی ماں کو دیکھتی، جو اپنی بیٹی کو گھر واپس لانا چاہتی تھی۔

ڈیانا واپس گھر نہیں جانا چاہتی تھی۔

ڈیانا کہتی ہے کہ " میری ماں کو میری ضرورت نہیں تھی ۔ وہ مجھے مارتی تھی اور زبردستی چھوٹے بچوں کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتی تھی کہ وہ خود باہر جا سکے۔ اس لئے وہ دادی کے ساتھ رہنا پسند کرتی تھی۔"

اس سماجی عورت نے ڈیانا کی دادی سے بھی بات کی ۔" وہ نہیں چاہتی کہ آپ کے ساتھ رہے۔وہ غصہ ہوئیں کہ وہ گھر سے کیوں بھاگی اور سکول بھی نہیں گئی۔"

دارلخلافہ کی طرف

ڈیانا اب اس گھر میں گئی جہاں پر منشیات میں ملوث گلی کے بچے رہتے تھے ۔کوئی بھی حقیقت میں وہاں نہیں رہنا چاہتا تھا ، اور ڈیانا نے وہاں سے بھاگنے کا فیصلہ کیا ۔ اس دفعہ اس نے بوگاٹا کے دارلخلافہ جانے کا فیصلہ کیا جو بس پر 5 گھنٹے کی مسافت پر تھا۔ایک لڑکے نے اس کو ایل برونکس کا بتایا بوگاٹا کے درمیان میں کچھ اضلاع تھے جو جرائم پیشہ افراد سنبھالتے تھے۔

لڑکے نے کہا" تم وہاں جو چاہو کر سکتی ہو وہاں پر ایسی بہت سی پارٹیاں ہیں۔"

باہر گھومنے کے دوران، ڈیانا نے بس سے چھلانگ لگا دی اور بھاگ گئی۔ وہ تب تک بھاگتی رہی جب تک وہ ان سے دور نہیں ہوگئی ۔ اس نے کچھ آدمیوں سے کہا جو موٹر سائیکل اور ٹیکسی چلا رہے تھے کہ اس کو دارلخلافہ تک پہنچا دیں۔وہ ہنسے، انہوں نے کہا" اس کی تم کو قیمت ادا کرنا ہوگی ہم ایسے ہی نہیں چلاتے ہیں۔"

لیکن ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں مدد کرتا ہوں، اس نے ڈیانا کو اس عورت کے گھر تک لفٹ دی، جس نے کہا کہ ڈیانا یہاں رہ سکتی ہیں۔

ڈیانا شروع میں بہت خوش ہوئی، لیکن بعد میں اس کو پتا چلا کہ یہ عورت جسم فروشی کرتی ہے۔وہ چاہتی تھی کہ ڈیانا بھی ایسا ہی کرے۔ڈیانا ڈر گئی، اسے یاد تھا کہ ایک آدمی نے چھری کے زور پر اس کو دھمکایا اور اس کے ساتھ زیادتی کی ۔ وہ چلائی اور اس نے اس عورت کو کہا کہ وہ ایسا نہیں کرنا چاہتی۔

عورت نے کہا " تم یہاں بجائے یہ کام کرنے کے کھانا بنانے اور صفائی کا کام کر سکتی ہو۔"

جب ڈیانا سین گیبریل بوگاٹا کی رہائش ہوگیرز کلیریٹ میں پہنچتی ہے تو سٹاف نے فوری طور پر پہچان لیتا ہے کہ وہ بڑی مصیبت ہے۔
وہ صرف 14 سال کی ہے اور 2 سال سے گلیوں میں رہ رہی ہے۔اس کے پولیس اور سماجی کام کرنے والوں کے ساتھ تجربات بہت منفی رہے ہیں۔لیکن 3 مہینے بعد کچھ بدل گیا۔اب ڈیانا کا مقصد ہے۔کہ وہ اپنی دادی سے ملے اور وکیل بننے کیلئے تعلیم حاصل کرے۔

ڈیانا بہت دفعہ بھاگ چکی ہے اور اس نے 2 سال گلیوں میں رہ کر گزارے ہیں جہاں پر اس کو پولیس نے گرفتار کر کے فادر گیبریل کے استقبالیہ سنٹر ہوگیرز کلیریٹ جو کہ گلیوں میں رہنے والے بچوں کیلئے ہے وہاں پہنچایا۔

TEXTO: ERIK HALKJAER FOTO: JESPER KLEMEDSSON

ڈیانا، 15 سال

بننا چاہتی ہوں: ایک وکیل جو بچوں کا دفاع کرسکوں

اچھی چیز: جب ہمارے ہاں سب گھر والے مل کر کھائیں اور مزے کریں۔

بری چیز: میں اپنے گھر والوں کو یاد کر کے افسردہ ہو جاتی ہوں

یاد آتا ہے: اپنے گھر والوں کے ساتھ رہنا

جو یاد نہیں کرتی: باہر جانا پارٹی کرنا اور منشیات کا استعمال

پسندیدہ میوزک: ریگٹن اور ریپ

متاثر کرتی ہیں: میری دادی اور مائیکل جو کہ ہوگیرز کلیریٹ میں معاون ہیں۔

بھولنا چاہتی تھی

بہت سے اجنبی لوگ اس عورت کے گھر آتے تھے۔ بعض اوقات ڈیانا کو مفت منشیات مل جاتی تھی، لیکن جلد ہی وہ اپنے گھر کو یاد کرنے لگی۔ جب اس نے اپنی دادی کو فون کیا تو رونے لگ گئی۔

دادی نے کہا کہ "اپنا سامان باندھو اور میں تم کو لینے آرہی ہوں۔"

سب چیزوں کے علاوہ، اسکے اندر کچھ ایسا تھا کہ ڈیانا بہت خوش تھی کہ وہ بوگاٹا نہیں جاسکی۔ لیکن دادی کے گھر میں پابندی شروع ہوگئی۔

"تم کو لازمی سکول جانا چاہیئے۔ تم باہر نہیں جاسکتی۔ تم کو منشیات چھوڑنا ہونگی۔"

ڈیانا سوچتی تھی کہ اس لڑکے نے اس کو ایل برونکس بوگوٹا کے بارے میں ٹھیک بتایا تھا۔ وہ محسوس کرتی تھی کہ وہ سب وہاں حاصل کرلے گی۔ اس نے لورینا کو تلاش کیا اور انہوں نے مل کر سفر کرنے کا فیصلہ کیا۔

ان کو بار میں ایک آدمی ملا جس نے کہا کہ وہ ان کی مدد کرسکتا ہے، لیکن اس کے بدلے ڈیانا کو اس کے ساتھ سونا پڑے گا۔ پہلی دفعہ اس نے اس آدمی کے ساتھ جسم فروشی کے پیسے لیے۔ ڈیانا اپنے آپ کو گنہگار محسوس کررہی تھی۔ وہ یہ سب نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس کے بعد ان کو بھولنے کیلئے اس نے اور لورینا نے شراب پی۔

زیادہ خطرناک زندگی

لڑکیاں اب بوگاٹا کے دارلخلافہ ایو میں تھیں۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ یہاں رہتے ہیں۔ جلد ہی ڈیانا ایک لڑکے کو دوست بنالیا۔ وہ بس پر اکٹھے بڑے شاپنگ سنٹر میں جاتے تھے۔ وہاں پر وہ دوکانوں سے کپڑے چوری کرنا اور لوگوں سے پرس اور موبائل چھینتے تھے۔

بوگوٹا کی زندگی بالکل ویسی ہی تھی جیسا کہ ڈیانا سوچتی تھی۔ وہ جو چاہتی تھی وہ کرتی تھی۔ وہ اچھے کپڑے پہنتی تھی، پارٹی میں جانا، منشیات لینا، شراب پینا اور ڈسکو جاتی تھی۔

لیکن یہاں پر زندگی بہت خطرناک تھی۔ ایک شام جب وہ ڈسکو میں تھیں، جوان آدمیوں کے ایک گینگ نے وہاں ہتھیاروں کے ساتھ حملہ کردیا۔ انہوں نے بہت سے لڑکوں کو مارا۔ انہوں نے ہتھیار کی مدد سے لوگوں کو ڈرایا۔ ہر ضلع کو اسے کے گینگ والے سنبھالتے تھے۔

فادر گیبریل ہمیشہ سب بچوں سے بات کرتا ہے اور ان کی سنتا ہے۔ ڈیانا کو یہ سب اچھا لگتا ہے۔ وہ بہت سے بالغ لوگوں سے ملی لیکن اس کو گلی میں رہنے والے بچوں کیلئے ہوگیرز کلیریٹ کے سنٹر پر اعتماد ہے۔

دائرے میں کھڑی لڑکیوں کو پولیس نے چھاپہ مار کر گرفتار کیا تھا۔ اب گلیوں میں رہنے والے بچوں کا تحفظ کرنے والے سنٹر ہوگیرز کلیریٹ کی مدد سے وہ اپنی زندگی کو بہتر بنانے کی طرف گامزن ہیں۔

بوگوٹا میں پولیس بھی بہت تھی۔ اگر وہ زیادہ کھانا اور منشیات لینا چاہتی تھی، ڈیانا کو چوری کرنا پڑتی تھی۔ پولیس نے اس کو بہت دفعہ گرفتار کیا۔ وہ ڈیانا سے سب پیسے اور منشیات لے لیتے تھے، لیکن کبھی بھی اس سے اس کی عمر نہیں پوچھی اور نہ ہی کسی سماجی کارکن کو بلایا۔

پولیس نے حملہ کیا

ایل برونکس میں، بوگوٹا سنٹر سے کچھ گلیاں دور، اس گینگ کے افراد گلیوں کے کونوں میں گھومتے تھے۔ اگر پولیس آجاتی تو ایک دوسرے کو سیٹی مار کر خبردار کرتے تھے۔

ڈیانا چوری کرنے سے پہلے منشیات بیچا کرتی تھی۔ بعض اوقات اس کو اپنا جسم بیچنا پڑتا تھا۔ وہ اپنے بارے میں نہیں دیکھتی تھی۔ اس نے جلد ہی اپنا وزن گھٹانا شروع کردیا۔ جب اس نے ایک نئے لڑکے رافیل کو اپنا دوست بنایا تو اس نے اس کی حفاظت کی۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے پیار کرنے لگے اور اکٹھے رہنے لگے۔ دونوں نے مل کر شہر کی اچھی جگہوں پر لوگوں کو بسوں اور گلیوں میں لوٹا۔ ایک دن، ڈیانا نے ایک دوکان کے باہر ایک آدمی سے موبائل چھینا۔ اس کو اس بات کا خیال نہیں رہا کے کچھ فاصلے پر ایک پولیس والا کھڑا ہے۔

پولیس والے نے کہا "تم کو ہمارے ساتھ پولیس اسٹیشن آنا پڑے گا۔ ہمیں اس کی رپورٹ درج کرنی ہے اور تم ابھی کم عمر ہو۔ کیا تمہارے والدین نہیں ہیں؟"

ڈیانا نے سختی سے جواب دیا۔ پولیس کو اس کا رویہ پسند نہیں آیا اور انہوں نے پولیس کار میں اس پر حملہ کردیا۔ انہوں نے اس کے ہاتھ باندھ دیئے اور اس کو مارا۔ جب وہ پولیس اسٹیشن پہنچے، تو ڈیانا کی آنکھ سوجھی ہوئی تھی اور اس کی بائیں کلائی ٹوٹ چکی تھی۔

پولیس کی بڑی کاروائی

ڈیانا کو ایسے گھر میں بھیج دیا گیا جو کہ بے گھر بچوں کے لئے بنایا گیا تھا۔ وہاں بہت خوف تھا۔ وہاں کا عملہ بچوں کو ڈراتا تھا اور ٹھنڈے پانی سے نہلانے کی سزا دیتا تھا۔

ڈیانا کو بہت غصہ تھا اور وہ پریشان تھی۔ وہ دوسرے بچوں اور عملے کے ساتھ لڑتی تھی۔ وہ اپنے آپ کو مارتی تھی۔

ڈیانا اب 14 سال کی تھی۔ وہ اس سے پہلے گزر چکی تھی۔ بڑے جو سنتے نہیں تھے۔ وہ صرف ڈراتے اور سزا دیتے تھے۔ صرف ایک بات جو سوچتی تھی کہ یہاں سے کیسے بھاگا جائے۔ رافیل باہر کہیں تھا۔ ایک مہینے بعد، ڈیانا کو موقع ملا اور وہ دوبارہ رافیل کے پاس چلی گئی۔ انہوں نے ایک گینگ سے رقم ادھار لی، جس کی انہوں نے منشیات اور شراب خریدی اور ساری رات پارٹی اور ڈانس میں گزاردی۔

وہ اس بات کو نہیں سوچتے تھے کہ جو قرض لیا ہے وہ کس طرح واپس کرنا ہے۔ انہوں نے پھر چوری کرنا شروع کردی، جس سے کپڑے اور منشیات خریدیں۔ بہت دنوں بعد جس گینگ سے انہوں نے رقم ادھار لی تھی وہ ان کا انتظار کررہے تھے۔ ان بچوں کے پاس صرف ایک ہی راستہ تھا کہ وہ اپنا قرض اتار سکیں۔ کہ ان کو سارا ہفتہ کوڑا اکٹھا کرنا پڑے گا، ڈیانا اور رافیل نے کوڑا اکٹھا کیا۔

نہ چھری نہ کانٹا

سین گیبریل کے سنٹر میں جب کھانا دیا جاتا ہے، تو وہاں پر صرف چمچ دیئے جاتے ہیں جس میں کھایا جاسکے۔ تمام کھانا میز پر پلیٹوں میں دیا جاتا ہے۔ پھر چمچ اور مگ ہاتھوں میں دیئے جاتے ہیں۔ جب ڈیانا اور اس کے دوستوں نے کھانا ختم کرلیا، تمام چمچ، پلیٹس اور مگ کی گنتی کی جاتی ہے۔ یہ چیزیں ہتھیار کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ اس لئے تمام چمچ اکٹھے کرلیے جاتے ہیں، صرف عملے کے بالغ لوگوں کے لئے چھری اور کانٹے کے استعمال کی اجازت ہوتی ہے۔

ڈیانا دارلخلافہ بوگوٹا کی ان گلیوں میں رہتی تھی۔

بالوں کا روز ایک نیا سٹائل

ڈیانا ہر روز نیا بالوں کا سٹائل بناتی ہے۔ سین گیبریل میں رہنے والی تمام لڑکیاں اسی طرح کا بالوں کا سٹائل بناتی ہیں۔ لڑکیاں کنگھی کو دیوار کے ساتھ لٹکا دیتی ہیں۔ ہر صبح، ایک دوست ڈیانا کا نیا بالوں کا سٹائل بناتی ہے اور اس دون سب کا وہی سٹائل ہوتا ہے۔ پھر ڈیانا اپنی دوستوں کے بالوں میں کنگھی کرتی ہے۔ وہ ایسا اس لئے کرتی ہیں کہ ان کے بال صاف رہیں اور ان میں جوئیں نہ پڑیں۔ یہ سب ہر دن کے سٹائل ہوتے ہیں۔

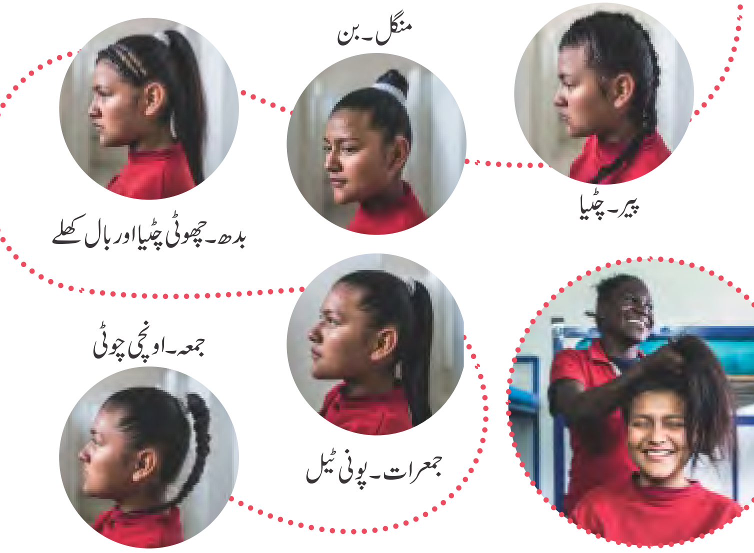

ڈیانا کی الماری

ہر کوئی جو سین گیبریل گلی کے بچوں کے ہوگیرز کلیریٹ استقبالیہ سنٹر میں رہتا ہے، سب کے ایک جیسے کپڑے ہوتے ہیں۔ ایک لال شرٹ اور نیلا ٹراؤزر۔ سب کے کالے جوتے ہیں، لیکن وہ اندر رہتے ہوئے پلاسٹک کی جوتی کا استعمال کرتے ہیں۔ ڈیانا نے جو کپڑے پہنے جب وہ سنٹر میں پہلی دفعہ آئی تھی اس کو الماری میں رکھ دیا گیا۔ وہ ایک جیکٹ تھی اور ساتھ 2 جینز کی پینٹ، اور ایک ٹریننگ کے دوران پہننے والا ویسٹ ٹاپ تھا۔ ان کو دھویا گیا۔ وہ اس وقت اس کو واپس کر دیا جاتا ہے جب اس نے گھر جانا ہوتا ہے یا وہ ہوگیرز کلیریٹ کے دوسرے سنٹر میں جاتی۔

اور آخر کار قرض اتار دیا۔

ایک دن، جب ڈیانا ایک مہنگا موبائل چوری کرنے میں کامیاب ہوگئی، انہوں نے اس رقم سے شراب خریدی۔ ان کو اس بات کی بالکل بھی خبر نہیں تھی، کہ پولیس بچوں اور ان گینگز کے خلاف ایک بڑی کاروائی کر رہی تھی۔

گانے بج رہے تھے اور فلیش لائٹ جل رہی تھی، جب پولیس اندر آئی تو اس وقت ڈیانا ڈانس فلور پر درمیان میں تھی۔ یہ ایک خواب کی طرح تھا۔ سائرن بجا۔ لوگوں نے چلانا شروع کر دیا۔ سیٹیاں بج رہی تھیں۔ پولیس سیلاب کی طرح اندر آ چکی تھی۔ پولیس نے سب بچوں کو پکڑ لیا اور جلد ہی ڈیانا بھی ان کے ساتھ ٹرک کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی۔

سکاؤٹس میں شمولیت

یہاں پر کل 46 بچے ہیں۔ پولیس ان کو سیدھا سین گیبریل کے استقبالیہ سنٹر میں لے گئی۔ ڈیانا کہ لئے سین گیبریل بھی اس سنٹر کی طرح ہی تھا جیسا کہ وہ پہلے سنٹر میں رہی تھی۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ بہت جلد یہاں سے بھی بھاگ جائے گی۔

میشل کہتی ہے، جو بوگاٹا میں آوارہ بچوں کے ہوگیرز کلیریٹ کے استقبالیہ سنٹر کی معاون ہے " کہ میں نے دیکھا کہ جب ڈیانا یہاں پہنچی وہ بہت مشکل میں لگ رہی تھی ۔

ڈیانا بہت غصے میں تھی، وہ اور کچھ دوسرے بچے عملے پر چلائے۔ بچوں کے کپڑے بہت گندے تھے اور ان میں سے بو آ رہی تھی۔ ان میں سے بہت کے سروں میں جوئیں پھر رہی تھی۔

سب کو نہلایا گیا اور ان کو نئے کپڑے دیئے گئے۔ لال شرٹ، نیلا ٹراؤزر اور کالے جوتے دیئے گئے۔ ان کو سکاؤٹس میں شامل کر لیا گیا اور ان کو کہا گیا کہ وہ اپنا لیڈر خود چنیں۔ وہاں پر ہفتہ وار پروگرام دیوار پر لگایا جاتا۔ اس کے مطابق ان کو روز یوگا کرنا ہوگا۔ اور گشت کرنے والے سکاؤٹ لازمی طور پر صبح اور شام آپس میں تفصیلاً بات چیت کریں گے۔ ڈیانا سمجھ گئی کہ یہ اس سنٹر کی طرح نہیں ہے جہاں پر وہ پہلے رہی تھی۔

ایک ہفتے کے اختتام پر جب بڑے لوگ سنٹر میں موجود نہیں تھے تو وہاں پر لڑائی ہوگئی، اور انہوں نے وہاں کچھ فرنیچر توڑ دیا۔ ڈیانا ان میں شامل تھی۔ وہ امید کر رہی تھی کہ اب سزا ملے گی، لیکن ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔ کچھ گشت کرنے والے سکاؤٹس کو تقسیم کر دیا۔ ڈیانا کو ماہر نفسیات کے پاس لے گئے۔ وہ ابھی بھی بھاگنا چاہتی تھی، کیونکہ وہ بہت عرصے سے اپنی دادی اور چھوٹے بہن بھائیوں کو دیکھنا چاہتی تھی۔

مختلف

ڈیانا رافیل کو یاد کر رہی تھی، لیکن سین گیبریل کا عملہ بہت رحم دل تھا۔ جب وہ بے قرار اور افسردہ ہوگئی، وہ اپنے آپ کو ایک طرف لے گئی اور دوسرے کام کرنا شروع ہوگئی۔ اگر وہ چاہتی تو وہ بات کر سکتی تھی اپنے احساسات بتا سکتی تھی کیونکہ وہاں اس کی بات کو سنا جاتا تھا۔

ڈیانا نے محسوس کیا کہ چیزیں بدل رہی ہیں۔ وہاں پر اس طرح کی بہت سی اور بھی لڑکیاں تھیں۔ کچھ بہت اچھی تھیں، لیکن ڈیانا اپنے آپ کو الگ سمجھتی تھی۔

ڈیانا نے میشل کو کہا" سب کچھ اس بات پر ہمیشہ کیلئے ختم ہوا کہ کوئی اس کی حوصلہ افزائی کر کہ کوئی بے وقوفی کروں۔ میں کسی اور بحث میں نہیں جانا چاہتی تھی۔"

اس کے بجائے اس نے کوشش کی کہ جو نئی لڑکیاں آئی ہیں ان کی مدد کی جائے۔ ڈیانا کرافٹ کے کمرے کو ترجیح دیتی تھی کہ وہاں پر اپنی ایکروبیٹکس کی تیاری کرتی تھی۔

ڈیانا سنٹر میں موجود ماہر نفسیات کو کہتی ہے کہ "میں اب بہت بدل چکی ہوں جب میں پہلے یہاں آئی تھی۔ میں اپنی پرانی زندگی بھولنا چاہتی ہوں، یہ ایک مشکل کام ہے۔ مجھے کوئی ملنے نہیں آتا جیسا کہ دوسروں کو آتے ہیں، نہ ہی مجھے کوئی کچھ بھیجتا ہے۔ میں اپنے گھر جانا چاہتی ہوں۔

وکیل بننا چاہتی ہوں

عمومی طور پر سین گیبریل میں بچے 2 سے 3 ماہ تک رہتے ہیں۔ اس کے بعد ان کو گھروں میں بھیج دیا جاتا ہے یا پھر ملک میں موجود ہوگیرز کلیریٹ کے سنٹر میں بھیج دیا جاتا ہے۔ جہاں پر ان کو امداد فراہم کی جاتی ہے اور سکول بھیجا جاتا ہے، تاکہ وہ ایک دن اپنے آپ کو اپنی پڑھائی اور نوکری کی وجہ سے اچھی زندگی کی طرف لے آئیں، جو کہ منشیات اور تشدد سے پاک ہو۔

جب ڈیانا 15 سال کی ہوئی، جو ایک چیز وہ چاہتی تھی کہ اس کی دادی آئے اور اس کو اپنے ساتھ لے جائے، لیکن وہ فون پر بات کرتے تھے۔ دادی کہتی تھی کہ "تم جانتی ہو کہ میرے پاس اور نہ ہی تمہاری ماں کے پاس پیسے ہیں۔

ڈیانا صرف اسی صورت میں گھر واپس آ سکتی تھی کہ گھر میں کوئی ایسا ہوتا جو ان کی مالی طور پر امداد کرتا۔ اگر کوئی بھی اس کا خیال نہیں رکھتا، وہاں پر ہوگیرز کلیریٹ کے اور بھی سنٹر تھے کہ جہاں پر اس کو موقع مل سکتا تھا کہ وہ سکول جا سکے۔ جب ڈیانا نے اس کے بارے میں سوچا، وہ رونا شروع ہوگئی، لیکن اس نے ایک فیصلہ کیا۔ ہوگیرز کلیریٹ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے، اس نے پڑھنے کا پروگرام بنایا۔ وہ وکیل بن کر اپنے جیسی دوسری لڑکیوں کا تحفظ کرنا چاہتی ہے۔

یہاں سب ہماری عزت کرتے ہیں

جو بچے گلیوں میں رہتے ہیں وہ ہوگیرز کلیریٹ کے استقبالیہ سنٹر سین گیبریل جو کہ بوگاٹا میں ہے میں 2 سے 3 ماہ تک رہتے ہیں۔ ان میں کچھ ایسے ہیں جن کو پولیس پکڑ کر لاتی ہے۔ اور کچھ بچے ایسے ہوتے ہیں جن کے والدین ان کی دیکھ بھال نہیں کر سکتے ہیں۔ جو مدد وہ ہوگیرز کلیریٹ میں حاصل کرتے ہیں ان کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے؟

جینا، 14 سال

"مجھے اس بات کا برا نہیں لگتا کہ ہم یہاں سے جا نہیں سکتے ہیں۔ جب میں باہر تھی تو منشیات لیتی تھی۔ میں اپنی ماں کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی، لیکن یہاں پر رہ کر مجھے بہت کچھ سوچنے اور سیکھنے کا موقع ملا۔ ہمیں اچھا کھانا ملتا ہے۔ جب میں گلیوں میں رہتی تھی تو کھانے کے بجائے صرف منشیات ملتی تھی۔ مجھے امید ہے کہ میں بہت جلد اپنی ماں اور بہنوں کے پاس جاؤں گی۔"

گلوریا، 15 سال

"میرے والدین تھے جو مجھے یہاں لائے۔ میں ہر وقت بحث کرتی تھی اور بھاگتی تھی۔ وہ امید کرتے تھے کہ میں یہاں پر رہ کر کچھ سیکھ کر اچھا انسان بن کر اپنے گھر کی ذمہ داریاں سنبھال سکوں۔ یہاں بہت اچھا ہے، یہاں پر ہر چیز ہے۔ جب میں بے گھر رہتی تھی، میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ یہاں پر میری دیکھ بھال کرتے ہیں، میں نے کوشش کی اور اپنی مدد کی۔ مجھے اب سمجھ آئی کہ میرے پاس پہلے بھی سب کچھ تھا لیکن میں نے اس کی قدر نہیں کی۔"

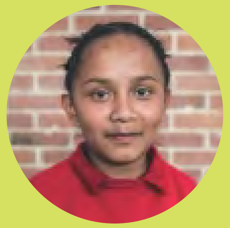

وینڈی، 15 سال

"میرے والدین میرے نشے کی وجہ سے پریشان ہوگئے تھے۔ وہ مجھے سماجی خدمت کرنے والے کے پاس لئے گئے کہ ہماری مدد کریں۔ تب میں بس ایک چیز چاہتی تھی کہ میرے دوست مجھے مل جائیں، میں اپنے علاقہ میں جاؤں اور منشیات حاصل کر سکوں۔ پہلے مجھے اس جگہ سے نفرت ہوئی، لیکن اب میں اپنے گشت کرنے والے سکاؤٹ کی لیڈر ہوں۔ یہ بہت اچھا محسوس ہوتا ہے۔ مجھے بہت اچھا لگتا ہے جس طریقے سے یہ ہماری دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ہمیں لوگوں کی طرح ہی دیکھتے ہیں۔"

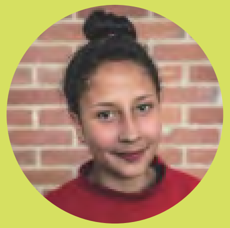

ڈینیلیا، 15 سال

"مجھے ایسا لگتا ہے یہاں سب سمجھتے ہیں۔ یہ ہماری بہت اچھی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ میں 2 سال پہلے اپنے گھر سے بھاگ گئی تھی اور میں یہاں آنے سے پہلے گلیوں میں رہتی تھی۔ جب مجھے پولیس نے اٹھایا، پہلے انہوں نے مجھے کسی اور جگہ پر بھیجا۔ وہ جگہ یہاں سے مختلف تھی۔ حتی کہ میں حقیقت میں گلیوں میں رہتی تھی میں وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی کیونکہ وہاں اچھا نہیں تھا۔ لیکن یہاں بہت اچھا ہے۔"

لورا، 13 سال

"حقیقت میں میں گھر جانا چاہتی تھی، لیکن یہاں ٹھیک ہے۔ یہاں پر بہت اچھے مشاغل ہیں اور بہت کچھ کھانے کو ملتا ہے اور سونے کے لئے وقت ہوتا ہے۔ جب میں گھر واپس جاؤں گی، چیزیں بدل چکی ہوں گی۔ جو کچھ بھی ہوا وہ سب غیر ضروری تھا۔ وہاں سکول میں ایک لڑکی تھی جس نے میرا قلم لے لیا تھا۔ مجھے بہت غصہ آیا اور میں نے اس کو مارا۔ سکول والوں نے کہا کہ مجھے سکول چھوڑ دینا چاہئے میری ماں بہت افسردہ اور غصہ ہوئیں۔ انہوں نے مجھے کمرے میں بند کر دیا، لیکن میں بھاگ گئی۔ اس نے میری گمشدگی کی اطلاع پولیس میں دی جب مجھے پولیس نے ڈھونڈا تو مجھے یہاں لے آئی۔"

جوائین، 16 سال

" گھر میں مجھے مارا جاتا تھا اور بہت سا نشہ اور شراب پلائی جاتی تھی۔ یہ سب اس وقت ختم ہوا جب میں خود پولیس اسٹیشن گیا۔ وہ مجھے سماجی خدمت کرنے والے کے پاس لے گئے، مجھے وہاں مدد ملی۔ یہاں پر ہر وقت کوئی ایک میرے ساتھ ہوتا ہے جس سے میں بات کر سکتا ہوں، اور ہمیں عزت دی جاتی ہے۔ لیکن میں بعض اوقات پریشان ہو جاتا ہوں۔ میں اپنی دوست اور اپنی بیٹی کو کو بہت یاد کرتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ بہت جلد ان سے ملوں گا۔"

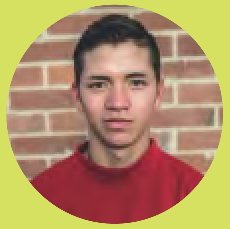

برائن، 15 سال

"میرے خیال میں، میں گھر میں اچھی زندگی گزار رہا تھا۔ لیکن مجھ میں علاقہ کی لڑکیوں کو دیکھنے کی حوس تھی۔ میں منشیات خریدتا تھا۔ آخر کار میرے والدین نے مجھ سے اس کے متعلق بات کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے مدد کی ضرورت ہے اور انہوں نے سماجی خدمت کرنے والے کو بلایا۔ انہوں نے یقین دلایا اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ میں یہاں مدد حاصل کر رہا ہوں، اور اکثر میرے گھر والے یہاں آ کر مجھ سے ملتے ہیں۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ یہاں آ کر میں بہتر کیا ہے۔"

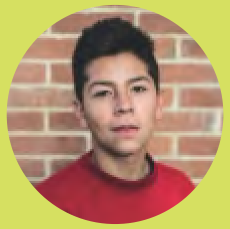

لوئس، 16 سال

"یہاں بہت سکون ہے۔ یہاں بہت وقت ہے کہ چیزوں اور اپنی زندگی کے بارے میں سوچ سکیں۔ ہم نے اپنے آپ پر بہت کام کیا ہے: کہ ہم اپنی زندگی میں کس طرح اچھے بن کر گزار سکتے ہیں۔ میں اپنے گھر والوں کو روز یاد کرتا ہوں۔ جب میں یہاں سے جاؤں گا، میں سارا وقت ان کے ساتھ مل کر رہوں گا۔ یہ پہلے جیسا نہیں ہے، جب میں پہلے ہر وقت باہر آوارہ گھومتا رہتا تھا۔"

ایک دن ڈیانا کے ساتھ

کرافٹ ورکشاپ

سین گیبریل کرافٹ ورکشاپ میں وقت گزارنا ڈیانا کیلئے بہت ہی پرلطف تھا جیسا کہ وہ سوچتی تھی۔

وہ کہتی تھی کہ "اگر ممکن ہوتو میں اپنا سارا وقت یہاں ہی رہوں۔

یہاں پر بہت سے پلاسٹک کے تھیلے جو بھرے ہوئے تھے، پلاسٹک بوتل، سی ڈی، پائپ صاف کرنے والے، بچا ہوا مواد، خالی ٹوائلٹ رول، گلو بندوق، مٹی اور چونا وغیرہ۔ آج ڈیانا پلاسٹک کے مواد سے اپنی انگلیوں کی مدد سے ایک گڑیا بنا رہی ہے۔ یہ مواد مختلف رنگوں سے لیا گیا ہے یہ دوبارہ استعمال میں لانے والے پلاسٹک سے بنایا گیا ہے۔ ڈیانا نے بازو اور ٹانگیں بنائیں ہیں جس کو جسم کے ساتھ ملایا ہے۔ پھر اس نے سکرٹ کو رول کر کے سر کے اوپر رکھا۔ اور سب سے آخر پر اس نے بال اور جھاڑو بنایا۔

5.30 am تمام لڑکیاں اٹھتی ہیں۔

7.00 am ناشتے کے لئے لائن بنانا۔ ہمیشہ گرم چاکلیٹ ملتی ہے۔

8.00 am

صبح کی میٹنگ۔ تمام لڑکیاں ہال میں سکاؤٹس بن کر آتی ہیں۔ ہر روز گشت کرنے والوں کو ایک ہدف دیا جاتا ہے جو ان کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کو بات کرنی پڑتی ہے کہ سارے دن میں کیا کیا۔

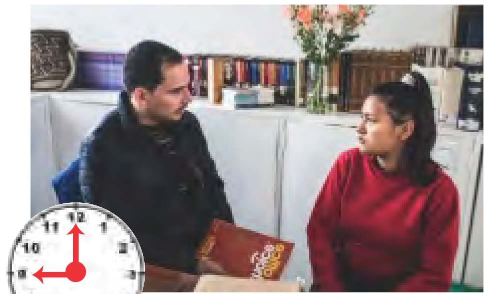

9.00 am

ڈیانا کی آج اپنے ماہر نفسیات سے ملاقات ہے۔ وہ اس بارے میں بات کرتے ہیں کہ ڈیانا کو کیسا محسوس ہوتا ہے اور اسے یہاں پر کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہے۔

10.30 am باہر کچھ کھانے کو دیا جاتا ہے، دہی اور بسکٹ۔

11.00 am

ہر روز ان کو یوگا اور مراقبہ کرنا ہوتا ہے۔ لڑکیاں میٹ لے کر کھیل کے میدان میں آتی ہیں۔ پہلے وہ کچھ دیر یوگا کرتی ہیں اور پھر مراقبہ۔ بعض اوقات ڈیانا سو جاتی ہے۔

12.30 pm

کھانے کا وقت۔ عملہ میز پر کھانا مہیا کرتا ہے۔ کھانے میں ہمیشہ سبزیاں ہوتی ہیں، جوس اور کبھی کبھار کھانے کے بعد فروٹ بھی دیا جاتا ہے۔

2.00 pm

آج ڈیانا کا پسندیدہ کھیل پروگرام میں ہے۔ لڑکیاں کرتبوں کی تیاری کر رہی ہیں جو کہ فیملی کے دن کے موقع پر کریں گی۔

3.30 pm

جب سہ پہر کے کھانے کا وقت ہوتا ہے۔ ڈیانا اور دوسری لڑکیاں نیچے جا کر فروٹ لاتی ہیں۔

4.00 pm

سین گیبریل میں کرافٹ ورکشاپ ہوتی ہے۔ ڈیانا یہاں اپنے ہاتھوں سے چیزیں بنا کر اپنا وقت گزارتی ہے۔ تمام مواد دوبارہ استعمال کے قابل ہوتا ہے۔ بعض اوقات وہ چھوٹی انگلی بناتی ہے۔

آج ڈیانا ایک گڑیا بنا رہی ہے۔

5.30 pm

رات کے کھانے کے وقت ہر سکاؤٹ الگ سے ہی کھانا لینے جاتا ہے۔ عملہ پرجوشی سے گانے کے ساتھ ان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

6.30 pm

ہر روز ہفتے کے آخر کے علاوہ وہ اپنے بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور اچھے طریقے سے بال بناتی ہے۔

9.00 pm

شب خیر! کھانے اور سونے کے درمیان اکثر وہ فلم دیکھتے ہیں یا آپس میں بات کرتے ہیں۔ ڈیانا اکثر پڑھا کرتی ہے۔

ذہنی تناؤ کا مقابلہ کرنے کیلئے مراقبہ

ڈیانا روز مراقبہ کرتی ہے۔ ہوگیرز کلیریٹ میں تمام بچے اور بڑے مختلف سنٹر میں مراقبہ کرتے ہیں۔ ہر سیشن کا آغاز یوگا سے ہوتا ہے۔ ڈیانا اپنا میٹ لے کر کھیل کے میدان میں اپنے دوستوں کے ساتھ بچھاتی ہے۔ استاد سکون والا ہندوستانی گیت لگاتی ہے۔ وہ ہدایت دیتی ہے جس کو ڈیانا اور اس کے دوست دوہراتے ہیں۔ یہ بہت ضروری ہے کہ درست سمت میں سانس لیا جائے۔ گہری اور لمبی سانس۔ جب وہ یوگا کو ختم کر لیتے ہیں، ڈیانا نیچے لیٹ جاتی ہے۔ وہ اپنی آنکھیں بند کر کے سکون سے سانس لیتی ہے۔ وہ **20** منٹ تک مراقبہ کرتی ہے۔ بہت سی لڑکیاں سو جاتی ہیں۔ ہوگیرز کلیریٹ میں یوگا اور مراقبے کے ذریعے ذہنی تناؤ، تھکاوٹ، منشیات اور تشدد سے نجات ملتی ہے۔

TEXTO: ERIK HALKJAER FOTO: JESPER KLEMEDSSON

ایک مختلف قسم کی قید

برائن جب **13** سال کا تھا تو اس نے چوری شروع کر دی تھی کہ اپنی ماں کی مدد کر سکے۔ **4** سال پہلے اس کو ایک موبائل چوری کرنے کے جرم میں پولیس نے پکڑا تھا۔ جج نے اس کو جولین سنٹر میں خدمت کیلئے بھیج دیا، جہاں پر وہ سکاؤٹ بن سکے، مراقبہ کرے اور سکول بھی جائے۔

جب اس کے ساتھ کھیلنے کیلئے کوئی بھی نہیں ہوتا ہے تو برائن برائن فٹ بال کھیلنے کے بجائے ورزش کرتا ہے

"میں اس دن بہت غصے میں تھا۔ معمول کی طرح مجھے بھوک لگی تھی اور ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ میری چھوٹی بہن بھی میرے ساتھ تھی۔ وہ بھی بھوکی تھی میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی اپنے ہاتھ میں موبائل فون لئے گلی میں سے گزر رہا ہے۔ جب وہ نہیں دیکھ رہا تھا تو میں اس سے موبائل چھینا اور دوڑ لگا دی۔ یہ کوئی پہلی دفعہ نہیں تھا۔ میں جب **13** سال کا تھا تب سے چوری بھی کر رہا تھا اور منشیات بھی لے رہا تھا۔ میں اپنی ماں کی مدد کے لئے چوری کرتا تھا کہ وہ کھانا بنا سکے۔

بعض اوقات مجھے بھوک کی وجہ سے گلو اور دھوئیں کو سونگھنا پڑتا تھا۔

میرا والد چلا گیا جب میں **2** سال کا تھا اور میرے بڑے بھائی کو اکیلے اپنے گھر والوں کو سنبھالنا پڑا۔

میری ماں دوسروں کے گھروں میں کام کرتی تھی۔ وہ اس کو زیادہ تنخواہ نہیں دیتے تھے۔ میں سکول جانے کے بجائے گھر میں رہتا تھا کیونکہ میری ماں میرے لئے وردی اور سکول کی چیزیں نہیں خرید سکتی تھی۔ میں پڑھنے کے بجائے اپنی ماں کی مدد کرتا تھا۔

وہ بہت روتی تھی کہ وہ ہمیں کھانا نہیں دے سکتی اور سکول بھیجنے میں مدد نہیں کر سکتی۔ جب ہم کھانا کھاتے ہیں، ہمارے پاس اگلے دن کا کھانا نہیں ہوتا۔ اور ہمیشہ ایسا ہوتا ہے۔ میں چوری نہیں کرنا چاہتا۔ میں کسی اور طرح سے مدد کرنا چاہتا ہوں۔

سکاؤٹ بننا

پولیس نے مجھے پہلے کبھی نہیں پکڑا تھا۔ لیکن اس دن انہوں نے مجھے دیکھ لیا۔ میری ماں پولیس اسٹیشن آئی۔ وہ روئی اور اس نے پولیس کو بتایا کہ اس نے میری خاطر چوری کی ہے۔ میں بھی رویا لیکن میں نے ماں کو بتایا کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

میں نے اس بوڑھے آدمی کو سوری کہا، جب میں **1** سال تک قید میں رہا۔ جج نے میرے لئے ہوگیرز کلیریٹ میں خدمت کیلئے بھیجا۔ میں بہت خوش تھا جو اس نے میرے لئے کیا۔ میں یہاں تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔ میں سکاؤٹ بن گیا ہوں اور سکول بھی جا رہا ہوں۔ اور میں کمپیوٹر اور الیکٹرونکس کے بارے میں بھی سیکھ رہا ہوں۔ جب میں بڑا ہوں گا تو تعمیراتی انجینئر بنوں گا۔

میری ماں مجھ پر فخر کرتی ہے۔ جب وہ مجھ سے ملنے آتی ہے، میری ماں نے کہا کہ اب تم ایک الگ انسان لگتے ہو۔ اور یہ سب صرف **3** مہینوں میں ہوا ہے۔

جب میں یہاں سے جاؤں گا، میری پچھلی زندگی میرا ماضی رہے گی۔ ذرا سوچیئے اگر میں یہاں نہ آتا۔ میرے خیال میں میں ہسپتال میں ہوتا۔ یا اس سے بھی بری حالت میں ہوتا۔ شائد میں مر چکا ہوتا۔"

کمپیوٹر کے متعلق سیکھنا

سکول سے ہٹ کر، برائن کمپیوٹر اور الیکٹرونکس کے متعلق اور بہت کچھ سیکھنا چاہتا تھا۔ وہ جتنا ہو سکتا تھا الیکٹرونکس اور کمپیوٹر کا سبق حاصل کرتا تھا۔

برائن کہتا ہے کہ "میں سمجھتا تھا کہ آگے زندگی میں جا کر یہ دونوں مضامین میرے لئے بہت فائدہ مند ہونگے۔"

برائن، 17 سال

بننا چاہتا ہے: تعمیراتی انجینئر

پسند: فٹ بال کھیلنا اور الیکٹرونکس

ناپسند: موسیقی سننا

خواب: قید خانے کے باہر نئی زندگی

یاد: میرے گھر والے اور میری دوست

برائن کے کمرے کی دیوار ٹوٹی ہوئی ہے وہ اس کے ذریعے دوسرے کمرے کے لڑکے سے بات کر سکتا ہے۔ چھت ٹپکتی ہے۔

برائن کہتا ہے کہ "میں اپنا بستر وہاں سے ہٹا لیتا ہوں تا کہ وہ گیلا نہ ہو جائے۔" وہ اپنے گھر والوں اور اپنی دوست کی تصاویر اپنے پاس رکھتا ہے اور روزانہ ان کو صاف کرتا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ "اگر میری ماں صفائی کر سکتی ہے تو میں کیوں نہیں،"

برائن کے کمرے کا دروازہ

ساخت اچھی ہے

برائن قیدی ہوگیرز کلیریٹ سے بھاگ گیا، اس نے وہی طریقہ استعمال کیا جو اس نے پہلے سنٹر میں استعمال کیا تھا۔ قید خانے میں **101** لڑکے تھے، جن کی عمر **14** سے **18** سال تک تھی، جن کو سکاؤٹس میں ترتیب دیا گیا تھا۔ وہ ایک اور دو سکاؤٹس گروپ کی شکل میں ہر سیکشن میں تھے اور جہاں پر ان کو اپنا گروپ لیڈر چننے کی اجازت تھی۔ اور وہاں دیوار پر بالکل صاف روزمرہ کا پروگرام لکھا ہوا تھا، تفصیل، مراقبہ، سکول، کھانا اور دوسرے مشاغل۔ اور سب سے اوپر، تمام لڑکوں کو ہدایت تھی کے ملکر فرش کو صاف کرنا ہے، کپڑے دھونے ہیں، کھانا بنانا ہے اور باتھ روم صاف کرنے ہیں۔ برائن کہتا ہے کہ "چھوٹی چیزوں کو ساتھ رکھنا اور یہ سب میرے خیال میں بہت اچھا تھا۔"

16 سالہ سیزر، برائن کو اپنے نشان دکھاتے ہوئے۔ یہاں ہوگیرز کلیریٹ میں آنے سے پہلے **16** دفعہ اس کے معدے کو نشانہ بنایا گیا تھا۔

مراقبہ سکون مہیا کرتا ہے

پورے دن میں کبھی کبھی ایسا موقع ملتا ہے کہ . # یوگا اور مراقبے کے بغیر سکون ملتا ہے۔

.، ائن کہتا ہے کہ "یہ بہت اچھا لگتا ہے"

سلاخوں کے پیچھے پیار

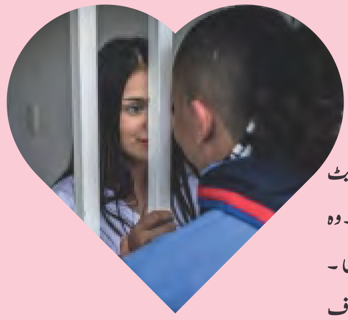

ساندرا جو کہ **17** سال کی ہے، وہ چوری کی وجہ سے ہوگیرز کلیریٹ کے جولین سنٹر میں ہے۔ وہاں پر وہ آندرے فلپ سے ملی۔ وہ ایک دوسرے سے پیار کرنے لگے اور انہوں نے شادی کر لی۔ لڑکے اور لڑکی کے درمیان پیار یہاں ہوگیرز کلیریٹ میں صاف طور پر غیر مناسب ہے کیونکہ انکو اکثر یہاں سے الگ ہونا پڑتا ہے۔

جرم کے خلاف زیادتی

جب جیویر **16** سال کا تھا، تو اس نے کسی کو قتل کر دیا تھا۔ جج اس کو قتل نہیں سمجھتا تھا، اور جج نے جویر کو ساڑھے پانچ سال کے لئے آدمی کو مارنے کے جرم میں قید کی سزا سنا دی۔ اس کو ہوگیرز کلیریٹ کے سنٹر جولین میں بھیج دیا، جہاں پر اس کو کیون کو جاننے کا موقع ملا۔ انہوں نے وہاں قیدیوں کے سٹوڈیو میں اپنی موسیقی کو ترتیب دی۔

انہوں نے گانا بنایا "اپنے گھر والوں سے گلے ملیں، دنیا کو گلے لگائیں،"

جویر قید خانے میں خدمات سرانجام دینا چاہتا تھا، لیکن وہ امید کرتا تھا کہ پہلے گریجوایشن کر لے۔ جب وہ اپنی خدمات سرانجام دے اس سے پہلے وہ نقشہ نویس بننا چاہتا ہے۔

کیون جلد ہی جیل سے رہا ہونے والا ہے۔ وہ اپنی موسیقی کو ہی جاری رکھنا چاہتا ہے۔

کیون کہتا ہے کہ "میں اپنی موسیقی کے ذریعے لوگوں کو اپنے تجربات بتاؤں گا اور اگر آپ اپنی زندگی میں غلط راستہ اختیار کر لیں تو کیا ہو سکتا ہے۔"

TEXTO: ERIK HALKJAER FOTO: JESPER KLEMEDSSON

ریچل کو کیوں نامزد کیا گیا؟

ریچل للوئڈ کو بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کیلئے اس کے کام کے حوالے سے نامزد کیا گیا جو اس نے امریکہ میں 20 سال گھریلو اغوا اور بچوں کے جنسی استحصال کیلئے کیا۔

انگلینڈ میں اپنے بچپن کے دنوں میں، ریچل خود ذہنی اور جسمانی تشدد کا شکار تھی اور اس کے ساتھ جرمنی میں جنسی استحصال بھی ہوا۔

ریچل 22 سال کی عمر میں امریکہ منتقل ہوگئی اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ 12 سال کی لڑکیوں کو امریکہ کی گلیوں پر بیچا جاتا تھا۔ اس نے لڑکیوں کی تعلیم اور مشورے کیلئے اپنے کچن کے ٹیبل جتنی جگہ لی، اور ادھار کمپیوٹر لیا۔ تب سے، ریچل اور GEMS نے پیار اور تربیتی امداد سے ہزاروں لڑکیوں کی زندگی بدل دی ہے۔ نیویارک ہار بر سمیت انہوں نے بچوں کیلئے دوستانہ قانون اور نظام متعارف کروائے، جو پہلا قانون ان بچوں کیلئے امریکہ میں بنایا گیا جن سے زبردستی جسم فروشی کروائی جاتی ہے ان کو حفاظت دی جائے اور ان کی مدد کی جائے، بجائے اس کے ان کو سزا دی جائے۔

ریچل کی جدوجہد کی وجہ سے سوسائٹی میں بہت تبدیلی آئی ہے، جہاں پر متاثرہ لڑکیوں سے مجرموں والا سلوک کیا جاتا تھا، ان لڑکیوں کو ان کا شکار بنتے ہوئے دیکھا، اور پھر جو ان سے بچ گئے اور راہنما بنے ان کو بھی۔ ہر سال 400 کے قریب لڑکیاں اور عورتیں ریچل اور GEMS کی خدمات حاصل کرتی ہیں۔ کچھ 1500 کے قریب لڑکیاں حفاظتی پروگرام کے ذریعے ان تک پہنچتی ہیں اور 1300 کے قریب پروفیشنلز سماجی کام کرنے والی اور پولیس آفیسرز اس لڑکیوں کے حقوق کی تنظیم سے تربیت حاصل کرتی ہیں۔

مختلف نام!

ریچل کے متعلق اس میگزین کے صفحات پر جو بہت سے لوگوں کی کہانیاں ہیں ان کے نام تبدیل کئے گئے ہیں اور ان کی عمر اس میں شامل نہیں ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ ان کی شناخت نہ ہو سکے۔

صفحات 85–66

بچوں کے حقوق کے ہیرو کے لئے نامزد

ریچل للوئڈ

یہ جمعے کی شام تھی۔ پورا ہفتہ سخت کام کرنے کے بعد جب ریچل گھر پہنچی تو اس کے فون کی گھنٹی بجی۔ پولیس نے ایک ایسی لڑکی کو پکڑا ہے جس کو زبردستی جسم فروشی کے لئے بیچا جا رہا تھا۔ اس نے ہر ایک سے بات کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ شاید ریچل اس معاملے میں کچھ مدد کر سکے؟

ریچل ایجنسی کے سامنے بینچ پر بیٹھ کر انتظار کر رہی تھی جہاں پر پولیس ان بچوں کو دیکھتی ہے جو مشکل میں ہوتے ہیں۔ وہ چاروں طرف دیکھتی ہے کہ سرد پٹی کی روشنی اور ہلکی سی سبز دیوار اور جو وہ دیکھتی ہے وہ اس کو اچھا نہیں لگتا۔ کس طرح ایک بچہ جو ایک برے تجربے سے نکلا ہے اس کو کس طرح یہاں خوش آمدید کہا جا سکتا ہے؟

کچھ منٹوں کے بعد، 2 عملے کے بندے ڈینیل کے ساتھ آئے، ایک لڑکی جو ڈھیلے لباس میں تھی اور بالوں میں پونی باندھی ہوئی تھی۔ وہ غصے میں لگ رہی تھی اور وہ اپنے ہاتھوں کو باندھ کر بیٹھ گئی۔ ریچل نیویارک میں واقع ایجنسی GEMS کی طرف سے آئی تھی جو لڑکیوں کی مدد کرتی ہے جن کو جسم فروشی کے کاربار میں لگایا ہوتا ہے۔ اس نے اپنا تعارف کروایا اور کہا۔

"میں یہاں صرف اس لئے آئی ہوں کہ دیکھ سکوں کہ ہم تمہاری کیا اور کس مدد کر سکتے ہیں۔"

ڈینیل نے ریچل کی آنکھوں میں دیکھا اور خاموش رہی۔ "میں نہ تو پولیس کی طرف سے اور نہ ہی کسی بچوں کی ویلفیئر کی طرف آئی ہوں۔ تم مجھے جو بھی بتاؤ گی وہ سب راز ہی رہے گا۔ میں نے یہ تنظیم GEMS اس لئے شروع کی کہ میں چاہتی ہوں کہ ایسی لڑکیوں کے لئے جگہ بناؤں جو اس طرح کے مسائل سے گزر رہی ہیں۔"

زندگی میں

بہت سی لڑکیاں حیران رہ جاتی ہیں جب یہ بات پتہ چلتی ہیکہ ریچل خود بھی اس جنسی کاروبار میں ملوث رہی، اور زندگی میں اس کو کال گرل کہا جاتا تھا۔ لیکن ڈینیل آسانی سے بات نہیں کر رہی تھی، تھوڑی دیر بعد ریچل نے سیدھے سوالات کرنے شروع کر دیئے:

" کیا میں جان سکتی ہوں کہ تمہاری عمر کیا ہے؟"

" 11 سال"

" مجھے معاف کرنا، کیا کہا؟"

" میں 11 سال کی ہوں"

ریچل حیران رہ گئی۔ وہ بہت سی لڑکیوں سے ملی تھی جو کہ 12 13 یا 14 سال کی تھیں جو اس جنسی استحصال میں مبتلا تھی لیکن ابھی تک وہ اتنی چھوٹی عمر کی لڑکی کو نہیں ملی جو صرف 11 سال کی تھی۔

آخر کار، ڈینیل نے ریچل کو بتانا شروع کیا کہ وہ میکسیکن کھانے پسند کرتی ہے اور ہیری پورٹر کی کتابیں پڑھتی ہے۔ وہ گلوکار بننا چاہتی ہے اور اپنی نظمیں لکھنا چاہتی ہے۔ اور اس کا ایک 29 سال کا لڑکا دوست بھی ہے۔

بہت سی لڑکیاں جن کی حفاظت کیلئے ریچل جدوجہد کرتی ہے ان کی عمریں صرف 13 یا 14 سال ہیں جن سے زبردستی جنسی کاروبار کروایا جاتا ہے۔ جیمز ان لڑکیوں اور عورتوں جن کی عمر 12 سے 24 سال تک ہے کو پیار اور عملی مدد دے کر اس قابل بناتا ہے کہ وہ اچھی زندگی گزار سکیں۔

ریچل 20 سال سے ان لڑکیوں اور عورتوں کیلئے جدوجہد کر رہی ہے جن کو امریکہ میں جنسی کاروبار کیلئے فروخت کیا جاتا ہے۔ آج بہت سے جنسی کاروبار سے بچنے والی لیڈر بن گئیں ہیں جو دوسری لڑکیوں کی مدد کرتی ہیں۔ اس گروپ تصویر میں ریچل کے ساتھ جیمز کے ممبر اور بچنے والی لڑکیاں شامل ہیں۔

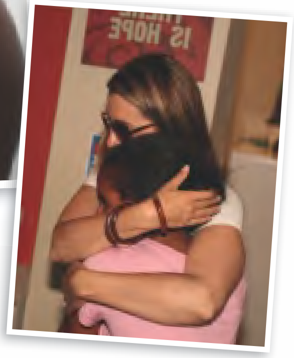

وہ دوست دلال تھا

وہ آدمی جس کو ڈینیل اپنا دوست کہتی تھی، حقیقت میں وہ اس کا دلال تھا۔ وہ آدمی اس کو زبردستی دوسرے آدمی کے ساتھ جنسی عمل کرنے کو کہتا تھا۔ ریچل نے اس ہوٹل کا نام بتایا جس کو وہ دلال استعمال کرتا تھا، ڈینیل نے ہاں میں سر ہلایا۔ وہ وہاں رہی ہے۔

"تم جانتی ہو کہ میں اس ہوٹل کو کیسے جانتی ہوں؟۔۔۔ ایک رات ہم کو ایک لڑکی کا فون آیا۔۔۔ اس کا دلال اس کو مار رہا تھا اور وہ بہت ڈری ہوئی تھی۔ تب میں اور میرے عملے کے لوگ وہاں گئے اور اس کو وہاں سے بھگا کر لے آئے۔"

ڈینیل کھلی آنکھوں سے سنتی رہی۔ اب وہ جان چکی تھی کہ ریچل جانتی ہے جو میں اس کو بتا رہی ہوں۔

اپنی ماں کو یاد کرتی ہوں

ڈینیل کہتی ہے کہ وہ اپنی بہن کے ذریعے اس دلال سے ملی۔

"وہ اور میری ایک اور بہن وہی کرتی تھیں جو میں اور آپ کر رہی ہیں،" اس نے سرگوشی کی۔

"تمہاری بہنوں کی عمریں کیا ہیں؟"

"ایلزبتھ 14 سال اور اینیتی 16 سال۔"

"یہ سب تمہارے لئے بہت مشکل ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ تم نے اپنے زندگی میں بہت کچھ دیکھ لیا ہے۔"

ڈینیل خاموشی سے کہتی ہے کہ "میں اپنی ماں کو بہت یاد کرتی ہوں،"

ابھی بہت کچھ ہے کرنے کیلئے

ریچل کیلئے اس رات سونا بہت مشکل ہو گیا تھا۔ جب جب وہ اپنی آنکھیں بند کرتی، اس کو ڈینیل کا چہرہ دکھائی دیتا۔ ریچل اور جیمز نے ہزاروں لڑکیوں کی مدد کی تھی ان کی زندگی بدلنے میں، لیکن ہر دفعہ ایک نیا مظلوم سامنے آتا تھا۔

لیکن اس کے باوجود بھی، بہت کچھ بدل چکا تھا، ریچل اپنے آپ کو یاد کرتی ہے۔ صرف چند سال پہلے، ڈینیل بھی پکڑی جا سکتی تھی۔ لیکن اب وہ اس قابل ہے کہ مدد کر سکتی ہے۔ GEMS نے ڈینیل کی مدد کی وہ بچانے والی بن سکے، وہ کہ مستقبل میں دوسری لڑکیوں کی مدد کر سکے۔ اور ان سب کو اس کی ضرورت تھی، کیونکہ ابھی بہت کچھ کرنے کیلئے باقی ہے۔

بچوں کو اغوا ہونے کے بہت سے خطرات ہیں

امریکہ میں کوئی بھی بچہ جنسی استحصال کے لئے پکڑا جا سکتا ہے، لیکن اس میں زیادہ تعداد ان بچوں کی ہے جو گورے نہیں ہیں اور غربت میں بڑے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ:

افریقن، امریکن اور لاطینی بچے۔

وہ بچے جو گھروں سے بھاگے ہوئے ہیں یا جن کے گھر نہیں ہیں۔

وہ بچے جن کو دیکھ بھال کیلئے رکھا گیا ہے۔

وہ بچے جو منشیات کے عادی ہیں۔

وہ بچے جو کسی معذوری کا شکار ہیں۔

وہ بچے جو LGBTQ کمیونٹی کا شکار ہیں۔

وہ بچے جو جلاوطنی یا تجارت کر کے آئے ہیں اور انگلش بولنا نہیں جانتے۔

TEXTO: CARMILLA FLOYD, BASADO EN EL LIBRO "GIRLS LIKE US" DE RACHEL LLOYD FOTO: JOSEPH RODRIGUEZ

مسائل شروع ہونے سے پہلے
ریچل انگلینڈ میں اپنی ماں کے ساتھ،

9 سالہ ریچل،
اپنی سکول کی وردی میں

14 سالہ ریچل،
ماڈل کے طور پر کام کرتے ہوئے

ریچل بڑی ہوتی ہے

ریچل دوبارہ اس حقیقت کو نہیں سوچتی کہ جب اس نے سکول شروع کیا تو اس کا والد اس پاس کے نہیں ہے، اور یہاں پر ہر کوئی اپنے والد کی بات کرتا ہے۔ وہ سوچتی تھی کہ اس کا والد کہاں ہے، اور بہت دفعہ وہ ایسا سوچتی رہتی ہے۔

ریچل، رابرٹ کے بارے میں مبہم یاد رکھتی تھی، ایک آدمی جو اس کی ماں کے ساتھ کچھ عرصہ رہا جس کو وہ والد کہتی تھی۔ وہ بہت خوش ہوئی جب وہ اچانک واپس آیا۔

میرں ماں بھی بہت خوش ہوئی۔ میری ماں اور رابرٹ اس لئے الگ ہوئی کیونکہ وہ شراب بہت پیتا تھا۔ اب وہ بے تابی سے ریچل کو ایک مضبوط گھر دینا چاہتی تھی اور وہ یہ سوچتی تھی کہ سچا پیار ہر ایک سے لڑ سکتا ہے۔ لیکن ایسا کچھ نہ ہوا۔

لالچی اور مطلبی

ریچل کا سوتیلا باپ لالچی ہو جاتا تھا جب وہ شراب پیتا تھا۔ ایک شام اس نے ریچل کو مارا اور اس کو بالوں سے پکڑ کر سیڑھیوں پر گھسیٹا۔ اس کے بعد جب بھی وہ شراب کے نشے میں ہوتا وہ اس سے دور ہو جایا کرتی تھی۔ لیکن جب وہ اس کی ماں کو مارتا۔ تب وہ ان کے درمیان میں آجاتی، کرسی پر کھڑی ہو کر چیختی اور کہتی کہ بس کر دو۔ لیکن کوئی بھی نہیں سنتا تھا۔ اور میری ماں بھی شراب پینا شروع کر دیتی تھی، اس طرح اس کو درد کم ہوتا تھا۔ جب وہ اپنی ماں سے کہتی تھی کہ رابراٹ کو گھر سے باہر نکال دو۔

وہ کہتی: "میری کوشش ہوتی ہے کہ اس کو زیادہ غصہ نہ آئے۔"

ریچل اب اس گھر میں رہنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ باہر گھوما کرتی تھی جب وہ 12 سال کی ہوئی، اس نے بھی شراب پینا شروع کر دی۔

زندگی سے تھک گئی

آخر کار وقت کے ساتھ رابرٹ نے اپنے گھر کو چھوڑ دیا، لیکن بہت دیر ہو چکی تھی۔ ریچل کی ماں دن اور رات شراب پیتی تھی۔ بہت سا ایسا وقت ہوتا تھا کہ وہ کم سے کم اس کو اپنے سامنے ایسے ہی دیکھتی رہتی تھی۔ وہ اکثر اس کو ڈراتی تھی کہ وہ اپنی زندگی خود جئے۔ ریچل اس کو آرام پہنچانا چاہتی تھی۔ لیکن آخر میں، وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کو ساتھ رکھے۔ اس نے ایک شراب کی بوتل لی اور جتنی بھی گھر میں گولیاں تھیں اس میں ملا دیں۔

ریچل پھر بھی بچ گئی، لیکن اس کو جلدی سے ہسپتال پہنچایا گیا، جہاں پر اس کو 3 ہفتوں کیلئے تنہائی میں رکھا گیا۔ ایک سماجی کام کرنے والی نے ریچل کو فوسٹر خاندان میں منتقل کرنے کو کہا، لیکن ریچل نے انکار کر دیا۔ اس کی ماں اس قابل نہیں تھی کہ وہ پولیس کے پاس جا سکے۔ آخر کار، ہر چیز کے باوجود، ریچل کو اس کی ماں کے گھر بھیج دیا گیا۔ وہاں پر وہ ہفتے میں ایک دفعہ سائیکاٹرسٹ سے ملتی تھی۔ وہ نہیں سوچتی تھی کہ چیزیں اس کی بہتری کی جانب نہیں چل رہی ہیں۔

"جب تم 16 سال تک پہنچو گی تم مر سکتی ہو یا تو قیدی بن یا حاملہ ہو کر یا دونوں باتیں ہو سکتی ہیں اس نے اندازہ لگایا۔

فیکٹری میں نوکری

ریچل نے سکول چھوڑ کر فیکٹری میں نوکری کر لی تاکہ اس کو کھانے اور کرائے میں مدد مل سکے۔ جب وہ 14 سال کی ہوئی حقیقت میں بہت چھوٹی تھی۔ لیکن وہ اپنی عمر کے متعلق جھوٹ بولتی تھی۔ شام کو وہ بار میں جاتی، شراب پیتی اور نشہ کرتی۔ کبھی کبھار وہ اپنی ماں سے ملتی جب وہ آوارہ گردی کرتی تھی۔ اس کے دوست سمجھتے تھے کہ یہ بہت مزہ ہے۔ لیکن ریچل اس کو اچھا نہیں سمجھتی تھی۔

وہ اس سے بہتر زندگی کے خواب دیکھتی تھی، وکیل یا صحافی بننا چاہتی تھی۔

17 سال کی عمر میں،
اپنے زندہ رہنے کیلئے اس
کو ایک جنسی کلب میں کام کرنا پڑا

CC BY-NC 2.0

اس کو بچوں کے میگزین میں ماڈل بننے کا موقع ملا، لیکن ایجنسی نے کہا کہ وہ اس نوکری کے لئے بہت چھوٹی ہے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ وہ کچھ عریاں تصاویر بنوائے۔ یہ ایک غیر قانونی کام تھا کہ 14 سال کی بچی کی ایسی تصاویر بنائی جائیں۔ ریچل کو بڑا دیکھانے کیلئے میک اپ کا استعمال کیا گیا۔

ریچل بھاگ گئی

ریچل جب 17 سال کی ہوئی، وہ اس کو اب گھر میں نہیں رکھ سکتی تھی۔ اس کی ماں پر تشدد ہوتی جا رہی تھی

ریچل کچھ لڑکیوں کے ساتھ جرمنی بھاگ گئی جن کو وہ کچھ عرصہ سے جانتی تھی۔ 3 ہفتوں کے بعد اس کے پاس پیسے ختم ہو گئے تو اس کے ساتھی آگے نکل گئے۔ ریچل نے سارے علاقے کے ہوٹلوں میں نوکری حاصل کرنے کی کوشش کی، لیکن ہر جگہ سے اس کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ ایک ایسے علاقے میں پہنچی جہاں پر گندی بار اور جنسی کلب تھے۔ ایک لال رنگ کا بورڈ جس پر فلش لائٹ سے لڑکیاں، لڑکیاں، لڑکیاں لکھا ہوا تھا۔ ریچل نے سوچا: "میں ایک لڑکی ہوں"۔ اور ایک بدقسمت عمارت کی سیڑھیاں اترنا شروع کیں۔ کچھ منٹوں بعد ایک اور لڑکی اس کی عمر کی آ گئی، اور پھر وہ سیدھی آگے بڑھ گئی۔

ایک خوفناک خواب

کلب کے اندر، ریچل کا کام ناچنا اور گاہکوں کی ٹانگوں پر بیٹھنا تھا، شراب کے نشے میں آدمی اس کے کپڑے اتارتے تھے۔ شام کو وہ بہت سا وقت نہانے میں گزارتی تھی، اپنی جلد کو ملتی رہتی تھی جب تک کہ اس کو محسوس نہیں ہوتا تھا کہ اس کے جلد کی تہہ اتر گئی ہے۔ وہ اکثر سوچتی تھی کہ یہاں سے کیسے نکلے گی۔ وہ اس کے لئے ایک ڈراؤنا خواب تھا کہ جس سے وہ نہیں جاگ رہی تھی۔

پیار ہو گیا

ریچل جرمنی میں ایک آدمی جے پی سے ملی، اس کی بڑی اور خوبصورت آنکھیں تھی ریچل کو اس سے پیار ہو گیا۔ جے پی اس کو بہت اچھا لگا، لیکن اس نے اس کے سارے پیسے لے لئے جو اس نے منشیات خریدنے کیلئے رکھے تھے۔ اگر وہ شام کو زیادہ پیسے نہیں کماتی تھی تو اس کو مارتا تھا۔

بعض اوقات وہ بعد میں پچھتاتا تھا۔

وہ اس کو کہتا تھا کہ "تم کو زیادہ پیسے لانے کیلئے سخت محنت کرنا پڑے گی۔" ریچل کو اس میں کوئی برائی نظر نہیں آتی تھی جو بھی جے پی اس کو کہتا تھا وہ اس کو پیار بھی کرتا تھا اور مارتا بھی تھا اور بہت بری باتیں بھی سناتا تھا۔ ریچل گھر سے ہی ان باتوں کی عادی تھی۔

بھاگنا

جے پی ریچل کو مارنے ہی والا تھا کہ اس نے ایک چرچ میں پناہ لی۔ آخر کار اس نے جے پی اور کلب کو چھوڑ دیا، اور ایک امریکن گھر میں کام شروع کر دیا۔

کافی عرصے کے بعد، ریچل ایک رات ٹھنڈے پسینے اور پریشانی میں اٹھی۔ اس نے ڈراؤنا خواب دیکھا اور اس کا پورا جسم درد کر رہا تھا جو بھی جے پی نے اس کے ساتھ کیا تھا۔ لیکن وہ جس گھر میں کام کر رہی تھی انہوں نے اس کو اتنا پیار دیا کہ وہ اب بہتر محسوس کرنا شروع ہو گئی تھی۔

ریچل اب دوسروں کی مدد کرنا چاہتی تھی اور وہ زیادہ سے زیادہ چرچ میں شمولیت اختیار کرنے لگی۔ جب اس کو کام کرنے کیلئے امریکہ کا سفر کرنا پڑا، ان عورتوں کی مدد کیلئے جو اپنے آپ کو جنسی طور پر بیچتی تھیں ان کی اچھی زندگی کیلئے، اس نے وہ موقع حاصل کیا۔

ریچل کچھ واپس کرتی ہے

نیویارک میں پہلے کچھ دن ، ریچل نے اپنا وقت چمکنے والی عمارتوں کے اوپر گزارا۔لیکن جلد ہی اس نے مشہور شہر کی اندھیری زندگی کو ڈھونڈلیا۔

ریچل کی نئی نوکری اس کو نیویارک کی طرف لے گئی۔ دن کے وقت وہ یتیم خانوں اور جیلوں کا دورہ کرتی۔ اور رات کے وقت ان گلیوں میں جاتی جہاں پر عورتوں کو بیچا جاتا تھا۔

"ہائے، میں ریچل ہوں۔۔کیا میں آپ کیلئے کافی یا چاکلیٹ لے آؤں؟ کیا آپ کو کسی بھی مدد کی ضرورت ہے؟"

پہلے کوئی بھی اس سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔دلال اندھیرے میں لالچی نظروں سے اس کو دیکھتے تھے جب وہ ان عورتوں کو اس کام سے روکتی تھی۔شام کے وقت یہ آسان تھا۔عورت پہلے اس کے انگلش کے تلفظ پر ہنسی اور اس کو امریکہ کی زبان کا طریقہ بتایا۔ مجھے اچھا لگا یہ جان کر کہ گلی کو راستہ کہا جاتا ہے،اور وہ عورت اس جنسی کاروبار میں زندگی ڈھونڈ رہی تھی ۔ جو آدمی ان کو بیچتے تھے ان کو دلال کہتے ہیں، جان اور ٹرکس ان کے گاہک تھے۔

ان میں بہت سے ایسی حالت میں 13 اور 14 سال کی عمر سے ہی تھے ۔ وہ سب بغیر کسی گھریلو مدد کے غربت کی حالت میں ہی بڑھے ہوئے تھے۔ان میں سے کچھ گھروں سے بھاگے ہوئے تھے، جو فوسٹر گھر میں رہتے تھے اور کچھ کو گھر سے نکال دیا گیا تھا۔

ایک عورت نے کہا" لیکن ہم سے بات مت کرو،" وہ جو سب سے چھوٹی ہے اسکو مدد کی ضرورت ہے "

ریچل بہت حیران ہوئی یہ دیکھ کر کہ ایک 12 سال کی لڑکی اس گلی میں تھی ۔ وہ بہت غصہ ہوئی جب اس کو پولیس نے گرفتار کیا اور جیل بھیج دیا۔

اس نے کہا" تم ابھی بچی ہوں!" تم کو سزا کے بجائے مدد کی ضرورت ہے۔"

ریچل نے یہ جانا کہ نیویارک میں یہ قانون ان بچوں کیلئے ہے کہ جن بچوں کو جنسی کاروبار کے لئے اغوا کر کے دوسرے ملکوں سے لایا جاتا ہے۔لیکن بہت سی لڑکیاں جن سے وہ ملی وہ نیویارک میں ہی پیدا ہوئیں اور بڑی ہوئیں۔

GEMS کا قیام

جب ریچل نے یہ محسوس کیا کہ یہاں پر لڑکیوں کی مدد کیلئے کوئی بھی نہیں ہے، اس نے ان کے لئے کچھ کرنے کا فیصلہ کیا۔ایک سال بعد امریکہ منتقل ہونے کے بعد، اس نے اپنی نوکری سے استعفی دے دیا اور صرف 30 ڈالر سے اور ایک دوست سے کمپیوٹر ادھار لے کر اپنے گھر کی کچن کی میز سے اس نے اپنی تنظیم کا آغاز کیا ۔ اس نے اپنی تنظیم کا نام GEMS رکھا (Girls Educational and Mentoring Services) آج 20 سال ہو گئے ہیں، حتی کہ ریچل خود حیران ہے کہ اس نے یہ سفر کیسے طے کیا۔

وہ کہتی ہے کہ " مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ تنظیم کیسے چلاتے ہیں۔"

" لیکن کچھ کرنے کا ارادہ تھا۔"

پہلے پہل، ریچل نے اپنے ہمسائیوں کو اپنے چھوٹے سے فلیٹ میں پیار اور محبت کی تعلیم دی۔

"لڑکیاں میرے صوفے پر سو جاتی تھی ، میرے کپڑے ادھار لے جاتی تھیں ، میرا فریج صاف کر دیتی تھی!"

بعض اوقات ایک دلال اور اس لڑکی کو ڈھونڈتا جو وہاں سے بھاگ آئی تھی،اور دروازہ توڑنے کی کوشش کرتا۔" لیکن میں ذرا بھی نہیں ڈرتی تھی۔ مجھے اس کا بہت تجربہ تھا کہ میں کیسے ڈروں۔

ایک لڑکی نے ریچل کو بتایا کہ اس کے دلال نے اس کو GEMS کے حوالے سے دھمکی دی ہے۔

اس نے ریچل کو بتایا کہ "وہ کہتا ہے کہ تم میرا ذہن صاف کرنے کی کوشش کرو،"

ریچل نے کہا۔" تم کیا سوچتی ہو کہ اس نے تم کو ایسا کرنے کیلئے کیوں کہا ہے؟" لڑکی نے کچھ کہنے سے پہلے تھوڑی دیر سوچا:

" شائد وہ میرا ذہن صاف کرنا چاہتا تھا۔"

تعلیم اور پیار

جیسے ہی GEMS بڑھنا شروع ہوا اس نے اور وسائل حاصل کر لئے ۔ ریچل نے آرام دہ صوفہ سنٹر میں رکھا اور دیواروں کو پینٹ کیا۔

جب ریچل امریکہ میں آئی تب بچوں کا جنسی کاروبار تبدیل ہو چکا تھا۔ بہت سی لڑکیاں گلیوں کے بجائے آن لائن فروخت کی جاتی تھیں

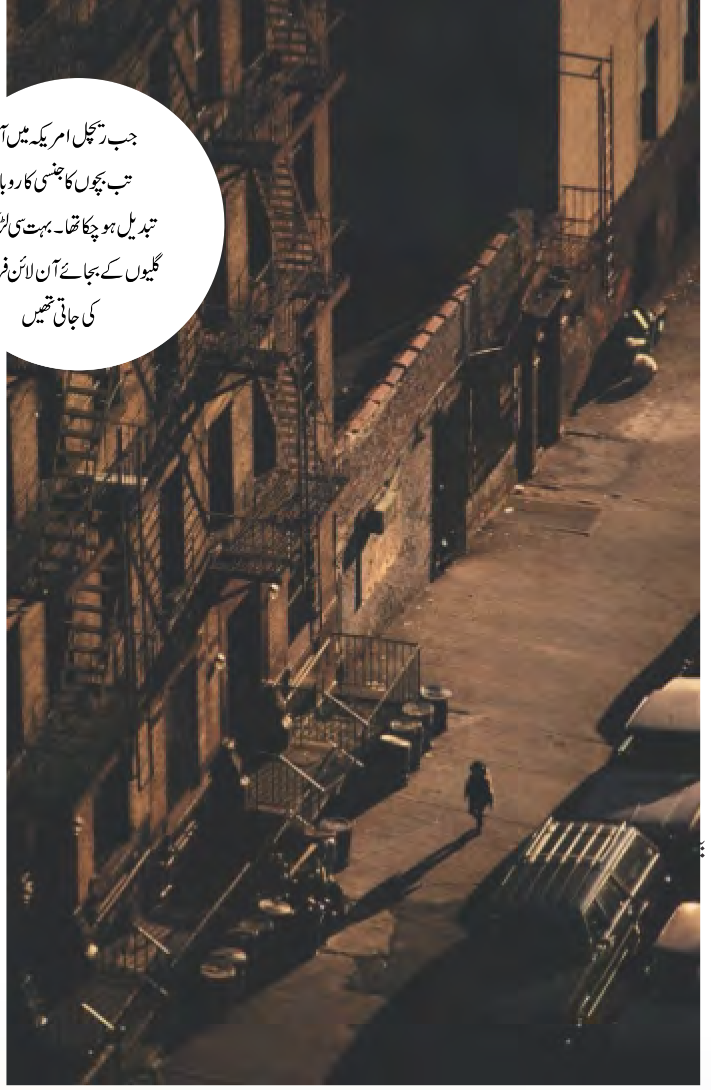

ریچل ایسی جگہ چاہتی تھی کہ جہاں ہر کوئی تحفظ محسوس کر سکے، جہاپر پرائیویٹ بات چیت ہو سکے، بوکسنگ اور یوگا ، اور ایسی خدمات فراہم کی جائیں جہاں پر بہتری کی مشقیں کروائی جاسکیں۔ وہ ایک ایسا محفوظ گھر لڑکیوں کے لئے چاہتی تھی جہاں پر وہ بغیر کسی خطرے کے رہ سکیں جب وہ دلالوں سے جان چھڑا کر آتی ہیں۔

بچنے والے راہنما بن گئے

بہت سی لڑکیاں جن کی شروع میں ریچل نے مدد کی تھی جو بچ گئیں تھیں انہوں نے رہنما بن کر دوسروں کو متاثر کیا۔

"میں نے GEMS میں ایک گروپ شروع کیا ، جہاں پر ہم ہر چیز کے متعلق بات کرتے ہیں جیسا کہ گلیوں کی زندگی، نسلی امتیاز، قانون اور سیاست پر بات کرتے ہیں۔ہم ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھتے ہیں ۔اب ہم CSEC کے خلاف ملکر وکیل بن کر جدوجہد کرتے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ تلاش کرتے ہیں۔ یہ سب نابرابری، غربت، نسلی امتیاز، جنسیات اور امتیازی سلوک جو کہ عمومی طور پر بچوں پر اثر انداز ہوتا ہے کو قابو کرنے کیلئے ہے۔" گھروں کی کمی، صحت کے معاملے میں غفلت اور بیروزگاری بھی اہم مسائل ہیں۔

صدر سے ملاقات

GEMS کے بچنے والے اور ریچل مختلف جگہوں کا سفر کرتے ہیں اور تبدیلی کی بات کرتے ہیں۔

ریچل کہتی ہے کہ " ہم قانون ساز، سیاستدان، صدر، آرٹسٹس اور فلم اداکاروں سے ملتے ہیں ۔اور لڑکی کی اپنی کہانی جو لوگ سنتے ہیں، جو بہت بڑا فرق بناتے ہیں " جو خود وائٹ ہاؤس اور اقوام متحدہ میں تقاریر کرتی ہیں۔

پراثر پروگرام

GEMS امریکہ میں تیزی سے ترقی کرنے والی تنظیم بن گئی ہے جو گھریلو اغوا اور جنسی استحصال کا شکار لڑکیوں اور بچوں کیلئے کام کر رہی ہے۔لیکن ریچل ایس دنیا کا خواب دیکھتی ہے؛ جہاں پر لڑکیوں اور عورتوں کو صرف جائیداد کی طرح نہ بیچا جائے بلکہ ان کو لڑکوں اور آدمیوں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر رکھا جائے۔

"میں چاہتی ہوں کہ تمام بچوں کو ایک حفاظتی ماحول میں آگے بڑھنے کا موقع ملنا چاہئے جہاں پر ان کو ہر طرح کی مدد فراہم کی جائے اور ان کو گھر میں، سکول میں اور سوسائٹی میں ہر حق ملے جس کے وہ حقدار ہیں۔

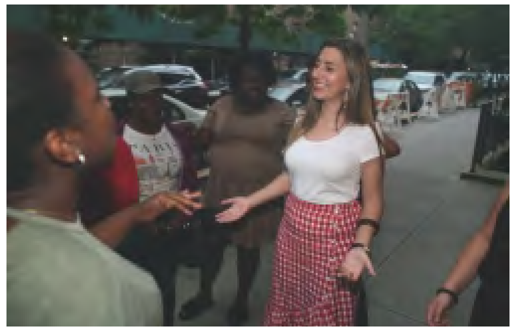

اس لفظ جیم کے انگلش میں اور معانی ہیں۔ریچل کیلئے ،گلیوں میں ملنے والی زندگی سے ہاری ہوئی لڑکیاں ہیرے کی طرح ہیں ۔ان کو اپنی حقیقی قیمت جاننے اور چمکنے کیلئے کو صرف تھوڑی سی مدد چاہئے۔

ریچل اور جیمز خطرناک ضرورت مند کو محفوظ رہائش فراہم کرتے ہیں

GEMS ان لڑکیوں کی مدد کرتا ہے جو بچوں کے جنسی کاروبار سے بھاگ کر آئیں ہیں۔
ان کی شناخت اب یہ ہے کہ وہ اس کاروبار سے بچ گئیں ہیں اور راہنما بن گئیں ہیں،
اور یہ لفظ ان کے جسم پر ٹیٹو کی طرح لکھا ہوا ہے

بہت سے فنکار، جیسا کہ بیونسے بھی جیمز کے کام اور ریچل کو سپورٹ کرنے آئی ہے

GEMS سنٹر ہمیشہ چھوٹی لڑکیوں سے بھرا رہتا ہے اور سب ریچل کا کھانا پسند کرتے ہیں

ریچل اور GEMS کس طرح کام کرتے ہیں

ریچل اور GEMS ان لڑکیوں اور عورتوں کی مدد کرتی ہیں جن کی عمر 12 سے 24 سال تک ہے، جو امریکہ میں گھریلو اغوا اور جنسی استحصال سے بچ گئیں ہیں۔اس کے ذریعے:

راہنما کی تربیت

مشاورت، مشقیں، تخلیقی مشاغل، کھیل اور صحت جیسا کہ یوگا اور تھراپی۔

نصیحت کے ذریعے تعلیم اور مدد۔

لڑکیوں کیلئے محفوظ گھر۔

آزادی سے رہنے کیلئے رہنمائی

محفوظ کام۔

قانونی مشاورت اور جیل میں اس کے متعلق خدمات دینا۔

بچوں کی جنسی فروخت کے حوالے سے کیمپ لگانا اور لڑکیوں کے حقوق، انصاف، بچوں کے دوستانہ قانون اور سسٹم۔

شوقینا نے اپنی زندگی کو سنبھالا

TEXTO: CARMILLA FLOYD FOTO: JOSEPH RODRIGUEZ

شوقینا اپنی آنکھیں کھولتی ہے۔ وہ کہاں ہے؟ اس کا سر چکرا رہا تھا اور اس کا چہرہ سخت محسوس ہو رہا تھا۔ اس کا سارا جسم درد کر رہا تھا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا، سفید دیوار اور ایک پلاسٹک کا بینڈ اس کی کلائی پر تھا۔ اس کے بازؤں پر زخم تھے۔

شوقینا 15 سال کی ہے جب وہ بے ہوشی کی حالت میں ملی۔ اس کا اوپر والا ہونٹ دو حصوں میں تقسیم ہو چکا تھا؛ اس کے جبڑے اور اس کی ناک ٹوٹ ہوئی تھی، جب نرس نے اسے آئینہ پکڑایا، شوقینا نے اپنا ٹوٹا ہوا چہرہ دیکھا اور سوچنے لگی کہ وہ بہت خوش قسمت ہے کہ زندہ بچ گئی ہے۔

جو آخری بات شوقینا کو یاد تھی کہ وہ ایک اندھیری گلی میں کار سے ٹکرائی تھی۔

چیخنا چلانا اور مارنا

جب شوقینا چھوٹی تھی، وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی ماں اس کو ہر وقت مارتی اور غصہ کیوں ہوتی رہتی ہے۔

"شائد اس لئے کہ میں کچھ غلط کرتی تھی؟" وہ حیران ہوتی تھی۔ "یا شائد میں بدصورت ہوں اس لئے؟ اس کے چھوٹے بہن بھائی شوقینا کو اکثر اس کے کالے رنگ اور چھوٹے بالوں کی وجہ سے تنگ کرتے تھے۔ اس لئے وہ ہر رات دعا کرتی تھی۔

"اے خدا، مجھے بھی دکھنے میں اچھا بنا دے۔ میرے بالوں کو بھی لمبا کر دے۔"

کوئی بھی اس کو نہیں بتاتا تھا کہ اس کی ماں ذہنی مریضہ ہے۔ اس بیماری نے اس کو ہر چیز سے خوفزدہ کر دیا ہوا تھا، وہ چیختی رہتی تھی اور بعض اوقات پر تشدد ہو جاتی تھی

وہ لڑکا جو صرف 17 سال کا تھا
اور شوقینا کا دوست بننا چاہتا تھا
حقیت میں وہ 29 سال کا تھا۔
وہ اس سے جنسی کام کروانا چاہتا تھا۔

جب شوقینا ان گلیوں کو چھوڑنا چاہتی تھی، تو اس کے دلال نے
اس کو کمرے میں بند کر دیا اور صرف کام کے وقت ہی اس کو باہر جانے کی اجازت تھی۔

شوقینا جب صرف 5 سال کی تھی تو اس کے والدین الگ ہو گئے تھے۔ اس کا والد امریکہ کے دوسرے حصے کی طرف منتقل ہو گیا تھا، اور بچے نیویارک میں اپنی ماں جو مشکلات میں گھری ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی تھے۔

دور بھیج دیا

میری ماں اپنے طور پر بچوں کی دیکھ بھال نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے شوقینا اور اس کی دو بڑی بہنوں کو ان کے دادا اور دادی کے پاس بھیج دیا جو 700 کلو میٹر دور شہر کے باہر کی طرف رہتے تھے۔ شوقینا یہ نہیں پوچھ سکتی تھی کہ ان کو کیوں رہنے کیلئے دور بھیجا جا رہا ہے، لیکن جب اس نے سکول شروع کیا اس کو سمجھ لگی اس میں بہت عرصہ لگے گا۔

شوقینا اپنا ماں کو کامیاب کروانا چاہتی تھی اس لئے وہ سخت محنت سے پڑتی تھی۔ اس نے اچھے گریڈ حاصل کیئے، ہر چیز کو پیچھے چھوڑ کر وہ ہمیشہ آخر میں ہوتی تھی جو اپنا کام مکمل کرتی تھی۔ وہ اس بات سے بہت ڈرتی تھی کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہو جائے۔

لمبا انتظار

بہت سال گزرنے کے بعد، بعض اوقات اس کی ماں فون کرتی اور کہتی کہ وہ بہت جلد اس ملنے آ رہی ہے۔ تب شوقینا بہت خوش ہوتی، وہ پورے گھر کو اچھی طرح ہر طرف سے صاف کرتی گھاس پر جانے سے پہلے اپنی ماں کیلئے چار پتوں کا پاؤڈر بناتی، کیونکہ یہ ان کیلئے خوش قسمتی کی علامت تھی۔ یہاں پر 10 ہزار پتوں میں سے صرف 4 پتوں سے یہ پاؤڈر بنتا تھا لیکن شوقینا امید نہیں ہارتی تھی۔ وہ گھنٹوں گھاس پر ڈھونڈتی رہتی اور انتظار کرتی۔ اس کی ماں وعدہ کرنے کے باوجود نہیں آتی تھی۔

6 سال کے بعد، جب اس کی ماں نے دوبارہ شادی کر لی، وہ اپنے بچوں کو واپس لانا چاہتی تھی۔ وہ مشرقی نیویارک منتقل ہو چکی تھی، وہ ایک غریب اور پر تشدد علاقہ تھا جہاں پر گلیوں کے کونے پر منشیات فروش تھے اور عمارتیں ایسے جیسے کہ قبرستان ہوں۔ شوقینا اس بڑے شہر کے لوگوں اور شور سے واقف نہ تھی، لیکن وہ اس بات پر خوش تھی کہ گھر والے واپس آ گئے ہیں اور مل کر رہ رہے ہیں۔ وہ ایک ایسے گھر میں رہ رہے تھے جس میں چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں تھیں اور وہ ایک جیسی عمارتوں کے بیچ میں گھرا ہوا تھا۔ اس کے سکول کے پہلے دن، شوقینا واپسی پر اپنا گھر کا راستہ ڈھونڈتے ہوئے گھبرا رہی تھی۔

مشکل سکول

سکول کا گراف نیچے چلا گیا تھا کیونکہ اس میں بچوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ کچھ بچے استاد کو جماعت میں برا بھلا کہتے تھے، استاد نے قسم کھائی!

شوقینا نے اس سے پہلے ایسا کچھ نہیں دیکھا تھا۔

ہائی سکول میں، شوقینا سیکھنے والوں میں سے سب سے پہلے نمبر پر تھی۔ وہ اپنی ماں کو قابل احترام بنانا چاہتی تھی اور خوش کرنا چاہتی تھی لیکن اس کی ماں صرف بری چیزیں ہی دیکھتی تھی۔ جب وہ اس پر چیختی چلاتی نہیں تھی یا مارتی نہیں تھی، وہ بچوں کی طرح روتی تھی اور آرام چاہتی تھی۔ بعض اوقات شوقینا اپنے آپ کو کمتر محسوس کرتی تھی، اپنے آپ کو اس لئے مارنا چاہتی تھی۔ لیکن یہ سوچتی تھی کے اس کے بعد اس کی ماں کا خیال کون رکھے گا۔

تتلیاں

شوقینا کو اچھا نہیں لگتا تھا کہ وہ اپنی ماں سے پیسوں کا کہے، اس لئے اس نے ایک دوکان میں کام کرنا شروع کر دیا۔ سکول سے سیدھا گھر جانے کے بجائے جیسا کہ وہ پہلے کرتی تھی، وہ اپنے ہمسائے میں کام کیلئے چلی جاتی تھی اور شام کو کام کے بعد گھر جاتی۔ دن کے وقت یہ بہت مختلف محسوس ہوتا تھا۔ کیونکہ دن کے وقت گلیوں کے کونوں میں بہت لوگ ہوتے تھے اور گانے چلا رہے ہوتے تھے، اور لڑکے اس پر آوازیں کستے تھے۔

"ہائے کیوٹی! ہمارے پاس آؤ۔" وہ جلدی سے ان کے پاس سے گزر جاتی۔ وہ ان لڑکوں سے بات کرنا پسند نہیں کرتی تھی۔ لیکن جلد ہی وہ ان کے بیچ پھر آ گئی۔

"سنو! کیا ہم صرف بات نہیں کر سکتے؟" ایک لڑکا جو ہمیشہ اسی جگہ پر کھڑا ہوتا تھا۔ وہ اس کو ہر شام بلاتا تھا جب تک کہ شوقیا نارک نہ جاتی۔

وہ کہتا کہ "تم خوبصورت ہو!" تمہاری عمر کتنی ہے؟ میں 17 سال کا ہوں۔ "شوقینا نے جواب دیا "میں 15 سال کی ہوں، " جبکہ وہ حقیقت میں 14 سال کی تھی۔ وہ اپنے آپ کو بچہ نہیں سمجھتی تھی۔ انہوں نے ایک دوسرے کو اپنے فون نمبرز دیئے اور وہ خوش ہوتے ہوئے اپنے گھر آ گئی۔

آج تک کسی نے بھی اس کو خوبصورت نہیں کہا تھا۔

شوقینا اور اس لڑکے نے روز ملنا شروع کردیا۔ یہ بالکل ایک نیا احساس تھا، کہ کوئی ایسا تھا جس کے ساتھ وہ ہر قسم کی بات کرسکتی تھی۔ وہ کہتا تھا کہ ہمیشہ اس کا خیال رکھے گا۔

وہ بعض اوقات کہتا کہ "میں تم کو بہت یاد کررہا ہوں، کیا تم سکول سے آج چھٹی نہیں کرسکتی ہو۔" اس سے پہلے کبھی کسی نے شوقینا کو یاد نہیں کیا تھا۔ اس نے جماعت کو چھوڑنا شروع کردیا جس کی وجہ سے اساتذہ اس سے مایوس ہونا شروع ہوگئے۔ کہ ان کے سب سے بہترین طالب علم کو کیا ہوگیا ہے؟

دباؤ

ایک شام، وہ لڑکا اس کے ساتھ جنسی عمل کرنا چاہتا تھا، لیکن شوقینا نے انکار کردیا۔ اس کی ماں بہت مذہبی عورت تھی اور اس کو بتاتی تھی کہ شادی سے پہلے جنسی عمل کرنا گناہ ہوتا ہے۔ لڑکا بہت مایوس ہوا۔

اس نے کہا "اگر تم مجھ سے پیار کرتی ہو تو میرے ساتھ جنسی عمل کرنا ہوگا۔"

وہ روز اس پر بات کرتے تھے اور آخرکار شوقینا مان گئی۔ وہ سمجھتی تھی کہ یہ سب کرنے کے بعد وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے۔ لیکن اس کے بعد، اس لڑکے نے شوقینا سے بات کرنا چھوڑ دیا۔ جب وہ گلی میں ملتے تھے، وہ مکمل طور پر اس کو نظر انداز کردیتا تھا۔

شوقینا بہت دکھی تھی، وہ نہ کھاتی تھی اور نہ سوتی تھی۔ سوچیں اس کے سر میں گھومتی رہتی تھیں۔ کہ اس نے کیا غلط کیا ہے؟ وہ اس کو اب پسند کیوں نہیں کرتا؟ اس کا کوئی دوست نہیں تھا کہ جس سے وہ اس کے متعلق بات کرسکے۔ اپنی ماں سے اور بہنوں سے بات کرنا مناسب نہیں تھا۔

وہ اپنے گھر چلی گئی۔ وہ روتی، دعا کرتی رہی، لیکن وہ صرف اس کو حیرت سے دیکھتا تھا۔

شوقینا مشرقی امریکہ میں بڑی ہوئی
جو خطروں میں گھرا ہوا اور انتہائی غریب شہر تھا

"میرے پاس چھوٹی لڑکیوں کے لئے وقت نہیں ہے۔ میں ایک بڑا آدمی ہوں۔"

شوقینا کو اب سمجھ لگی کہ اس نے اپنی عمر کے متعلق جھوٹ بولا تھا وہ 17 سال کا نہیں تھا، بلکہ 29 سال کا اور اس کی عمر سے دوگنا تھا۔

اس نے کہا "میں ایک دلال ہوں، "اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو تم کو میرے لئے کام کرنا پڑے گا۔"

شوقینا نہیں جانتی تھی کہ دلال کیا ہوتا ہے، لیکن وہ بیتاب تھی۔

اس نے کہا" کہ میں سب کچھ کروں گی، "بس مجھے اپنے ساتھ رکھو۔"

آدمی کو بیچ دیا

چیزیں جلدی سے بدل رہی تھیں، کیونکہ اس کے دلال کا شروع سے یہ پروگرام تھا جب اس نے پہلی بار شوقینا کو دیکھا تھا۔ اس نے شوقینا کو اونچی ایڑی والی جوتی اور چست چھوٹے کپڑے دیئے۔ اس نے شوقینا کو بتایا کہ یہ ایسی نوکری ہے جس میں اس کو آدمیوں کے ساتھ پیسے کیلئے جانا پڑے گا۔ شوقینا اس بات کو سمجھ نہیں سکی۔ اس نے رونا شروع کردیا اور وہ دلال اس پر غصہ ہونے لگا۔

اس نے کہا کہ "اگر تم مجھ سے پیار کرتی ہو، تم کو میرے لئے کچھ بھی کرنا پڑے گا،"

اس کے بعد شوقینا خاموشی سے روتی، جب وہ دلال سو جاتا تھا۔ وہ سوچتی تھی کہ "میں صرف 14 سال کی لڑکی ہوں جو اس دلدل میں پھنس گئی ہوں۔"

پہلے پہل، وہ دلال صرف مختلف آدمیوں کے ساتھ اس کی ملاقات رکھتا تھا۔ لیکن اس کے بعد شوقینا کو گلیوں میں دوسری لڑکیوں کے ساتھ کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ وہ اس کو کام کا راستہ کہتے تھے۔ وہاں پر بہت سی کاریں آرام سے اس گلی میں سے گزرتی تھیں۔

شوقینا ان کو دیکھ کر مسکراتی اور ہاتھ ہلاتی تھی، کیونکہ اس کا دلال ہر وقت اس پر نظر رکھے ہوئے اس کے پاس ہوتا تھا۔ جب کوئی کار رکتی تھی، شوقینا اس آدمی سے پوچھتی تھی کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ کچھ گاہک اس سے پوچھتے تھے کہ عمر کیا ہے۔ وہ کہتی تھی کہ 19 سال جو اس کے دلال نے اس کو کہا تھا۔

کچھ کہتے تھے "نہیں، تم 19 سال کی نہیں ہو، تم 13 سال کی لگتی ہو۔" لیکن پھر بھی وہ اس کو خرید لیتے تھے۔

سزا

ایک رات، پولیس نے شوقینا کو گرفتار کرلیا۔ نیویارک میں جسم فروشی غیر قانونی ہے۔ 15 سال سے کم عمر سے یہ کام کروانا جرم تھا۔ یہ واضح طور پر زبردستی کے زمرے میں آتا تھا۔ لیکن شوقینا کی طرح کی لڑکیوں کیلئے ایسا کوئی قانون نہیں تھا۔ اس کو جولین سنٹر بھیج دیا گیا جو کہ بچوں کی جیل ہے۔

تھوڑے زیادہ پیسے کمانے کیلئے
شوقینا نے ایک دوکان پر نوکری کرلی جب وہ 14 سال کی تھی۔
شام کو اس کے گھر کے راستے میں وہ ایک آدمی سے
ملی جو بعد میں اس کا دلال بن گیا تھا۔

کسی نے بھی اس آدمی کے بارے میں نہیں پوچھا جس نے اس کو بیچا تھا یا جس نے اس کے ساتھ زبردستی کی تھی۔

قید خانے میں، ہر کوئی ان لڑکیوں کو کمتر سمجھتا تھا جو گلیوں میں اپنے آپ کو بیچتی ہیں، دونوں قسم کے گارڈز اور لڑکیاں جو چوری اور حملے کے جرائم کا شکار تھیں۔ وہ شوقینا کو بتاتی تھیں کہ اس کو ایسی حرکت کرنے پر اپنے آپ پر شرمندہ ہونا چاہئے۔ وہ اپنے بالوں کے گرنے سے بہت پریشان ہوتی تھی۔

GEMS کی طرف سے دورہ

کچھ مہینوں کے بعد GEMS تنظیم میں کام کرنے والی ایک کارکن، ہیلے نام کی ایک عورت شوقینا سے ملنے آئی۔ وہ جولین کے سنٹر میں اس لئے آئی تھی کہ وہ ان لڑکیوں سے مل سکے جو کاروباری جنسی استحصال کا شکار تھیں۔

اس نے شوقینا سے پوچھا کہ "تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا؟ تم کیسا محسوس کررہی ہو؟"

ہیلے نے کہا اس سے پہلے کسی نے تم سے ایسے سوال نہیں پوچھے ہوں گے؛ وہ صرف اس کو جانچ رہی تھی۔ شوقینا نے کچھ بھی غلط نہیں کیا تھا۔

"تم شکار ہو، تم کو مدد کی ضرورت ہے۔"

شوقینا کو ابھی 6 مہینے اور یہاں رہنا تھا، لیکن ہیلے نے کہا کہ وہ اس کو جلد ہی یہاں سے آزادی دلا دے گی۔

اس نے GEMS کی مدد کو قبول کرلیا۔

جلد رہائی

شوقینا کی ماں اس کو واپس گھر لے آئی اور اس نے سکول جانا شروع کردیا۔ یہ بہت مشکل تھا، وہ مختلف محسوس کررہی تھی۔ کاش کہ اگر کوئی اس کو ڈھونڈ لیتا کہ وہ کہاں تھی؟

کہ سکول کے بعد GEMS میں جانا بہت آسان تھا۔ کیونکہ وہاں اس کو موقع ملتا تھا اس جیسی اور لڑکیوں سے ملنے کا جو اس حال سے گزری تھیں۔ اسے ریچل کو جاننے کا موقع ملا، جس نے GEMS کو شروع کیا تھا، اور وہ ریچل کے گروپ کو چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔

ایک ہفتے کی شام، ریچل ان لڑکیوں سے ملی، اور انہوں نے اپنی کہانیاں بتائی، رونا ہنسنا اور ایک دوسرے کی مدد کرنا۔

ریچل نے کہا کہ "آپ لوگ شکار ہیں، لیکن آپ جدوجہد کرکے بچ گئے ہیں، اچھی زندگی مبارک ہو۔"

شوقینا کا اس بات پر یقین کرنا بہت مشکل لگا کہ ریچل بہت مضبوط اور کام کی پابند تھی حالانکہ وہ بھی ان حالات سے گزری چکی تھی۔ اس نے اسے اور امید دلائی۔ لیکن یہ امید زیادہ دیر نہیں رہ سکی۔

بے گھر ہونا

شوقینا کی بہنیں ہمیشہ اس پر انگلی اٹھاتی تھیں، لیکن اب وہ اس کو گندی اور بری لڑکی بھی کہتی تھیں۔ لیکن اس کی ماں اکثر چلاتی رہتی تھی۔

"بازاری لڑکی! تمہاری کوئی قیمت نہیں ہے۔ تمہارا خاتمہ صرف گلیوں میں ہی ہوگا!"

شوقینا سوچتی تھی کہ شائد اس کے گھر والے درست تھے اور ریچل غلط تھی۔ وہ اندر سے سے ٹوٹ چکی تھی۔ جس کو شائد وہ ٹھیک نہیں کرسکتی تھی۔

ایک شام وہ گھر دیر سے پہنچی تو اس کی ماں نے اس کو گھر سے نکال دیا۔

وہ چیخ کر بولی" کبھی دوبارہ واپس نہیں آنا، اور زور سے دروازہ بند کردیا۔ شوقینا رات کے وقت گلی میں بالکل اکیلی تھی۔ وہ بہت شرمندہ تھی اور کسی کو بھی مدد کے لئے نہیں بلانا چاہتی تھی یہاں تک کہ GEMS کو بھی نہیں اس کو جینے کا صرف ایک ہی راستہ نظر آرہا تھا: کہ ایک دلال مل جائے جو اس کو رہنے کیلئے چھت اور کھانا دے سکے اس کے بدلے وہ جسم فروشی کرے گی۔

خطرناک کام

شوقینا کے نئے دلال کے پاس بہت سی لڑکیاں تھیں وہ ان سے زبردستی منشیات اور جسم فروشی کا کام کرواتا تھا۔ وہ شوقینا کو بند رکھتا تھا صرف اسی وقت اس کو باہر جانے کی اجازت ہوتی تھی جب اس نے کام کے لئے جانا ہوتا تھا۔ ایک شام شوقینا کو کچھ غنڈوں نے اغوا کرلیا اور کئی گھنٹے اس کے ساتھ بدتمیزی کرتے رہے۔ لیکن وہ اس خوف کی وجہ سے پولیس اسٹیشن نہیں گئی کہ کہیں اس کو دوبارہ جیل میں نہ بھیج دیں۔ اس کا دلال اس پر بہت غصہ ہوا کے اتنی دیر سے گھر واپس آئی اور وہ بھی بغیر پیسوں کے۔

ایک شام بارش کے دوران اس نے شوقینا کو گلی میں بھیج دیا:

اس نے کہا کہ "500 ڈالر کمائے بغیر واپس نہیں آنا۔"

گلی بالکل خالی تھی۔ شوقینا گلی کی لائٹ کے نیچے انتظار کررہی تھی۔ وہ ڈری ہوئی تھی،

شوقینا ورکشاپس اور میٹنگز کرتی ہے
ان لڑکیوں کے ساتھ جو اس سے متاثر ہیں
وہ ایک زندہ ثبوت ہے جس کو دیکھ
لڑکیاں اپنی زندگی کا فیصلہ کرتی ہیں

شوقینا

رہتی ہے: نیویارک شہر میں
مصروفیت: یونیورسٹی میں پڑھنا اور GEMS کے ساتھ کام کرنا
پسند ہے: میرا چیری
ناپسند: انسانی اسمگلنگ اور نسلی امتیاز
بھروسہ: ریچل اور GEMS خاندان پر
بننا چاہتی ہوں: ایک سماجی کارکن جو دوسروں کے لئے مثال ہو

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس طرح کی رات میں 500 ڈالر کمانا بہت مشکل کام ہے۔ ایک کار رکی، لیکن وہ آدمی جنسی عمل نہیں چاہتا تھا۔ وہ دلال تھا۔
اس نے کہا کہ "آؤ میرے لئے کام کرو،" شوقینا جو ڈر کی وجہ سے گھر نہیں جانا چاہتی تھی، کار میں بیٹھ گئی۔ وہ بہت دیر تک اندھیرے میں کار پر سفر کرتے رہے، بارڈر پار کر کے دوسری اسٹیٹ میں چلے گئے۔

ہسپتال میں آنکھ کھلی

کچھ دن پہلے، شوقینا ہسپتال میں بری حالت میں اٹھی۔ آخری بات جو اس کو یاد تھی، نیا دلال اس کو زبردستی باہر گلی میں کام کرنے کیلئے کہہ رہا تھا۔ اور وہ اس بات کیلئے دعا کر رہی تھی کہ کچھ ایسا ہو جائے، کہ وہ واپس اپنے گھر جا سکے۔
ایک گاڑی رکی وہ جلدی سے اس میں بیٹھ گئی۔ اس کے بعد ہر چیز اندھی ہوگئی۔

گریجوایشن مکمل کی

شوقینا آہستہ آہستہ صحت یاب ہوئی اور پھر واپس GEMS میں چلی گئی، جس نے اس کی رہائش اور سکول جانے میں مدد کی۔ 3 سال بعد وہ سٹیج پر سفید گاؤن اور ٹوپی کے ساتھ سٹیج پر کھڑی تھی۔ اس کے GEMS کے دوست اس کی ماں اور بہنیں تماشائیوں میں بیٹھے تھے۔ پھر پرنسپل نے کہا:
"اور اب۔ جماعت کی سب سے سینئر گریجوایش کرنے والی شوقینا کا نام لیا! ریچل اور اس کے ساتھ دوسرے اپنی کرسیوں سے اٹھ گئے اور تالیاں مارنا شروع ہو گئے۔ اپنی تقریر میں شوقینا نے اپنے آپ کو کنول کے پھول کے ساتھ تشبیح دی۔" کیونکہ کنول کا پھول مٹی اور گندگی میں بڑا ہوتا ہے لیکن جب وہ کھل کر سطح کے اوپر آتا ہے تو ایک نا بھولنے والی خوبصورتی ہوتی ہے۔"

اپنے سکول جاتے ہوئے جو کہ مین ہٹن میں ہے
شوقینا اس لئے پڑھ رہی ہے کہ وہ سماجی کارکن بن سکے

میں سانس لے سکتی ہوں

شوقینا اب 26 سال کی ہے۔ اپنی گریجوایشن مکمل کرنے بعد اس نے کہا، ہر چیز پہلے پہل بہت اچھی لگتی ہے اس نے کالج میں ایڈمیشن لیا اور GEMS کا لیڈر شپ کورس کیا۔ لیکن کچھ چیزیں ٹھیک نہیں لگتی تھیں۔
شوقینا یہ سب یاد کرتے ہوئے "مجھ میں ہمت نہیں تھی، میں اپنے آپ کو تھکا ہوا محسوس کرتی تھی،" ڈاکٹرز کو مجھ میں کوئی خرابی نظر نہیں آئی، جب تک کہ میں ایک سائیکاٹرسٹ سے ملی جس نے مجھے بتایا کہ میں پوسٹ ٹرامیٹک سٹریس (PTSD) سے گزر رہی ہوں۔
PTSD ان لوگوں پر اثر انداز ہوتی ہے جن کے ساتھ بہت خوفناک تجربات ہوئے ہوں جو ان کے جسم میں رہ جاتے ہیں۔ شوقینا کو علاج معالجہ کی سہولت دی گئی جس کی وجہ سے آہستہ آہستہ لیکن یقیناً بہتری آئی "میں کبھی نہیں بھول سکتی جب مجھے محسوس ہوا: کہ میں سانس لے سکتی ہوں!"

ایک بہترین نمونہ

اب شوقینا یونیورسٹی میں ہے اور GEMS کے لئے کام کر رہی ہے۔ وہ یتیم خانے، سکول، گروپ ہومز اور جولین کے سنٹر میں جاتی ہے اور وہاں پر لڑکیوں کو اپنی زندگی کی کہانی سناتی ہے اور بچوں کے ساتھ جو جنسی سلوک ہوتا ہے اور GEMS کے کردار کے بارے میں بتاتی ہے۔
شوقینا کہتی ہے کہ "میں دوسروں کی مدد کرنا چاہتی ہوں، کیونکہ میں نہیں جانتی کہ میں نے آج کہاں ہونا تھا اگر ریچل اور GEMS میرا ساتھ نہ دیتے تو۔" جب آپ اس حالت میں ہوتے ہو تو، آپ اپنے آپ کو بالکل تنہا اور اکیلا محسوس کرتے ہو۔ آپ سوچتے ہو کہ کوئی بھی آپ کو نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کن حالات سے گزر رہے ہو۔ لیکن ریچل نے اس بات کو سمجھا، کیونکہ وہ خود ان حالات سے گزری تھی۔ حقیقت یہی ہے کہ اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور دوسروں کی مدد کی، اور مجھے بھی امید اور حوصلہ دیا۔ اب میری باری ہے۔ میں دوسری لڑکیوں کے لئے مثال ہوں اس بات کا کہ ہم اپنی زندگی کو بہتر بنا سکتی ہیں۔

اس کا چیری شوقینا کا بہترین دوست ہے

شوقینا نے ہر طرح کے لوگوں کے سامنے تقریر کی ہے، سیاستدان، فنکار اور ان کو متاثر کیا کہ وہ جنسی کاروبار کے خلاف مہم میں شامل ہوں

جب شوقینا نے اپنی گریجوایشن کے دن سکول میں تقریر کی، تو اس نے اپنی زندگی کے 10 اصول اپنی ہم جماعتوں کے ساتھ شیئر کئے۔

شوقینا کی زندگی کا سبق

ہمیشہ اپنی عزت کرو!
کبھی کسی کو کمتر مت سمجھو۔
جب اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لوگے، جو بھی سفر کیا اس کو ہمیشہ یاد رکھو۔
اپنے ارد گرد لوگوں کو پہچانو۔
جب آپ غلطی پر ہوں تو ماننے میں ذرا بھی خوف محسوس نہ کریں۔
اپنا ہر دن ایسے گزاریں کہ جیسے یہ آپ کی زندگی کا آخری دن ہے۔
کبھی بھی مدد حاصل کرنے کیلئے نہ ڈرو۔
جب بھی نیچے گرو تم کو پتا ہونا چاہئے کہ کیسے اٹھنا ہے۔
ہمیشہ یاد رکھو کہ تم سے بہتر کوئی نہیں ہے۔

نوجوانوں کیلئے محفوظ بندرگاہ

احترام سے بات کریں!

شوقینا کہتی ہے کہ "جب ہم قانون میں تبدیلی کیلئے جدوجہد کرتے ہیں، ہم درست الفاظ کا استعمال کرتے ہیں، جو کہ بعض اوقات بہت مشکل ہوتا ہے۔" بہت سے لوگ ہم لڑکیوں کو کم تر سمجھتے ہوئے ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ جیسے ہماری کوئی قیمت نہیں ہے۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم ایسے الفاظ اور اطوار کا استعمال کریں جو دوسروں کو سمجھ میں آسکیں کہ ہم کن حالات سے گزر رہے ہیں، اور جیسا کہ پوری دنیا میں دوسروں کے ساتھ بھی ہورہا ہے۔"

بچوں کا تجارتی جنسی استحصال کیا ہے؟

بچوں کا تجارتی استحصال (CSEC)، کا مطلب کہ جب ایک بچہ 18 سال سے کم عمر میں اغوا ہوجاتا ہے، اس کو صرف کھانے، نشے، پیسے اور سونے کیلئے جنسی کام کیلئے پھنسایا جاتا ہے۔ ہم میں سے کچھ کا خیال یہی ہے کہ یہ جنسی کام ہی واحد ذریعہ ہے کہ ہم رہنے کیلئے کھانا اور پیسہ کما سکتے ہیں۔ لیکن ہم جس دنیا میں رہتے ہیں جہاں پر کھانے اور سونے کیلئے جنسی کام کرنا پڑتا ہے یہ درست نہیں ہے۔

ان الفاظ کا کیا مطلب ہے؟

تجارت کا مطلب دوکان میں خریدنا اور بیچنا ہے۔ بچوں کو اس طرح مشہور کیا جاتا ہے کہ جیسے وہ بیچنے کی چیزیں ہیں۔

جنسیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی حوالے سے جنسی کام کرنا جیسا کہ کسی بھی فلم میں کوئی سین کرنا وغیرہ۔

استحصال کا مطلب ہے جیسا کہ کوئی بالغ آدمی جس کے پاس پیسہ ہو، اس کا فائدہ اٹھائے جس کے پاس کوئی ذریعہ نہ ہو، جیسا کہ کوئی لڑکی غربت میں رہتی ہے۔

جب ریچل نے نیویارک میں ان غیر مناسب قوانین کے خلاف جدوجہد کیلئے آواز اٹھائی، اس نے ان لڑکیوں کو کہا جو اس سے اثر انداز ہوئیں تھی کہ میری مدد کریں۔

ایک شام ریچل نکی کی طرف دیکھ رہی تھی، جو اپنی تقریر لکھنے کے درمیان میں تھی۔ وہ جانتی تھی کہ نکی سیدھی ٹانگ پر اس کے دلال نے چھری کی مدد سے ایک لمبا نشان بنایا ہے۔ اور نکی کو 13 سال کی عمر میں بہت دفعہ بالغوں کی جیل میں رکھا گیا ہے۔

اگلے دن، ریچل اور نکی اور ان کے ساتھ کچھ اور لڑکیوں نے البانی کے لئے سفر کرنا تھا، جو کہ نیویارک کا سیاسی دارالخلافہ تھا۔ جہاں پر قانون لکھے جاتے اور پاس کئے جاتے تھے۔ یہ پہلی دفعہ تھا کہ بچوں کے جنسی کاروبار سے بچنے والوں نے اپنی آواز ان لوگوں کو سنائی جو اس فیصلے کو بنانے والے تھے۔

GEMS اور لڑکیوں کا یہ مطالبہ تھا کہ امریکہ میں موجود بچوں کو بھی وہی تحفظ اور امداد ملنی چاہیئے جیسا کہ پوری دنیا سے لائے گئے بچوں کو اس جنسی کاروبار میں ملتی ہے۔

نئے قانون کے مخالف وکیل لڑکیوں کو بچوں میں شمار نہیں کرتے تھے۔ ایک مخالف وکیل نے بات کی کہ "بالغ جوان جو گلیوں میں پھرتے جو کسی حکم کو نہیں مانتے اور نہ ہی اپنی خواہش کے مطابق انتظامیہ کو کوئی شکایت درج کرواتے ہیں۔"

ریچل کا خیال ہے کہ "لڑکیاں جلد ہی دلالوں کے اصول کو سیکھ لیتی ہیں۔ اگر تمام سیاستدان یہ بات دیکھ لیں کہ کس طرح نکی اور دوسری لڑکیاں بالغوں کو سنتی ہیں، شائد وہ اس طرح کی بے وقوفی والی حرکتیں کرنا روک دیں۔"

آنسو آ گئے

جب لڑکیوں نے اپنی تقاریر کانفرنس ہال میں کیں، وہاں پر اتنی خاموشی ہوگئی کہ صرف لوگوں کو اپنے سونگھنے کی آواز آرہی تھی۔ شوقینا نے اس بات کو پوچھتے ہوئے تقریر کا اختتام کیا کہ بچوں کی زندگی کی خاطر قانون کو بدلنا چاہیئے۔

ایک بوڑھے آدمی کی آنکھیں بھر آئیں اور اس نے کہا:

"تم سب کو مبارک ہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس بل کو پاس کروانے کیلئے وہ سب کچھ کروں گا جو مجھے کرنا پڑا۔"

لمبا انتظار

یہ نیا قانون 2010ء میں نیویارک میں پاس ہوا اور اس کو پاس ہونے کیلئے تقریباً ساڑھے چار سال کا عرصہ لگ گیا۔ اس کو استحصال زدہ بچوں کیلئے محفوظ بندرگاہ کے نام سے پکارا جاتا ہے، یہ ملک میں پہلا ریاستی قانون تھا جس نے یہ پہچان کروائی کہ بچے اور جوان جو اس کا شکار ہیں وہ مجرم نہیں ہیں۔ تب سے اب تک 12 ریاستوں نے اس کو مانا ہے۔

ریچل کہتی ہے کہ "ہم سب کو جو کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ تمام لڑکیوں کو وہ امداد ملنی چاہیئے جس کی وہ حقدار ہیں۔"

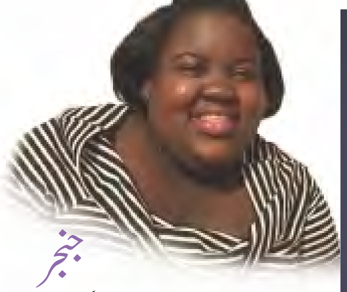

TEXTO: CARMILLA FLOYD FOTO: JOSEPH RODRIGUEZ

جنجر

رہتی ہے: جیمز کے محفوظ گھر میں
پسند: موسیقی
اسے خوش کرتا ہے: جھوٹ اور گپ شپ
دکھ: جب میں خود کو تنہا محسوس کرتی ہوں
بننا چاہتی ہوں: ایک نرس
کس کو دیکھتی ہوں: ریچل کو

آخر کار گھر پہنچ گئی

"جب پہلی بار میں GEMS میں اپنے کمرے میں اٹھی، مجھے بہت مختلف محسوس ہوا۔ میں سوچ رہی تھی یہ سچ نہیں ہوسکتا، کیونکہ میں اپنے آپ کو بہت محفوظ محسوس کررہی تھی۔

جنجر جمیکا میں پیدا ہوئی۔ "میر ماں فوت ہوگئی تھی جب میں 3 سال کی تھی میری نانی مجھے اپنے ساتھ لے گئی۔ مجھے اپنے دوستوں کے ساتھ دھوپ میں کھیلنا بہت اچھا لگتا ہے۔ مجھے محسوس ہوتا تھا کہ میں سونے جیسی ہوں۔"

امریکہ میں نئی زندگی

"میں جب امریکہ میں آئی میری عمر 12 سال تھی مجھے میری آنٹی نے گود لیا تھا۔ یہ بہت اچھا لگ رہا تھا، لیکن وہ سب چھوڑنا بہت مشکل تھا جس کی میں عادی تھی۔"

جنجر سکول میں اچھے گریڈ لیتی تھی، لیکن وہ موٹی تھی۔

"ایک دفعہ ایک لڑکی نے میرے بال کاٹ دیئے! لیکن میرے لئے سب سے بری چیز یہ تھی کہ جس نے مجھے گود لیا تھا وہ مجھے بہت مارتی تھی۔ وہ ہر چیز جو اس کے ہاتھ میں ہوتی تھی استعمال کرتی تھی، جوتا ہو یا کوئی بیلٹ، اور وہ کہتی تھی: میں تم کو واپس جمیکا بھیج دوں گی۔ بالآخر میں چھپ گئی اور کونسلر کو بتایا۔ گھر میں ہر کوئی پاگل ہوچکا ہے اور مجھ سے بات کرنا بھی چھوڑ دیا ہے۔"

جنجر اپنے دوستوں کے ساتھ بحران زدہ پناہ گاہ میں رہتی تھی، لیکن حقیقتاً وہ کسی نہ کسی طرح اپنے گھر والوں کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔

"میری سوتیلی ماں نہیں چاہتی تھی کہ میں ان کے ساتھ رہوں۔ اس نے پولیس کو بلایا اور کہا کہ میں خودکشی کرنا چاہتی ہوں، آکر مجھے یہاں سے لے جائیں۔ وہ مجھے ہسپتال لے گئے اور وہاں پر مجھے 2 دن تک ایک ڈبہ نما کمرے میں رکھا گیا، حتی کہ میں کہتی رہی کہ میں زندہ رہنا چاہتی ہوں۔ جب میں باہر آئی، میری سوتیلی ماں نے کہا کہ میں اس کو ساتھ لے کر نہیں جانا چاہتی۔ میں ٹوٹ گئی۔"

جنجر نے ایک اشتہار دیا کہ اس کو سونے کیلئے جگہ چاہیئے، اور اس کو جواب کے لئے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔

"ایک 40 سال کا شخص میرے پاس آیا اور مجھے اپنے ساتھ لے گیا۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا کہ اس کے رہنے کے ساتھ ساتھ اس کے کھانے، کپڑوں اور سکول جانے کا بندوبست کردے گا۔ اس کے بدلے، وہ مجھ سے جنسی عمل کرنا چاہتا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ اس کے علاوہ میرے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔ ایک مہینے بعد، وہ چاہتا تھا کہ میں اس کے ایک دوست کے ساتھ بھی جنسی عمل کروں۔ میں یہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ایک صبح میں بہت ہی جلدی اٹھی اور وہاں سے بھاگ گئی۔ اس نے مجھے ڈھونڈنے کی کوشش کی، لیکن میں بھاگنے میں کامیاب ہوگئی۔ اگر میں GEMS کے محفوظ گھر میں نہ جاتی تو، میں نہیں جانتی کہ میں کہاں ہوتی۔

7.00

"میں اٹھتی ہوں اور پھر اپنے فون کے ساتھ مصروف ہوجاتی ہوں! میں اس پر اپنا سارا کام کرتی ہوں: دوستوں سے بات، اخبار پڑھنا، فلم دیکھنا، موسیقی سننا اور کھیل کھیلنا۔"

7.30

"ہمارا اکٹھا کچن ہے جہاں پر ہم مل کر ناشتہ بناتے ہیں، کھاتے ہیں اور اپنے مینجر سے بات کرتے ہیں۔ یہ بالکل بھی میرے سوتیلے گھر والوں کی طرح نہیں تھا۔ وہ مجھ سے ایسے بات کرتے تھے جیسے مجھے دیکھ ہی نہیں سکتے۔"

8.00

مستقبل کے خواب دیکھنا "مجھے اپنے کمرے سے بہت پیار ہے۔ میں نے جو تصاویر اور پوسٹر GEMS میں بنائے، کہ میں کیسے پیسے بچا سکتی ہوں۔ کیونکہ میں چاہتی ہوں:

جمیکا میں اپنے گھر کا جا سکوں۔

اپنی جگہ خرید سکوں۔

بچوں کیلئے ایک ڈے کیئر بنانا چاہتی ہوں کیونکہ مجھے بچوں سے پیار ہے۔

ایک ہیئر سیلون کھولنا چاہتی ہوں۔

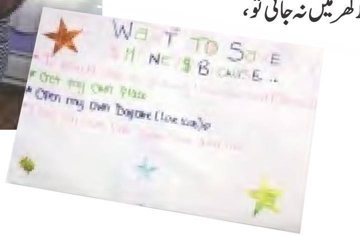

7.30 am

بال بنانا "میں بال بنانے میں بہت اچھی ہوں اور اکثر دوسری لڑکیوں کے بال بناتی ہوں، کرلنگ بالوں سے لے کر سیدھے بالوں تک۔"

جنجر اور اس کی دوست GEMS کے سیلون میں ایک دوسرے کے بال بناتے ہوئے۔

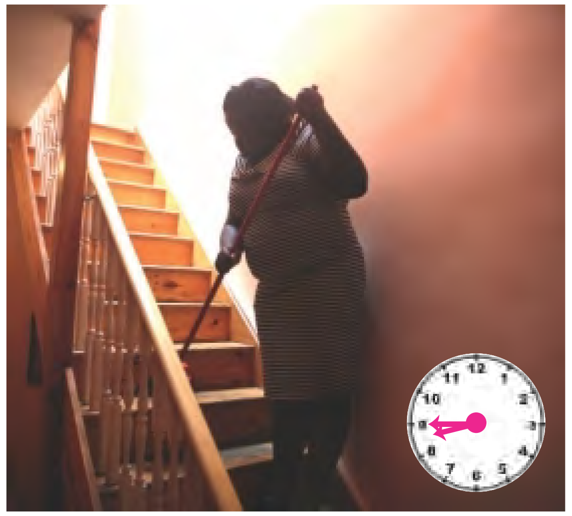

8.45 am

جلدی سے صفائی کرنا " گھر میں موجود ہر کوئی صفائی کرنے میں مدد کرتا ہے۔ ہمارے پاس روزمرہ کے کام کا پروگرام ہوتا ہے کہ ہم نے سارا دن کیا کرنا ہے!

"ہماری عمارت پر کوئی بھی سائن نہیں ہے ہم اپنا پتہ بالکل خفیہ رکھتی ہیں۔ یہ سب کی حفاظت کیلئے ہے، کیونکہ اگر آپ کسی شخص کے ساتھ باہر جاتے ہو اور کچھ بھی کرتے ہو تو پتہ نہ چلے۔

9.00 am

باہر جانے کا وقت "صرف ایک بات جو مجھے اچھی نہیں لگتی تھی کہ ہم کو صبح 9 بجے گھر سے باہر نکلنا ہوتا تھا اور شام سے پہلے ہم واپس نہیں آسکتے تھے۔ لیکن میں اپنے آپ کو مصروف رکھتی تھی! پڑھنے میں، کام کرنے میں اور لازمی طور پر GEMS جانے میں۔

TEXTO: CARMILLA FLOYD FOTO: JOSEPH RODRIGUEZ

10.30 am

GEMS میں بھرپور جوش "مجھے GEMS سے پیار ہے!" میں نے یہاں بہت سے نئے دوست بنائے ہیں، ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ سکول کے دوران میں صرف سہ پہر کو ہی یہاں آتی تھی، لیکن اب چھٹیاں ہیں اور ہم بچوں کی جنسی استحصالی کا ہفتہ منا رہے ہیں۔ ہم یہاں مشقیں اور مزے کے مشاغل روز کرتے ہیں۔ میرا پسندیدہ گروپ وہ ہے جہاں پر ہم سیاست اور حالات حاضرہ پر بات کرتے ہیں۔

"ریچل جو کہ ہر وقت مدد کے لئے تیار رہتی ہے۔ آپ اس کو کسی بھی وقت بلا سکتے ہیں۔ پچھلی رات وہ محفوظ گھر میں آدھی رات کے وقت آئی اور صبح تک وہیں رہی، کیونکہ ان میں سے ایک لڑکی برے حالات سے گزر رہی تھی۔ ریچل ایک بہت اچھے دوست کی طرح ہے اور اس کے پاس بہت سے وسائل ہیں۔ اور وہ بہت اچھا کھانا بھی بناتی ہے!

8.00 pm

شام کی باتیں "محفوظ گھر کا منیجر ہر وقت میری بات سننے کیلئے میرے پاس ہوتا ہے جب بھی مجھے مدد کی ضرورت ہو یا میں خود کو دکھی اور تنہا محسوس کرتی ہوں!

10.00 pm

بہت اچھا کمبل " مجھے وہ کمبل بہت پسند ہے جب میں پہلی بار یہاں آئی تو مجھے ملا تھا۔ پھر میں ایک دفعہ یہاں سے بھاگ گئی تھی، لیکن میں کچھ عرصے بعد واپس آ گئی۔ انہوں نے مجھے دوسرا کمبل دینے کی کوشش کی، لیکن مجھے میرا کمبل ہی چاہئے تھا! یہ مجھے بہت محفوظ محسوس ہوتا ہے۔"

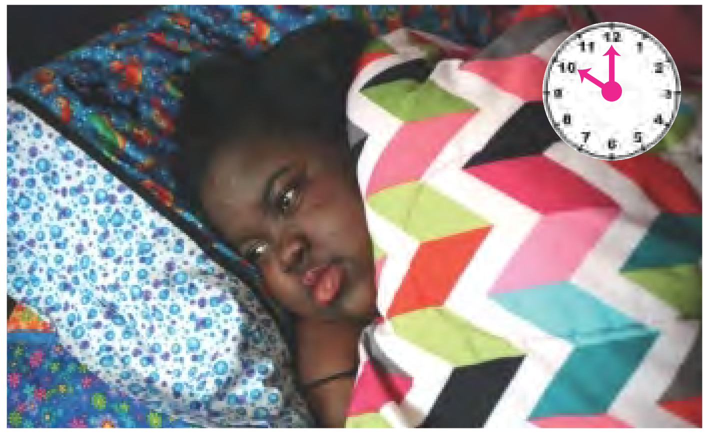

ایک محفوظ گھر کی ضرورت

نیویارک رہنے کیلئے دنیا کا سب سے مہنگا شہر ہے۔ تقریباً 70 ہزار کے قریب بے گھر لوگ گلیوں اور یتیم خانوں میں رہتے ہیں۔ ان میں سے 30 ہزار کے قریب بچے ہیں۔ کافی بے گھر لوگ اپنے گھر والوں کے ساتھ ہی رہتے ہیں۔ بہت سے بچوں کے والدین نوکری کرتے ہیں، لیکن ان کی آمدنی اتنی کم ہے کہ وہ شہر میں گھر کا کرایہ برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔

بہت سی لڑکیاں اس کی عادی ہو چکی ہیں، ان کے لئے گلیوں کو چھوڑنا بہت مشکل ہے کیونکہ ان کے پاس کہیں اور جانے کا راستہ ہی نہیں ہے۔ 16 سال سے زیادہ کی لڑکیاں GEMS کے محفوظ گھر میں رہتی ہیں جہاں وہ اپنی زندگی کو بہتر بنانے کیلئے مدد حاصل کرتی ہیں۔ کم عمر کی لڑکیاں فوسٹر کے گھر میں رہتی ہیں۔ ریچل اور GEMS لڑکیوں اور سٹاف کو تربیت مہیا کرتے ہیں۔ تا کہ سٹاف کو اس بات کا احساس ہو سکے کہ یہ لڑکیاں کن حالات سے گزری ہیں اور کس طرح یہ ان سے چھٹکارا حاصل کر سکتی ہیں۔

چھوڑنے کی ہمت

جنسی کاروبار کی زندگی کو چھوڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ بہت سی لڑکیاں اپنے دلالوں سے ڈرتی ہیں، کہ وہ ان کو مار دے گا یا ان کے گھر والوں کو نقصان پہنچائیں گے۔ لیکن وہ ان لوگوں سے بھی ڈرتی ہیں جن کو وہ جانتی بھی نہیں ہیں۔ ریچل ان لڑکیوں کی ہمت بڑھاتی ہے۔

وہ کہتی ہے کہ "اپنے آپ کو تھوڑا وقت دو، اور تمہاری زندگی بہت اچھی ہو جائے گی۔"

زندگی جس کی میں حقدار ہوں

"ایسی زندگی کو چھوڑنا، اور اسے چھوڑنا میرے لئے بہت مشکل کام تھا جو میں نے کیا۔ لیکن جتنا مشکل وہ تھا، لیکن جو میں نے اپنے لئے کیا وہ بہتر تھا، کیونکہ یہ سب تب ہی ممکن تھا کہ جیسی زندگی کی میں حقدار تھی اس کو چھوڑنے کے بعد ہی مجھے مل سکتی تھی۔"

یسینی

مستقبل سے نہ بھاگو

"بعض اوقات آپ کو ان چیزوں اور حالات سے دور ہونے کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ آپ کیلئے اچھی نہیں ہوتیں، لیکن تب اگر آپ ان سے دور ہوں گے تو آپ ان اچھی چیزوں سے بھی دور ہونا پڑے گا جو آپ کے پاس ہوتی ہیں۔ جب مجھے ایک ایسا اچھا انسان مل جائے گا جو مجھے آگے بڑھنے کا مقصد دے اور مجھے اپنے آپ پر اعتماد دلاتا تو میں پھر کبھی بھی نہ بھاگتا۔" جارڈن

قدرت کی طاقت

"مجھے سب سے زیادہ اچھا پارک میں لمبی سیر کرنا اور اپنے ذہن کو صاف رکھنا لگتا ہے۔ بار بار اپنے آپ کو بتاتی ہوں، یہ سب اچھا ہو رہا ہے، ہمیشہ مثبت رہنا، غلط باتوں سے اور منفی سوچ رکھنے والے لوگوں سے بھی اپنے آپ کو دور رکھنا۔"

سوندھرا

ایک مختلف سیارے کی طرح

"ایک چوکور زندگی میرے لئے ایک دوسرے سیارے کی طرح ہے، مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں سب کیسے کروں گی؟ میں خوفزدہ ہوتی ہوں اور محسوس ہوتا ہے کہ یہاں سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ میرا دلال جانتا ہے کہ میرے گھر والے کہاں رہتے ہیں، میرا چھوٹا بھائی کون سے سکول جاتا ہے اور میرے دوست کہاں رہتے ہیں۔ میں نے جب بھی بھاگنے کی کوشش کی ہے وہ مجھے ڈھونڈ لیتا ہے۔ میرے 5 بار کوشش کے کرنے کے بعد اس زندگی سے نکلنے میں کامیاب ہوئی، میں ایک یتیم خانے میں گئی جہاں سے انہوں نے مجھے GEMS میں بھیج دیا۔ اب میں نہیں ڈرتی۔ اب میرے پاس طاقت اور آزادی ہے کہ میں اور بہت سی بڑی چیزیں کر سکتی ہوں۔"

کرسٹینیا

مثبت سوچ

"میں اپنی زندگی میں شامل ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے مجھ میں اچھائی دیکھی، اور اس وقت مجھے پیار دیا جب میں خود اپنے آپ کو پیار نہیں کرتی تھی۔ مسلسل کوشش کرتے رہیں اور آگے بڑھتے رہیں، کیونکہ آپ پہلے ہی بچ چکے ہیں، آپ بچ چکے ہیں اور آپ بچنے والوں میں سے ہیں۔"

شیلا

دوبارہ سے آغاز

"میں نے اپنی بہت ساری زندگی فوسٹر کے گھر میں گزاری ہے۔۔۔ مجھے یہ سب دوبارہ شروع کرنا مشکل لگتا تھا۔ جوانوں کی رہنمائی کی جماعت میں مجھے یہ بات سمجھ میں آئی کہ میرے ان تجربات میں، میں اکیلی ہی نہیں ہوں۔۔۔ جب ایک دفعہ میں جیمز کے پروگرام شامل ہوگئی دوسری لڑکیاں بھی ایسے ہی حالات سے گزری تھیں اور جواب اس رہنمائی کے پروگرام میں شامل تھیں، تب میں نے جانا کہ دوبارہ شروع کرنا صرف آغاز ہے اور یہ سب ممکن ہے۔ میں ابھی بھی جوان ہوں اور میرے پاس آگے کرنے کیلئے بہت کچھ ہے۔"

سنتھیا

مرنے کی کوئی قیمت نہیں

"میرے لئے اپنے دلال کو چھوڑنا بہت مشکل تھا، میرے خیال کے مطابق اس نے مجھے پیار، محبت اور تحفظ فراہم کیا تھا۔ یہ جو میں جانتی تھی۔۔۔ بہت دفعہ مجھے بند کرنے کے بعد، میرے ساتھ مختلف طریقوں سے زبردستی کی گئی، میں حیران ہوگئی کہ کیا وہ واقعی ہی میری حفاظت کر رہا ہے، میں نے اپنے آپ سے پوچھا، کیا یہ پیار ہے جس کی قیمت مرنا ہے۔۔ میں تبدیلی چاہتی تھی۔۔۔ اس گندی زندگی اور جھوٹے وعدوں سے۔۔۔ میں صرف اتنا جانتی تھی کہ اگر میں ان سب سے بچ گئی، میں اس کو چھوڑنے میں بھی کامیاب ہو جاؤں گی۔"

لکیشا

اسے پیچھے چھوڑ دو

"اس زندگی کو چھوڑنا بہت مشکل تھا۔۔۔ خصوصی طور پر تب جب آپ سب کچھ جانتے ہوں۔۔۔ میری عمر 18 سال ہے اور میں اس زندگی میں تب سے ہوں جب میں 14 سال کی تھی۔۔۔ روزانہ کی بنیاد پر ایسی زندگی گزارنا۔۔ یہ زبردست، یہ حیران کن، یہ درد دیتا ہے اور اسی لمحے کچھ بھی نہیں ہوتا۔۔۔ آپ کو صرف اس کو چھوڑنا ہے۔۔ اس کو چھوڑیں اور آگے بڑھتے جائیں۔"

یووینی

اپنے کھلونوں کو یاد کرنا

"اس زندگی کو چھوڑنے کا جب بھی سوچتی مجھے بہت مشکل لگتا تھا، کیونکہ بعض اوقات میں خوش قسمت ہوتی تھی کہ مجھے اگلا دن مل گیا ہے۔ آخرکار جب میں نے چھوڑ دیا، میرے لئے رہنا بہت مشکل ہو گیا جیسا کہ میرے پرانے کپڑے اور کھلونے جن کو میں بہت پیار کرتی تھی۔۔ اب جب پیچھے دیکھتی ہوں تو، مجھے اپنے کئے ہوئے کام پر فخر ہوتا ہے۔ یاد رکھیں ہر ایک کا ماضی ہوتا ہے اور یہ اہمیت نہیں رکھتا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں بلکہ اس کی اہمیت ہے کہ اب آپ کیا کر رہے ہیں۔"

لیزلی

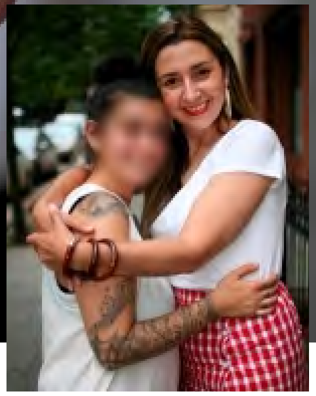

TEXTO: CARMILLA FLOYD FOTO: JOSEPH RODRIGUEZ

زندگی اپنے نشان چھوڑتی ہے

GEMS میں بہت سی ایسی لڑکیاں ہیں جن کے جسم پر ٹیٹوز بنے ہوئے ہیں۔ فیتھ ان میں سے ایک ہے۔ سب سے بری چیز جو لگتی ہے کہ سب اس کو اچھا کہتے ہیں، کیونکہ یہ سب فیتھ کی مرضی کے مطابق نہیں ہوتا ہے۔ اس کے بہت سے دلال اس کے جسم پر اپنا نام اور اپنے نشان بنا دیتے تھے کہ پہچان سکیں کہ یہ ان کی ملکیت ہے۔

فیتھ کہتی ہے کہ "جب میں اس زندگی میں آئی اس وقت میں 12 سال کی تھی،" جب وہ 4 سال کی تھی تو اس کے سوتیلے باپ نے اس کو جنسی طور پر ہراساں کیا تھا۔

"میں نے کسی کو کچھ نہیں بتایا، میں نے محسوس کیا کہ میری بات کا کوئی بھی یقین نہیں کرے گا۔ اس لئے میں وہاں سے بھاگ گئی۔"

"تب سے میں مختلف دلالوں کیلئے برانڈ بن گئی جو یہ ثابت کرتے تھے کہ میں ان کی ملکیت ہوں۔ مجھے ٹیٹو سے نفرت تھی کیونکہ وہ مجھے ان سب باتوں کی یاد دلاتے تھے جن سے میں گزری تھی: مجھ پر بندوق تانی گئی، میرے ساتھ زبردستی کی گئی اور مجھے ریاست سے باہر بھی لے جایا گیا۔"

زندگی چھوڑنے کا فیصلہ کیا

"جب مجھے پتہ چلا کہ میں حاملہ ہوگئی ہوں تو میں نے اس زندگی کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن کس بات نے حقیقت میں مجھے واپسی پر مجبور کیا۔ کہ کیا میں نے خدا کو پا لیا ہے۔ لڑکیاں بہت سی دوسری وجوہات کی بنا پر چھوڑتی ہیں۔ جب خدا نے مجھے ڈھونڈ لیا مجھے امید مل گئی۔

"میں اس زندگی میں اور زیادہ نہیں رہ سکتی، لیکن یہ ٹیٹو میری زندگی میں ہمیشہ رہیں گے۔ لیکن یہ میں نہیں ہوں؛ میں اب مختلف ہوں۔ مجھے عجیب نظروں سے دیکھا جاتا ہے اور جانچا جاتا ہے۔ بغیر ٹیٹو کے میرے پاس زیادہ مواقع تھے۔

اب، لوگ سوچتے ہیں کہ میں ایک گروہ کی ممبر ہوں۔ میں ان سب سے چھٹکارا چاہتی ہوں، لیکن یہ بہت مشکل ہے۔"

ایک شکار کی طرح لگتی ہوں

بہت سے پروگرام (جو بچوں کے جنسی کاروبار کے متعلق کیمپین چلاتے ہیں) آپ کی نشاندہی کرتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے ٹیٹوز کو ختم نہ کریں، وہ اس کو پسند کرتے ہیں، وہ سوچتے ہیں کہ اس سے آپ مضبوط نظر آتے ہیں اور اس کا شکار لگتے ہیں۔ تو وہ آپ کو سٹیج پر بلا کر مشہوری چاہتے ہیں۔ آپ کو پیسہ اکٹھا کرنے کیلئے استعمال کرتے ہیں، جیسا کہ دلال کرتے تھے۔ لیکن ریچل اور اس کی تنظیم GEMS ان سے بہت مختلف ہے۔

میں ایسے سماجی خدمت کرنے والے اور تھراپسٹ سے پہلے کبھی نہیں ملی تھی جو یہ سمجھ سکے کہ میں کن حالات سے گزری ہوں۔ لیکن ریچل سب جانتی تھی کہ یہ کیسا ہے۔ وہ سمجھ سکتی تھی اور ملا سکتی تھی۔ اس نے کبھی نہیں پوچھا کہ کیوں؟ کہ تم نے کس طرح یہ سب برا کام کیا؟ GEMS محدود تھا جو وہ کر سکتا تھا، لیکن کم سے کم یہاں وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کیا ہو۔ یہاں پر GEMS جیسا کوئی اور پروگرام نہیں ہے۔"

میرے بچوں کیلئے

فیتھ کہتی ہے کہ "میں مجبوریوں اور تنہائیوں کو محسوس کرتے ہوئے روز کوشش کرتی ہوں۔ یہ درد کی انتہا پر درد ہوتی ہے، اور ٹیٹوز ساری یادیں واپس لے آتے ہیں۔ لیکن میرے لئے سب سے اہم چیز یہ ہے کہ میں اپنے بچوں کو اچھے سے اچھا بنا سکوں جو میں کر سکتی ہوں پیار کے ساتھ۔"

مردوں کے اتحاد کی ضرورت

ریچل کہتی ہے کہ یہ بہت ضروری ہے کہ لڑکے اور آدمی اس گھریلو اغوا اور بچوں کے جنسی استحصال کے کاروبار کے خلاف جدوجہد میں زیادہ سے زیادہ شامل ہوں۔ "اسی لئے ہم نے مرد اتحادیوں کی مہم کو شروع کیا ہے، جس کا مقصد سب کو دعوت دینا ہے کہ ہمارے ساتھ کھڑے ہوں۔"

چھوٹی بہن کو سیکھانا ہے کہ کس طرح مضبوط بننا ہے

18 سالہ جارڈن کہتا ہے کہ "میری ماں نے مجھے سمجھایا ہے کہ مجھے لڑکیوں اور عورتوں کی عزت کرنی چاہئے،" جو اکثر اپنی چھوٹی بہن کا خیال رکھتا ہے۔

"وہ ابھی 3 سال کی ہے، لیکن میں اس کو آرام سے یہ بات سکھاتا ہوں کہ آگے زندگی میں بہت سے خطرات ہیں۔ یقینی طور پر میں اس کا بھائی ہونے کے ناطے اس کی مدد کروں گا۔ لیکن سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اس کو اپنے حقوق کیلئے خود کھڑا ہونا پڑے گا۔" جارڈن

گیبریل فخر کے ساتھ GEMS کی ٹی شرٹ پہنے ہوئے ہے جس پر لکھا ہے کہ لڑکیاں فروخت کی چیز نہیں ہیں۔

"مجھے اپنے رویے میں اور حیرانگی ہوئی جب میں نے لڑکیوں کے متعلق کہانیاں سنیں۔ ہمارے پاس بہت سے ایسے الفاظ ہیں جو لڑکیوں کو منفی حوالے سے بیان کر سکتے ہیں؛ وہ ہماری ثقافت کا حصہ ہیں، مجھے صحیح سمجھ آ گئی ہے۔ اگر مجھے پتہ چلتا ہے کہ لوگ لڑکیوں کا استعمال کرتے ہیں، وہ میرے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے میں ان کو کہتا ہوں یہ سب ختم کرو۔"

ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں جو آدمی میری زندگی میں آئے

"جب میں بڑی ہو رہی تھی، میں ہمیشہ لڑکوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔ میں لڑکیوں پر یقین نہیں کرتی تھی۔ پھر مجھ میں تبدیلیاں آنا شروع ہو گئیں اور لڑکے آدمی بن گئے، جو مجھ میں صرف جنسی عمل کے لئے دلچسپی لیتے تھے۔ پھر میری زندگی ایسے موڑ پر آئی، جب مجھے ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو بیچ دیا۔ جب میں اس زندگی سے باہر نکلی، مجھے محسوس ہوا کہ میں اب کسی بھی مرد پر یقین نہیں کروں گی۔ میں یہی سمجھتی تھی کہ سب ایک جیسے ہی ہوتے ہیں، لیکن جیسے وقت گزرتا گیا میں ایسے آدمیوں سے ملی جو میرے ساتھ بھائیوں اور دوستوں کی طرح تھے۔ میں نے آدمیوں کو انسانیت کی طرح دیکھا، سب مختلف تھے، مختلف تجربات کے ساتھ، سوائے چند ان افراد کے جو گندے، بے حس اور جن میں صرف جنسی گندگی تھی۔ اس میں کچھ وقت لگا، لیکن میں اپنی زندگی میں ان مردوں کی شکر گزار ہوں، اور ان عورتوں کی جو میری دوست تھیں جن کی وجہ سے میں اس زندگی سے نکل سکی۔" فرح

ویلیریو کو کیوں نامزد کیا گیا

ویلیریو نیکولے کو بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے ہیرو کیلئے اس لئے نامزد کیا گیا کیونکہ اس نے نا تھکنے والی کوشش رومانیہ اور پورے یورپ میں ان بچوں کیلئے کی جو انتہائی غربت اور خطرناک حالت میں زندگی گزار رہے تھے۔

ویلیریو انتہائی غربت میں بڑا ہوا ہے اور وہ امتیازی سلوک کا شکار رہا ہے کیونکہ وہ روما سے تعلق رکھتا تھا۔ روما کے لوگ ایک نسلی گروہ سے تعلق رکھتے تھے جو کہ ہزاروں سال سے یورپ میں رہ رہے تھے، لیکن وہ خطے کے سب سے غریب اور استحصال زدہ اقلیت سے تعلق رکھتے تھے۔

ویلیریو پچھلے 20 سالوں سے اس استحصال اور نسلی تفریق کے خلاف جدوجہد کرتا رہا ہے، اور ان تمام بچوں کے حقوق کا تحفظ کرتا رہا ہے جو غربت کی زندگی گزارتے ہیں۔ 2010ء اس نے بچوں کی مدد کیلئے کام کرنا شروع کیا اور ان کے گھر والے یورپ میں سب سے غریب اور بچوں کیلئے سب سے خطرناک ضلع سے تعلق رکھتے تھے۔ فیرانتاری گھیٹو بوچریسٹ میں، جس کو دنیا بھلا چکی تھی۔

جب ویلیریو نے گھیٹو میں بچوں کے کلب کا آغاز کیا، کوئی بچہ اس سکول میں نہیں آتا تھا۔ بچے اور جوان لوگ ہر مہینے غذائیت، گندگی، منشیات کے استعمال اور خودکشی کی وجہ سے مر رہے تھے۔ متبادل تعلیمی کلب کے بننے کی وجہ سے یورپ کے غریب بچوں کی زندگی کو بہتر بنانے کیلئے نظر ثانی کی۔ آج، ہزاروں بچے اس کی مدد سے سکول جا رہے ہیں، اپنے حقوق کے بارے میں سیکھ رہے ہیں اور زندگی کو بہتر بنانے کیلئے امداد حاصل کر رہے ہیں۔ غریب بچوں کو جوتے اور کپڑے فراہم کئے جاتے ہیں اور بعض اوقات کھانا بھی دیا جاتا ہے۔ جو بچے منشیات کا استعمال کرتے ہیں اور جن سے زبردستی منشیات فروخت کروائی جاتی ہے یا جنسی عمل کروایا جاتا ہے ان کی مدد کی جاتی ہے کہ اپنی پچھلی زندگی کو بھول کر ایسے زندگی گزاریں جیسا کہ وہ اپنے بچپن میں تھے۔ ویلیریو اچھے قانون اور سسٹم کو بنانے کیلئے بھی جدوجہد کر رہا ہے جو کہ بچوں کی حفاظت کر سکے تشدد سے، استحصالی سے اور جرائم سے اور ان کو مضبوط بنا سکے کہ وہ اپنے حقوق اور مواقع حاصل کر سکیں۔

بچوں کے حقوق کیلئے نامزد ہیرو

ویلیریو نیکولے

صفحات
105– 86

ویلیریو یورپ اور رومانیہ میں رہنے والے غریب اور نسلی امتیاز کے شکار بچوں کیلئے جدوجہد کرتا ہے۔

ایک ہفتہ کے اختتام پر، ویلیریو تیزی سے فیرنتاری گھیٹو سے آیا۔ اس نے ان بچوں کا استقبال کیا جو پرانی عمارتوں کے درمیان پڑی ردی پر کھیل رہے تھے۔

بچوں کا ایک گروہ ردی سے بھرے کنٹینر پر کھیل رہا تھا۔ کچھ بچے اوپر چڑھ کر اندر یہ دیکھ رہے تھے کہ کوئی ایسی چیز مل جائے جس کو بیچا جا سکے۔ انہوں نے چیزوں کو احتیاط سے اٹھایا بجائے انکار کرنے کے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ منشیات استعمال کرنے والے سوئیاں ہر جگہ پھینک دیتے ہیں۔ اگر ایک استعمال شدہ سوئی آپ کو لگ گئی تو وہ آپ کو ایڈز اور ہیپاٹائٹس جیسی بیماری میں مبتلا کر سکتی ہے۔

بڑا بدلاؤ

ہفتے کے دنوں میں، بچے اس وقت اپنے سکول میں ہوتے ہیں۔ لیکن پہلے ایسا نہیں تھا جب ویلیریو یہاں آیا تھا۔ کچھ بچوں نے سکول جانا شروع کیا تھا جلد ہی چھوڑ دیا۔ فیرنتاری میں بہت سے والدین کے پاس تھوڑی بہت تعلیم تھی اور کچھ میں بالکل بھی نہیں تھی اس لئے وہ بچوں کے گھر کے کام میں ان کی مدد نہیں کر سکتے تھے۔ گھیٹو میں غریب لوگوں کا تعصب کا مطلب تھا کہ اس علاقہ کے بچے اکثر اوقات دوسرے طلبہ اور اساتذہ کے درمیان پھس جاتے تھے۔

جب ویلیریو نے ایک متبادل تعلیمی کلب کا آغاز فیرانتاری بچوں کیلئے کیا، ان کو گھر کے کام میں مدد اور مزے کے مشاغل، جو اس کے خلاف تھے ان کو وارننگ دی۔ عمومی طور پر ان لوگوں کو جو یہاں پر کبھی تھے ہی نہیں۔ مینی کہتی ہے کہ " گھیٹو بالکل نا امید تھا، یہاں کوئی بھی چیز بہتر نہیں ہو سکتی۔"

جب ویلیریو اور اس کے دوستوں نے کھیلنے کیلئے نئی جگہ بنائی فیرنتاری کے لوگوں نے ان کو بتایا: " یہ چند ہی ہفتوں میں تباہ ہو جائے گا، ہر چیز ٹوٹ جائے گی اور قبرستان میں تبدیل ہو جائے گا۔" لیکن آج، 7 سال گزرنے کے بعد بھی، کھیل کا میدان اسی طرح نیا لگتا ہے جیسا کہ آج ہی بنا ہو۔ بچے اس کو صاف رکھتے ہیں اور اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

گندگی کی بو

جو گندہ پانی عمارتوں میں سے آتا ہے اور جو گندگی میدان میں ہوتی ہے ان کی وجہ سے یہاں پر بہت ہی خطرناک بدبو آتی ہے۔ بہت عرصہ پہلے کونسل نے یہاں سے گندگی اٹھانا بند کر دیا تھا اور جب فیرنتاری کے لوگ شکایت کرتے تھے تو کوئی ان کی بات کو نہیں سنتا تھا۔ ویلیریو نے ایک عورت کی نشاندہی کی جس کو وہ جانتا تھا کہ وہ کچرا الگ کرتی ہے۔ اس کے 3 بچے ہیں جو اس کے تعلیمی کلب میں آتے تھے۔ وہ پلاسٹک کی بوتلیں ڈھونڈ رہی تھی جن کو بیچ کر وہ آج کے کھانے کیلئے کچھ خرید سکے۔ گھیٹو میں دوسرے لوگوں کی طرح وہ بھی بے روزگار تھی۔

TEXTO: CARMILLA FLOYD   FOTO: KIM NAYLOR, JOANNA PELIROCHA, TOTONEL HORVAT & PRIVAT

ربیکا، بوبو اور زانا اپنی دادی کے ساتھ فیرانتاری کے ایک کمرہ کے فلیٹ میں رہتے ہیں

زانا اپنی ماں کو بہت یاد کرتی ہے جو کہ جیل میں ہے

زانا اور اس کے چھوٹے بہن بھائی بچوں کے متبادل تعلیمی کلب میں گھر کے کام میں مدد حاصل کرتے ہیں

بہت سے لوگ بے تابی سے منشیات بیچنا شروع ہو گئے تھے اور جسم فروشی بھی کرتے تھے، اور اپنی مدد کیلئے چوری بھی کرتے تھے۔ یہ ماں ایسا کچھ نہیں کرتی تھی لیکن ان بچوں کا باپ جیل میں قید تھا۔

غریب ترین گلی

ویلیریو نے لیوز یلورا یلے میں قدم رکھا، جو کہ اس علاقے کا غریب ترین اور بچوں کے رہنے کیلئے دنیا کا سب سے خطرناک شہر ہے۔ جس کو جرائم پیشہ افراد کا گروہ کنٹرول کرتا ہے، منشیات اور جنسی کاروبار سے پیسہ کماتے ہیں اور لوگوں کو بے بس اور ڈرا کر رکھتے ہیں۔ پہلے پہل ویلیریو بھی ان سے خوفزدہ ہوا۔ اس کا کئی دفعہ پیچھا کیا گیا اور ڈرایا گیا، جس کی وجہ سے اس کی گاڑی کے ٹائر پھٹ گئے۔ کبھی کبھی وہ منشیات کے کاروبار میں رکاوٹ بننے کی کوشش کرتا تھا۔ دوسرے اس بات سے ڈرتے تھے کہ وہ کہیں ان کے بچوں کو ان سے دور نہ لے جائے۔

گھر کا دورہ

ویلیریو سیڑھیوں کے ذریعے اوپر گیا اور اندھیرے راستے سے دروازے پر دستک دی۔ 11 سالہ زانا نے دروازہ کھولا اور کہا: "ہائے ویلیریو!"

زانا ایک کمرے کے فلیٹ میں اپنی 6 سال کی بہن ربیکا اور 13 سال کے بڑے بھائی بوبو کے ساتھ رہتی ہے۔ ان کی بوڑھی دادی جو تقریباً اندھی ہے، ان کی دیکھ بھال کر رہی ہے جب سے ان کی ماں جیل میں قید ہوئی ہے۔ فلیٹ بہت ہی صاف ستھرا ہے لیکن بہت نیچے اور کچا ہے۔ اس علاقے میں دوسروں کے برعکس، اس میں بجلی اور پانی کی سہولت بھی ہے۔

بچوں کا کلب مشہور ہو گیا

شروع میں، ویلیریو کو اپنے علاقہ میں جا کر بوبو اور زانا جیسے بچوں سے بات کرنا پڑتی تھی کہ وہ اس کے کلب میں شامل ہوں۔ اس کو اب یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن وہ پھر بھی بچوں کے گھروں میں جاتا تھا۔ بعض اوقات اس کو اس بات کا پتا چلتا تھا کہ والدین کو منشیات کی عادت ہے یا وہ دوسرے ملک میں دونوں پیسوں کیلئے گئے ہیں اور بچوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا ہے، تو وہ اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

بوبو ہر اتوار کو ویلیریو کے ساتھ فٹ بال کی تربیت کے لئے جاتا ہے۔

ویلیریو زانا کو بتاتا ہے کہ "بالآخر ہم لڑکیوں کی ٹیم شروع کرنے لگے ہیں،" "تم کو لازمی اس میں شامل ہونا چاہئے۔"

ویلیریو اس کی دادی سے بھی بات کرتا ہے۔ کیا اس کو کسی چیز کی ضرورت ہے؟ کیا عمارت میں مسئلہ پیدا کرنے والے کوئی مسئلہ بنا رہے ہیں؟

دادی کہتی ہے کہ سب کچھ ٹھیک ہے، لیکن بچے اپنی ماں کو بہت یاد کرتے ہیں۔

تمام غربت میں رہنے والے بچوں کی مدد

بوبو اور زانا کا تعلق روما خاندان سے ہے، جو کہ رومانیہ کا سب غریب ترین اقلیتی گروہ ہے۔ وہ آبادی کا صرف 10 فیصد بھی نہیں ہیں، لفظ روما کا حقیقت میں ملک رومانیہ کے نام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ روما لوگوں کو پوری دنیا میں روما کے نام سے ہی پکارا جاتا ہے۔ روما یورپ میں ہزاروں سالوں سے رہ رہے ہیں، لیکن ان کو ہمیشہ سوسائٹی سے باہر ہی رکھا جاتا ہے، ان کو ڈرایا جاتا ہے اور یہاں تک کہ ان کو مار دیا جاتا ہے کیونکہ وہ روما میں پیدا ہوئے ہیں۔ ویلیریو بھی روما ہے اور کئی سالوں سے تعصب اور نسلی تفریق کے خلاف مہم چلا رہا ہے۔ لیکن اس کے لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ روما کے بچوں کی مدد کر رہا ہے، ان بچوں کیلئے جو فیرانتاری میں غربت کی زندگی گزار رہے ہیں۔

ویلیریو نے واپس کیا

ویلیریو اپنی عمر کے لوگوں میں سے واحد شخص تھا جس نے یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی، بغیر اس کے کہ اس نے بہت مشکل بچپن گزارا تھا۔ اس نے اپنے آبائی گھر رومانیہ کو چھوڑا اور یورپ میں اچھی نوکریاں کیں۔ ان میں کچھ روما کے لوگوں کے حقوق کو مضبوط کرنے کیلئے تھیں۔ لیکن کچھ سالوں کے بعد، ویلیریو کے پاس بہت کچھ تھا۔ وہ لمبی رپورٹس لکھ کر تھک گیا تھا اور اس کو لگتا تھا کہ اس کو کوئی نہیں پڑھے گا۔ اس کو یہ بات اچھی نہیں لگتی تھی کہ وہ بڑے اور ہوٹلوں میں جا کر غریبوں کی مدد کرنے کے حوالے سے ان کی جھوٹی تقریریں سنے۔ کیونکہ بوبو اور زانا جیسے بچوں کیلئے کوئی بہتری نہیں تھی: اگر کچھ ہوتا، تو وہ صرف برا ہی ہوتا تھا۔

ویلیریو کہتا ہے کہ " مجھے برا محسوس ہوتا ہے،" " میں بھی ان کی طرح ہی انتہائی غربت میں بڑا ہوا ہوں۔ یہ بہت مشکل تھا، میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا، اور مجھے بہت سخت کام کرنا پڑتا تھا۔ لیکن وہاں پر کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے میری مدد اور امداد کی، جس کی وجہ سے میں اپنی زندگی اچھی بنانے کے قابل ہوا۔ اب میرے پاس سب ہے جس کی مجھے ضرورت تھی، اور مجھے محسوس ہوتا ہے کہ مجھے ان سب بچوں کے لئے بھی کچھ ایسا کرنا چاہئے۔ کہ جس کی مدد سے میں ان کو کچھ دے سکوں۔"

ویلیریوں واپس اپنے گھر آ گیا اور اس نے فیرانتاری میں متبادل تعلیمی کلب کا آغاز کیا۔

" آپ کو کچھ بدلنے کیلئے کسی کا انتظار نہیں کرنا چاہئے آپ سمجھتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ یہ تب ممکن ہے جب آپ اپنے لئے کچھ کر سکتے ہیں تو پھر ہی آپ دوسروں کو بھی مدد کیلئے کہہ سکتے ہیں۔ اور کچھ کہنا منافقت ہے۔

یہ جو میں محسوس کرتا ہوں، اور میں امید کرتا ہوں کہ فیرانتاری میں موجود سب بچے ایسا محسوس کرتے ہیں۔"

فیرانتاری میں ویلیریو جن بچوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کر رہا ہے، وہاں پر کچھ گلیاں گندگی اور استعمال شدہ سرنجوں سے بھری ہوئی ہیں

ویلیر یو لگاتار نسلی تفریق کا نشانہ بنتا رہا ہے جب وہ بڑا ہو رہا تھا۔ سیدھی طرف تصویر میں وہ 14 سال کا ہے۔

ویلیر یو نے مدرز ڈے پر اپنی ماں کو کارڈ دیا

ویلیر یو بڑا ہوا

ویلیر یو شہر کے باہر کی طرف ایک ایسے علاقے میں بڑا ہوا جہاں پر ہر کوئی مختلف تھا، پھر بھی وہ سب ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ اس کے بہت سے دوست تھے جو دیکھنے میں الگ تھے اور مختلف زبانیں بولتے تھے۔ لیکن جب وہ 7 سال کا ہوا تو اس کے گھر والے ایک بڑے علاقے میں منتقل ہو گئے۔ اچانک ہی کوئی بھی اس کے ساتھ کھیلنا پسند نہیں کرتا تھا۔

ہمارے فلیٹ میں پہلے دن، میری ماں نے کہا کہ باہر جا کر کھیلو تا کہ میں سکون سے گھر کی صفائی کر سکوں۔ میں ایک بھورے گنگھریالے بالوں والی لڑکی دیکھی جو دور کھڑی تھی اور اچھی لگ رہی تھی۔ میں اس سے کہا کہ کیا ہم کھیل سکتے ہیں، لیکن اس نے جواب دیا کہ میں مجھے اجازت نہیں ہے کہ میں جپسیز کے ساتھ کھیلوں کیونکہ ان کے سر میں جوئیں ہوتی ہیں۔"

ویلیر یو اس کی بات کو نہیں سمجھ سکا۔ وہ رونا شروع ہو گیا اور واپس گھر اپنی ماں کے پاس آ گیا۔ اس صفائی کرنا بند کر دیا اور اس کے لئے گانا گایا کہ وہ خوش ہو جائے۔

"یہ ایک بھورے ریچھ کے متعلق گانا تھا جس میں وہ سارے سفید ریچھوں کے درمیان اکیلا ہوتا ہے۔ بعد میں، اس نے خود ایک گانا بنایا، کہ کس طرح تم اچھے بن کر، اور محنت کر کے دوسروں کو اپنے ساتھ ملا سکتے ہوں۔ اس نے مجھے کبھی بھی شرمندہ نہیں ہونے دیا کہ میری وجہ سے روما میں جو بھی مشکلات کا سامنا کیا۔ وہ کہتی ہیں: تم کو اپنے آپ کو ثابت کرنا ہے کہ سب سے اچھے ہو۔ تم کو اور اچھا بننا ہے، تم کو کم از کم دس بار ان سے بہتر بننا ہے جو روما نہیں ہیں۔

نسل پرست سوتیلا باپ

ویلیر یو کے نئے ہمسائے کی نظر میں، وہ ایک عام سا لڑکا نہیں تھا، " گندہ گیپو بچہ تھا۔" حتی کہ اس کا سوتیلا باپ بھی روما سے نہیں تھا، وہ اس کو ویلیر یو کہنے کے بجائے گیپو بچہ کہتے تھے۔ گیپو لفظ کا استعمال روما میں رہنے والے اقلیتی لوگوں کیلئے کیا جاتا ہے۔ اکثر اوقات بے عزتی کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

"میرا سوتیلا باپ روما سے نفرت کرتا تھا، جیسا کہ رومانیہ میں موجود دوسرے لوگ اور دوسرے بہت سے ملک جو سالوں سے ایسا کر رہے ہیں۔

اس کے پاس سارے تعصّبات تھے، جیسا کہ روما گندہ ہے، سست ہے اور یہاں پر چوری ہے۔ حقیقتاً میں یہ نہیں سمجھ پایا کہ اس نے پھر روما کی لڑکی سے ہی شادی کیوں کی! وہ شراب پینا پسند کرتا تھا، شائد اس لئے اس خاندان میں بہت سے لوگ شراب کا استعمال کرتے تھے۔"

صاف اور اچھی طرح سے کھلایا

ویلیر یو کی ماں دوسرے گھر میں سخت محنت سے کام کرتی تھی، تا کہ ویلیر یو اور اس کے دو سوتیلے بھائیوں کی زندگی اچھی بنا سکے۔

"ہم بہت غریب تھے، لیکن ہمارے کپڑے ہمیشہ صاف ستھرے ہوتے تھے اور نہ ہی ہم کبھی بھوکے رہے تھے۔"

جب بھی میرا سوتیلا باپ شراب پی کر آتا تھا، وہ بہت پر تشدد ہو جاتا تھا۔

"وہ اکثر کہتا تھا کہ ہم سب کو مار دے گا، لیکن وہ زیادہ تر صرف ماں کو مارتا تھا۔ بعض اوقات وہ آگے سے مارتی بھی تھی، اور استری سے ڈراتی بھی تھی کہ وہ رک جائے۔ میں اکثر ماں کو بچانے کیلئے ان کے درمیان میں آ جاتا تھا۔ لیکن ہم اپنے باپ کے آگے کھڑے نہیں ہو سکتے تھے، وہ ہم سب سے بڑے اور طاقتور تھے۔ اور یہاں پر پولیس کے پاس جانے کو بھی کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہاں پر سب لوگ اپنی بیویوں اور بچوں کو مارتے تھے، یہاں تک کہ پولیس والے خود بھی! یہ سب معاشرے کا حصہ تھا۔ میری آنٹی اکثر میری ماں کو کہتی تھی کہ شکر کرو کہ وہ تم کو مارتا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ تم سے پیار کرتا ہے!"

اپنی چیزوں کی طرف

ویلیر یو بہت جلد یہ جان گیا کہ ہمارے ہمسائیوں میں بہت سے والدین اپنے بچوں کو روما بچوں کے ساتھ کھیلنے سے منع کرتے تھے۔

ویلیر یو کہتا ہے کہ "ایک طرح سے یہ اچھا ہوا،" میرے پاس کرنے کیلئے کچھ بھی نہیں تھا، میں چاروں طرف گھومنا شروع ہو گیا تو مجھے ایک لائبریری ملی۔ جو عورت وہاں کام کرتی تھی اس کے اپنے کوئی بچے نہیں تھے۔

وہ میرا بہت خیال رکھتی تھی اور اس نے مجھے بہت اچھی کتابیں پڑھنے کیلئے دیں۔ میں نے ایڈونچر، تاریخ اور ملکوں کے متعلق بہت کچھ پڑھا، اور میں نے بہت کچھ سیکھا۔"

ویلیر یو نے ایک زخمی کتے کو اپنا دوست بھی بنایا۔

"اس کو پہلے یہ کچھ اچھا نہ لگا، لیکن بعد میں اس کو پتہ چلا کہ وہ اپنے دانت کی وجہ سے درد میں ہے۔ میں نے کتے کو پکڑا اور اس کا منہ کھول کر کسی طرح اسکا دانت نکال دیا۔ اس کے بعد، وہ میرا وفادار دوست بن گیا۔"

ویلیر یو جب 12 سال کا تھا، اس کو ایک لڑکی سے پیار ہو گیا لیکن لڑکی کے والدین روما کے لوگوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

"یہ گرمیوں کی چھٹیوں کے بعد کی بات ہے، میں اس وقت پہلے کی نسبت بہت کالا لگ رہا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ میں برش سے اپنے آپ کو رگڑ کر سفید ہونے کی کوشش کر رہا تھا، لیکن یقیناً اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا!"

آمریت کا سامنا

ویلیر یو کے بچپن کے دوران، رومانیہ کو آمر چلا رہے تھے جنھوں نے ملک کا سارا پیسہ اپنے اور اپنے گھر والوں کیلئے چھپا لیا تھا، اور لوگ غربت کی زندگی گزار رہے تھے۔

ویلیر یو کہتا ہے کہ "صرف ایک جو اچھی بات تھی سال کے آخر میں، تمام روما کے ساتھ ایک جیسا برتاؤ تھا جیسا کہ رومانیہ میں کسی کے بھی ساتھ ہوتا تھا، نہ ہی اچھا اور نہ ہی برا۔"

1989 میں دیکھا کہ انقلاب آیا اور صاف ستھرا الیکشن ہوا۔ لیکن بہت سال آمریت کے زیر سایہ رہنے کے بعد، یہ بہت مشکل تھا کہ ایک حقیقی جمہوریت کا قیام ہو سکے۔ لوگوں نے جن سیاستدانوں کو منتخب کیا تھا جنھوں نے وعدہ کیا تھا کہ سب کچھ ٹھیک کر دیں گے، لیکن وہ صرف اپنے آپ کو امیر بنانے میں لگے ہوئے تھے۔ گندی سیاست۔
آخر کار لوگ اس گندی سیاست سے تھک گئے۔

500 سال کیلئے غلامی

1000 سال پہلے روما کے لوگوں نے انڈیا سے یورپ کی طرف ہجرت کی۔ اور انہیں ہمیشہ سے روما ہونے کی وجہ سے بہت ساری مشکلات کا سامنا رہا ہے اور روما ہونا ان کیلئے تعصّبات اور استحصال کی وجہ بنتا رہا ہے۔ اور ان لوگوں کو ہمیشہ دبایا گیا ہے۔ ماضی میں یہودیوں کی طرح روما لوگوں کو بھی اپنی رہائش بنانے یا زمین کاشت کرنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے اور انہیں دربدر پھرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ رومانیہ میں روما لوگ 13 ویں صدی تک غلامی کی زندگی گزارتے رہے ہیں اور اس ظلم میں ریاست، چرچ اور عام لوگ برابر کے شریک رہے ہیں۔ غلامی کو پہلی دفعہ 1860 میں ختم کیا گیا اور تقریباً اسی دور میں امریکہ میں بھی یہ اقدام اٹھائے جا رہے تھے۔ دوسری جنگ عظیم میں بڑے منظّم طریقے سے روما لوگوں کو مارا گیا جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس دوران نازی لوگوں نے ہزاروں روما بچوں اور بڑوں کو بے دردی سے قتل کیا۔ حتی کہ آج بھی روما لوگ یورپ میں سب سے زیادہ استحصال زدہ زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کو ہر بری چیز کے ساتھ جوڑا جاتا ہے جبکہ حقیقت میں وہ 3 فیصد سے بھی کم ہیں۔ ویلیر یو اور دوسرے تمام لوگوں شکریہ! جنہوں نے روما لوگوں کیلئے طویل جدوجہد کی اور اس کے نتیجے میں کچھ بہتری ضرور آئی ہے۔ مثلاً کچھ ایسے قوانین بنے ہیں جن سے روما لوگوں کی زندگیوں کو تحفظ ملا ہے اور ان کے بچوں کو دوسرے بچوں کی طرح صحت، تعلیم اور محفوظ گھر کے حقوق ملے ہیں۔ لیکن اب بھی یہ کافی نہیں ہے کیونکہ ضروری ہے کہ حقوق کے ان قوانین پر عمل بھی ہو۔

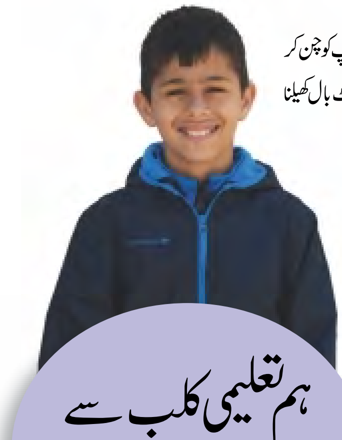

کرسٹن، 11 سال

"مجھے بہت غصہ آتا تھا جب لوگ آپ کو چن کر آپ سے لڑیں۔ ویلیر یو کے ساتھ فٹ بال کھیلنا مجھے خوشی دیتا تھا۔"

ڈینیل، 13 سال

"تعلیمی کلب میں میرا پسندیدہ مضمون حساب ہے۔ میں کمپیوٹر پروگرام بھی سیکھنا چاہتا ہوں اور ایک اچھا فٹ بالر بھی بننا چاہتا ہوں۔"

ہم تعلیمی کلب سے پیار کرتے ہیں

ربیکا، 12 سال

"میں تعلیمی کلب سے بہت پیار کرتی ہوں کیونکہ مجھے یہاں سیکھنے کیلئے نئی چیزیں ملیں اور میں اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلتی بھی ہوں۔ ویلیر یو اور دوسرے لوگ بہت مہربان ہیں اور ہماری مدد کرتے ہیں۔ ارینا بہت اچھی ہے اور چیزوں کو سمجھنے میں میری مدد کرتی ہے۔"

TEXTO: CARMILLA FLOYD FOTO: KIM NAYLOR, JOANNA PELIROCHA, TOTONEL HORVAT & PRIVAT

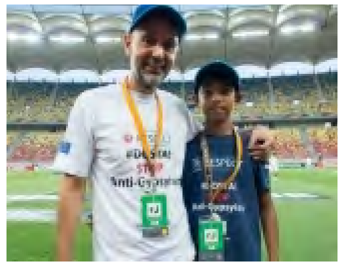

فیرانتاری میں بچے نسلی تفریق کے خلاف مہم میں مدد کرتے ہیں ۔ 13 سالہ بوبو اپنے فٹ بال کے ہیروز سے ملتا ہے۔

فٹبال کو صاف کرنا

جب ولیریو نے فٹ بال میں نسلی تفریق کے خلاف ایک مہم کا آغاز کیا، نفرت کے جرائم میں ایک ہفتے کے اندر 80 سے صفر تک کمی آ گئی۔

اب رومانیہ کے سب سے بڑے فٹبال کے سٹیڈیم میں میچ کا وقت ہو گیا تھا، 30 ہزار تماشائی بیٹھے ہوئے ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ گھر میں ٹی وی پر دیکھ رہے ہیں۔ معمول کے مطابق، ایک ٹیم کے تماشائی میچ کے دوران گانا گا رہے ہیں، جیسا کہ ہم ہمیشہ گپپو سے نفرت کرتے ہیں، اور وہ جو کہتے ہیں انہوں نے اس کے بینرز بھی پکڑے ہوئے ہیں: گپپوز کے لئے موت ہے۔ 10 ہزار کے قریب پورے گراؤنڈ میں تماشائی گا رہے ہیں۔ ولیریو اس بات کو سوچ کر حیران ہو رہا ہے کہ یہ کبھی ایسا بھی سوچ لیں کہ روما کے بچے جو فٹ بال سے پیار کرتے ہیں ان کو یہ سب کیسا لگ رہا ہو گا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ کچھ ایسا کرے جس سے فٹ بال میں یہ نسلی تفریق ختم ہو جائے۔

نسلی تفریق کے خلاف فٹ بال

اس کو اب بہت سال گزر چکے ہیں جب ولیریو نے نسلی تفریق کے کھیل کو توڑنے کی مہم کا آغاز کیا۔ اس نے فٹ بال بورڈ میں رومانیہ اور یورپین فٹ بال ایسوسی ایشن دونوں کو اکٹھا کیا۔ فٹ بال کے تمام بڑے میچوں کا آغاز ایک چھوٹی فلم سے ہوتا ہے جس کا مقصد روما کے خلاف نسلی تفریق کا خاتمہ ہے۔ بعض اوقات فیرانتاری اور گھیٹو کے بچے کھلاڑیوں کے ساتھ گراؤنڈ میں چلے جاتے ہیں۔

"میں تھوڑا گھبرایا ہوا تھا، لیکن یہ بہت اچھا تھا، "میں 13 سالہ بوبو کو یاد کر رہا تھا، جو مشہور کھلاڑی کے ساتھ ہاتھ ملانا چاہتا تھا اور میچ میں ہزاروں تماشائیوں کے درمیان ہاتھ ہلا رہا تھا۔

کھیل کے کلب میں مشاغل بھی منظّم تھے، بچوں اور بڑوں کے آپس میں میچ کا مقصد نسلی تفریق کو ختم کرنا ہے۔ یہاں پر فٹ بال میں ایک ہفتے کے اندر جرائم 80 سے کم ہو کر صفر رہ گئے ہیں۔ روما کمیونٹی کے کامیاب فٹ بال کے کھلاڑی اپنا ماضی نہیں چھپاتے جیسا کہ پہلے کرتے تھے، کہ کہیں بتانے سے ان پر کوئی حملہ نہ کرے اور ان سے نفرت کرنے نہ لگ جائے۔

تشدد کے خلاف فٹ بال

اب ولیریو اور اس کے دوست اس مہم کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

"ہم نسلی تفریق کے خلاف جدو جہد کر رہے ہیں، لیکن ساتھ ساتھ گھریلو تشدد، جو کہ بچوں اور عورتوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ بہت سے آدمی اپنے گھر والوں کو فٹ بال اسٹیڈیم میں مارتے ہیں، گراؤنڈ میں اور سٹینڈ میں بیٹھے ہوئے۔"

رومانیہ میں فٹ بال میچ کے دوران، تماشائی روما کے متعلق نسلی تفریق پر چیختے تھے، جب تک کہ ولیریو نے کھیل میں نسلی تفریق کی مہم شروع کی۔

ایک پرانے بینرر پر فٹ بال تماشائی خراج تحسین پیش کرتے ہیں جس نے بہت سے روما لوگوں کو قتل کیا ہوتا ہے۔

ولیریو فٹ بال کی نسبت باسکٹ بال کو پسند کرتا ہے لیکن فرانتاری کے بچے اس بات سے متفق نہیں!

ولیریو اور اس کے ساتھ ہزاروں لوگوں نے گلی کی طرف رخ کیا اور تب تک مظاہرہ کیا جب تک کہ ان کو وہ مل نہ جائے جو وہ چاہتے ہیں۔ ایک نیا انتخاب۔ ایک سال کے عرصہ کے بعد، انتخابات کی تیاریاں شروع ہوئیں، ایک عارضی سیاسی حکومت بنائی گئی اور ولیریو کو اس کے ایڈوائزر کی حیثیت سے کام کرنے کو کہا گیا۔

"مجھے غربت کو کم کرنے، عورتوں اور مردوں میں برابری اور بچوں اور عورتوں کو تشدد سے بچانے کے کام کا کہا گیا۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت دلچسپ لگا کہ حکومت کے اندر رہ کر کس طرح کام کیا جا سکتا ہے! میں نے یہ بھی دیکھا کہ کس طرح طاقت لوگوں کو بدل دیتی ہے۔

اچانک ہی، ایسا محسوس ہوا کہ یہ دوسروں سے بہتر ہیں، حالانکہ وہ وہی لوگ ہیں جو کہ پہلے تھے۔

2 نوکریاں

ابھی تک، ولیریو کے پاس 2 نوکریاں تھیں۔ پیر سے جمعے تک وہ انسانی حقوق کے حوالے سے یورپین کمیشن برسلز، بیلجیم میں کام کرتا تھا۔ ولیریو کو روما کے مسائل کے حوالے سے سیکرٹری جنرل کے خصوصی نمائندہ کے طور پر رکھا گیا تھا۔ ہر ہفتے کو، ولیریو اپنے گھر جاتا تھا اور وہاں پر وہ فیرانتاری میں کھیل کے سنٹر اور تعلیمی کلب میں اپنے گھر والوں اور دوستوں کے ساتھ مل کر کام کرتا تھا۔

ولیریو کہتا ہے کہ "ہم میں سے کسی کو تنخواہ نہیں ملتی تھی۔ یورپین کمیشن سے مجھے جو تنخواہ ملتی تھی وہ بہت تھی۔ ہم وہی کرتے تھے جو ہمارا دل کرتا تھا۔"

مستقبل کیلئے خواب دیکھنا

اب ولیریو نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنی اس اچھی تنخواہ والی نوکری کو چھوڑ کر واپس گھر آ جائے، اور اس پر کام کرے جس کے بارے میں وہ زیادہ تر سوچتا تھا۔

"میں فیرنتاری میں بچوں کے ساتھ اپنا کام جاری رکھوں گا۔ میں ایک کمپنی کا آغاز بھی کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ جو بچے یہاں سے بڑے ہوں گے ان کو کہیں کام کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ میرے ذہن میں بہت سے خیالات تھے میں فیرانتاری میں موجود بچوں کے ساتھ مل کر سب کو حقیقت بنانا چاہتا ہوں۔"

ولیریو کیا کرتا ہے؟

ولیریو کے دوست، رضا کار اور تنظیمیں مندرجہ ذیل کام کرتی ہیں۔

فیرانتاری میں ایک متبادل تعلیمی کلب کا قیام، جو کہ ہر سال ہزاروں بچوں کی مدد کرتا ہے۔ بچے یہاں سے مدد حاصل کر کے سکول جاتے ہیں اور بہت سے دوسرے مشاغل کرتے ہیں: کھیل، ڈانس، ڈرامہ، موسیقی اور دوسری تخلیقی مشقیں۔ صحت اور جمہوریت کے ساتھ ساتھ وہ اپنے حقوق کے بارے میں سیکھتے ہیں، اور وہ سیر پر اور تعلیمی دوروں پر بھی جاتے ہیں۔

غریب بچوں کو جوتے، کپڑے اور بعض اوقات کھانا بھی دیا جاتا ہے۔

جو بچے گھر نہیں رہ سکتے، ان کے لئے موقع ہوتا ہے کہ وہ فوسٹر ہوم میں منتقل ہو جائیں، اور اگر چاہیں اور ممکن ہو تو وہ بعد میں اپنے گھر والوں کے پاس واپس بھی جا سکتے ہیں۔

جو بچے منشیات لیتے ہیں اور استحصال زدہ ہیں اور ان سے زبردستی منشیات فروخت کروائی جاتی ہے یا ان کو جنسی عمل کے لئے کہا جاتا ہے، ان کی مدد کر کے کہ اس زندگی کو چھوڑ کر دوبارہ اپنے بچپن کی طرح ہو جائیں جیسا کہ پہلے تھے۔

ولیریو قانون اور سسٹم کو متعارف کروانے پر جس میں وہ بچوں کو تشدد سے بچاؤ، نسلی امتیار اور جرائم سے نفرت، اور ان کے حقوق کو مضبوط کرنے اور نئے مواقعوں کیلئے ایک مہم بھی چلا رہا ہے۔

اینڈریا، 10 سال

"مجھے ڈانس کرنا پسند ہے۔ جب میں بڑی ہو جاؤں گی، میں ایک ڈانسر بنانا چاہوں گی اور دوسرے بچوں کو سیکھا کر ان کو اچھا ڈانسر بناؤں گی۔"

بیانکا، 12 سال

"ہمارے تعلیمی کلب کے جو استاد ہیں وہ بہت اچھے دوستوں کی طرح ہیں بالکل ہمارے والدین کی طرح!"

نیکولیٹا، 13 سال

"میں جب چھوٹی تھی تب سے اس تعلیمی کلب میں جا رہی ہوں، اس نے میری بہت مدد کی ہے۔ اب میں بھی چھوٹے بچوں کی مدد کر رہی ہوں۔"

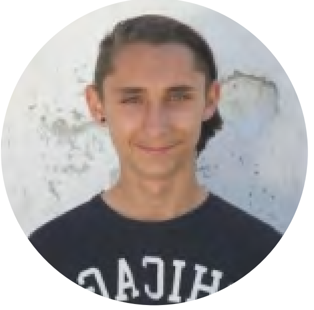

میرین، 15 سال

"مجھے جو چیز سب سے بری لگتی ہے جب لڑکے ایک دوسرے پر برف پھینکتے اور لڑتے ہیں! مجھے فٹبال کھیلنا پسند ہے۔ جب میں بڑی ہوں گی، میں ایک شیف یا ویٹر بننا چاہوں گی۔"

ماضی کے بچے

10 سالہ ٹوٹو، بڑی مہارت کے ساتھ گلی میں پڑے گندگی کے ڈھیر میں چھلانگ لگا کر ٹوٹی ہوئی بوتلیں اکٹھی کرتا ہے۔ وہ بھوکی آنکھوں سے گلی میں بیٹھے لوگوں کی طرف دیکھتا ہے۔ وہ اس کو اپنے ماضی کی طرح نظر آتے ہیں، اور اکثر اس کو ٹوٹو کی مردہ گلی کہتے ہیں۔

ٹوٹو بالکل اس لڑکے کی عمر کا تھا جب وہ ولیریو سے پہلی دفعہ ملا تھا

ٹوٹو جانتا ہے کہ بڑے کب شراب پیتے ہیں اور نشہ کرتے ہیں، وہ غصہ کرتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ آپ کیلئے بہتر ہے کہ ان سے دور رہیں۔ اس کے سیڑھیاں چڑھنے والی جگہ بلب کے ٹوٹے ہونے کی وجہ سے اندھیرا تھا۔ چھت سے پانی ٹپکتا تھا۔ دیواریں قبرستان کی طرح لگتی تھیں، اور گلی کے کونوں میں سوئیاں پڑی ہوئی تھیں جو نشہ کرنے والے استعمال کے بعد پھینک دیتے تھے۔ وہاں پر پکڑنے کیلئے کوئی چیز نہیں تھی۔ کسی نے بہت عرصہ پہلے اس کو وہاں سے کھول کر کباڑ میں بیچ دیا تھا۔

ماں کیلئے صفائی کرنا

جب ٹوٹو نے اپنے فلیٹ کا دروازہ کھولا، اس کی دونوں بہنیں صفائی کر رہی تھیں۔ 13 سالہ اینڈریا میز صاف کر رہی تھی اور 16 سالہ اینا دیوار سے داغوں کو صاف کر رہی تھی۔

"جب ماں واپس گھر آئے، تو اس کو گھر بالکل صاف ملنا چاہئے اس لئے ہم پھر سے تمام داغ مٹانا شروع ہو گئے،" اینڈریا سختی سے مٹاتے ہوئے کہتی ہے۔

ٹوٹو اینڈریا سے پوچھتا ہے کہ ماں نے کب واپس آنا ہے؟"

اینڈریا کہتی ہے کہ "یہ تمہارا کام نہیں ہے،" اسے لگا کہ وہ غصے سے کہہ رہی ہے، لیکن وہ افسردہ تھی۔ ان کی ماں پچھلے 4 سالوں سے جیل میں قید تھی اور ابھی اس نے مزید 3 سال وہیں رہنا تھا۔ وہ کہتی تھی کہ اس کو جلد ی رہائی مل جائے گی وہ انتظامیہ کا انتظار کر رہی تھی۔

ٹوٹو نے شکایت کی "مجھے بھوک لگی ہے،"

اینا نے کہا "میں سوپ بنا دیتی ہوں،" اور اس نے وضاحت کی کہ اس کے پاس ابھی گرم پلیٹ نہیں ہے اس لئے اس وقت کچھ نہیں کر سکتی ہے۔

گرم پلیٹ بنانا

کچھ دیر بعد، ٹوٹو کا انکل سلے آ گیا اور وہ اپنے ساتھ ایک چونے کا بہت بڑا بلاک لے کر آیا جس کو اس نے زمین پر رکھ دیا۔

ٹوٹو نے کہا کہ مجھے بھوک لگی ہے!،

اینا نے کہا "آرام سے، آرام سے،" انکل سلے نے چھری پکڑی اور سفید بلاک کو کاٹ کر خانے بنائے۔

ٹوٹو نے کہا" کہ جب تک تم یہ سوپ بناؤ گی میں گہری نیند میں سو چکا ہوں گا۔" اس نے دیکھا کہ انکل سلے نے ان خانوں کے درمیان کنڈلی ڈالی اور اس کنڈلی کے دوسرے سروں کو دیوار میں لگے سوئچ میں لگا دیا۔ جلد ہی وہ کنڈلی ان خانوں کے درمیان جلنا شروع ہو گئی۔ گرم پلیٹ تیار تھی اور انکل نے اس پر ایک ساس پین رکھا۔

منشیات کا استعمال

جب اینا سوپ بنا رہی تھی، دروازہ کھلا اور بہت سے جوان آدمی اندر کمرے میں آ گئے۔

اینا نے چلاتے ہوئے غصے سے کہا "میں ان سب کو اب اور اس گھر میں برداشت نہیں کر سکتی،" لیکن کوئی اسکی بات کو نہیں سنتا تھا۔

سب کو یہ پتا تھا کہ ان کی ماں جیل میں ہے اور بچے اپنے آپ ہی رہتے ہیں۔ ایک آدمی زمین پر بیٹھ گیا اور دوسرا صوفے پر اور اپنا انجیکشن نشے سے بھرنے لگے۔ انکل سلے بھی ان کے ساتھ مل گیا۔

چھوٹے لڑکے نے اینا سے کہا "مطمئن رہو۔ میں تم کو بھی دوں گا،" اس نے اپنا سر ہلایا اور کہا "مجھے اکیلا چھوڑ دو۔"

ٹوٹو صوفے پر بیٹھ گیا اور اس لڑکے کو دیکھنے لگا جس نے سوئی اپنے بازو میں لگائی اور لیٹ گیا۔ جب اس کی آنکھیں جھپکنا شروع ہو گئیں، ٹوٹو سمجھ گیا کہ نشے نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ پہلے اینا بھی نشہ کرتی تھی، لیکن وہ اب یہ سب چھوڑنا چاہتی تھی۔

اینڈریا باہر گئی ہوئی تھی، جب وہ واپس آئی اور یہ سب دیکھ کر بہت پریشان ہوئی۔

اس نے کہا کہ "اے خدا ہماری مدد کر اور دعا کرتی ہوں کہ تم سب جیل میں جاؤ،"

اینڈریا فلیٹ چھوڑ کر چلی گئی اور ٹوٹو وہیں صوفے پر سو گیا۔

جیل میں رہنا

رومانیہ کے قانون کے مطابق، ٹوٹو کی ماں کو سزا کے دو یا تین حصوں کے بعد رہا کیا جانا تھا، لیکن جیل میں وہ سب یہ سوچتے تھے کہ جو اس نے کیا ہے اس کا اسے کوئی پچھتاوا نہیں ہے۔ اس کو ابھی یہاں اور دیر رکنا ہے۔

بہت سے لوگ جیسا کہ بچے اور عورتیں جیل میں اس لئے تھے وہ منشیات بیچتے اور اس کے عادی تھے۔ وہ صرف اتنے پیسے کماتے تھے کہ روز کے کھانے کا انتظام کر سکیں اور اپنے لئے نشے کا۔ وہ جرائم پیشہ گروہ جو منشیات بنا کر لاکھوں روپیہ کماتے ہیں وہ کبھی نہیں پکڑے گئے تھے۔ بلکہ انہوں نے خوبصورت گھر اور مہنگی کاریں خرید لی ہیں۔ کچھ پیسہ وہ پولیس اور سیاستدانوں کو رشوت کے طور پر دیتے ہیں تا کہ وہ اپنا کاروبار بغیر کسی رکاوٹ کے کر سکیں۔ فیرانتاری میں بہت سے لوگ اس خیال پر عمل کرتے ہوئے منشیات کا کاروبار کرتے ہیں، وہ کبھی بھی پولیس کے ساتھ لڑائی کا نہیں سوچتے ہیں۔ کیونکہ اس سے ان کی اور ان کے بچوں کی زندگی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔

ولیریو سے ملاقات

ایک دن ٹوٹو کے کزن نے کہا:

"آؤ فٹ بال کھیلتے ہیں۔"

ٹوٹو نے سنا تھا کہ ایک آدمی ان کے سکول کے پاس والے کھیل کے ہال میں فٹ بال کی تربیت دے رہا ہے، لیکن اس میں وہاں جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی ولیریو ایک ہیٹ اور ٹریک سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ اس نے ایک نظر ٹوٹو کی پلاسٹک کی جوتی پر ماری اور جلدی سے اس نے جوتوں کے ڈھیر میں سے ٹوٹو کیلئے ایک فٹ بال کے جوتوں کا جوڑا نکالا اور اس کو دیا۔

ٹوٹو نے ہر ہفتے فٹ بال کی تربیت کیلئے جانا شروع کر دیا۔ اس کو کھیلنے کیلئے شرٹ اور ٹریک سوٹ ملا۔ کچھ دیر بعد، ولیریو نے اس کو کہا کہ اگر وہ پسند کرے تو اس کے ساتھ گھر کے کاموں میں مدد کر سکتا ہے، جو کہ متبادل تعلیمی کلب کے نام سے جانا جاتا تھا۔

ٹوٹو کا انکل اپنے فلیٹ میں ایک گرم پلیٹ بناتا ہے۔ یہاں پر کوئی باتھ اور پانی کا انتظام نہیں ہے۔

بہت سے لوگ منشیات کیلئے ٹوٹو کا فلیٹ استعمال کرتے تھے، کیونکہ وہاں پر بچے اکیلے رہتے تھے۔

TEXTO: CARMILLA FLOYD FOTO: KIM NAYLOR

جب ٹوٹو نے فٹ بال کی تربیت شروع کی، اس کے پاس صرف پلاسٹک کی جوتی تھی کھیلنے کیلئے، لیکن ویلیریو نے اس کو صحیح فٹ بال کھیلنے والے جوتے اور ٹریک سوٹ دیا۔

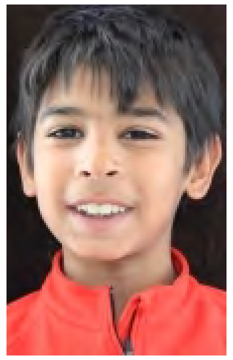

ٹوٹو 10 سال کی عمر میں

کونسل نے فیرانتاری میں کچرا اکٹھا کرنا روک دیا، اور گھر والوں کے پاس کوئی جگہ نہیں تھی جہاں وہ کچرا پھینک سکیں۔ کچھ بڑے لوگوں نے پہلے اس کو صاف کرنے کی کوشش کی، لیکن اب سب نے چھوڑ دیا۔ گندگی کی وجہ چوہے آ گئے، جس کی وجہ سے بیماریاں پھیلنے لگی۔

پہلے ٹوٹو نہیں چاہتا تھا۔ وہ کبھی سکول نہیں گیا تھا اور اس کو شرم محسوس ہوتی تھی کہ وہ لکھ اور پڑھ نہیں سکتا ہے۔ وہ صرف 9 تک گنتی جانتا تھا، ابھی وہ 10 سال کا تھا۔ لیکن آخر کار اینڈریا نے اس کو سکول جانے پر راضی کر لیا۔

مختلف قسم کا سکول

ویلیریو اور اس کے دوستوں نے فیرانتاری میں سکول میں ایک کمرہ جماعت شام اور ہفتے کے آخری دنوں کیلئے لیا۔ دروازے پر ایک رنگین نشان بتاتا ہے "متبادل تعلیمی کلب ۔ انہوں نے اس کو اندر سے دیواروں پر تصویریں لگا کر اور کاغذوں کو چھت سے نیچے لٹکا کر بہت ہی خوبصورت بنایا تھا۔ ہر ہفتے، ویلیریو کے دوست مختلف شہروں سے آتے اور بچوں کو گنتی، لکھنے اور پڑھانے میں ان کی مدد کرتے۔ ان میں سے کچھ اساتذہ تھے، لیکن زیادہ تر کوئی اور نوکری کرتے تھے۔ ان میں سے کچھ وکیل، بس ڈرائیور، آئی ٹی ٹیکنیشن اور نرسز تھیں۔ کلب میں آنے سے پہلے، وہ فیرانتاری اور وہاں کی غربت کے بارے میں نہیں جانتے تھے۔ کچھ بہت حیران ہوئے اور واپس دوبارہ نہیں آئے۔ لیکن ان میں سے بہت سے ہر ہفتے واپس آتے رہے۔

ٹوٹو کچھ لمحوں بعد ویلیریو کو کہتا ہے کہ "مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم ایک گھر کی طرح ہیں،"

کلب میں سب بچے ڈرائنگ میں حصہ لیتے ہیں، گانا گاتے ہیں اور ڈرامہ بھی کرتے ہیں۔ ایک مشہور گلی کے ڈانسر گروپ کا ایک ڈانسر بچوں کو جوش و خروش والے گانے اور ڈانس سکھاتا ہے۔ پہلے اس کو سیکھنا تھوڑا مشکل لگتا تھا، لیکن ٹوٹو نے گھر میں بھی اور ڈانس کی تربیت کے دوران سچ میں بہت محنت کی۔ جہاں پر دوسرے اپنا توازن کھو بیٹھتے تھے وہاں ٹوٹو دھن کو آخر تک سنتا اور اپنے استاد کی ہر حرکت پر اچھی طرح نظر رکھتا ہے۔

سکول شروع کیا

ٹوٹو نے ساتھ سکول بھی جانا شروع کر دیا، لیکن وہ اکثر جماعت میں دیر سے پہنچتا تھا۔ اینا نے دوبارہ منشیات کا استعمال شروع کر دیا تھا اور اینڈریا گھر رکنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ اپنی دوستوں کے گھر پر سوتی تھی اور ٹوٹوا کیلے پن کی وجہ سے ڈرتا تھا اور ساری رات جاگتا رہتا تھا۔

"مس دیر سے آنے کیلئے معذرت،" وہ جب صبح جماعت میں داخل ہوتا تو یہی کہتا۔

استانی اس کی عادت سے واقف ہے، اور پوچھتی ہے کہ کیسا چل رہا ہے۔

"میں جلدی نہیں اٹھ سکا۔۔۔ میں بہت تھکا ہوا تھا۔۔ میں ساری رات نہیں سویا۔"

اس سے پہلے کہ ویلیریو اور تعلیمی کلب سکول میں اپنا کام شروع کرتے، بہت سے استاد یہ نہیں جانتے تھے کہ بچے فیرانتاری میں کیسے رہتے ہیں۔ جب وہ دیر سے سکول آتے اور پڑھنے کے دوران سو جاتے، ان کو باہر نکال دیتے یا سزا دیتے۔

بہت سے بچوں نے سکول چھوڑ دیا کیونکہ وہ ناخوش تھے ۔ لیکن اب ویلیریو نے تمام اساتذہ کو ان کی حالت کے بارے میں بتایا وہ سمجھ گئے کہ بچے اپنی طرف سے پوری کوشش کرتے ہیں۔

ٹوٹو کی استانی نے اسے ایک کاغذ اور کلاک دیا اور کہا کہ جو اس پر وقت نظر آ رہا ہے وہ لکھے۔

اس نے کہا "تم یہ کام کر رہے ہو،" اس دفعہ جانا نہیں۔"

پولیس اینا کو لے گئی

ٹوٹو اس وقت سکول تھا جب پولیس اس کے گھر آئی اور انہوں نے دروازے کو زور مارا۔ وہ چلائے:

"پولیس! دروازہ کھولو!" پھر انہوں نے دروازہ توڑا اور اندر داخل ہو گئے۔

"ہر کوئی نیچے لیٹ جائے نیچے!"

اینا اور دوسروں نے اپنے آپ کو زمین پر لیٹا لیا۔

پولیس نے ان کو ہتھکڑی لگائی، اور ان کو سیڑھیوں سے نیچے لاتے ہوئے باہر گاڑی میں بیٹھا دیا۔

جب اینڈریا گھر واپس آئی، ایک آدمی اس کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا۔

اس نے کہا کہ "تمہاری بہن کو پولیس نے گرفتار کر لیا ہے،"

اینڈریا اور ٹوٹو اب دونوں اکیلے رہ گئے تھے۔ اینا کو کچھ دیر کیلئے جیل میں رکھا گیا۔ پولیس نے کوشش کی کہ وہ قبول کرے کہ منشیات بیچتی ہے لیکن اس نے ماننے سے انکار کر دیا۔

ایک شام دیر سے، اس کو رہا کر دیا اور وہ گھر واپس آئی

۔

اینڈریا نے حیرانی سے پوچھا کہ "کیا تم دوبارہ منشیات شروع کرو گی؟" ٹوٹو اینا سے گلے ملا۔

اس نے کہا "خوش آمدید اینا،" اور اچانک رونا شروع کر دیا۔ "تم کس طرح باہر آئی؟

"اینا نے کہا "رونا بند کرو۔۔ اب میں نشہ نہیں کروں گی،" اس نے وعدہ کیا کہ اب اس فلیٹ میں کوئی بھی دوبارہ نشہ نہیں کرے گا، اور وہ ٹوٹو کی خود دیکھ بھال کرے گی۔ وہ بہت تھکی ہوئی لگ رہی تھی اور اس کے کپڑے اس کے جسم پر لٹکے ہوئے تھے۔

اینڈریا نے کہا "تم نے اپنا وزن اتنا کم کیوں کر لیا ہے"؟

اینا نے ایک دم جواب دیا "میں جو کھا سکتی تھی وہ کھاتی تھی،"

نوکری کا خواب

اینا ایک شیف بننا چاہتی تھی اور تعلیمی کلب سے مدد حاصل کر کے وہ اس کا پروفیشنل کورس کرنا چاہتی تھی ۔ اس کو انٹرویو کے لئے بلایا گیا اور اس عورت نے پوچھا کہ تمہاری عمر کتنی ہے۔ 17 سال "تم ابھی کم عمر ہو، تمہارے والدین میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے۔

"میری ماں جیل میں ہے۔" اچھا۔ اور تمہارا والد؟

اینا نے کہا "وہ ہمارا بالکل خیال نہیں رکھتا،" اس کا اپنے باپ کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں تھا۔

عورت نے معذرت کے انداز میں کہا "اس کورس کو کرنے کیلئے تم کو اپنے والدین کی اجازت لینا ہوگی ۔ ٹھیک ہے،"

اینا مایوسی اور ناامیدی کے ساتھ واپس گھر چلی گئی ۔ جلد ہی اس نے پھر نشہ کرنا شروع کر دیا۔

بچوں کے گھر منتقل ہونا

ویلیریو یہ سوچتا تھا کہ ٹوٹو اور اینڈریا کیلئے اس گھر میں زیادہ دیر رہنا بہت خطرناک ہو سکتا ہے، اور ان کو فیرانتاری بچوں کے گھر منتقل کرنا چاہئے۔ اینڈریا نہیں جانا چاہتی تھی۔ اس کو یاد تھا کہ پچھلی دفعہ جب وہ ٹوٹو کے پیدا ہونے سے پہلے وہ اور اینا بچوں کے گھر میں رہنے آئیں تھیں۔ انہوں نے بہت خوفناک محسوس کیا اور ان کی ماں نہیں چاہتی تھی کہ وہ وہاں رہیں۔ تب انکل سلے ماں کے ساتھ ہمیں بھی واپس گھر لے کر آئے۔

جب اینڈریا نے تعلیمی کلب میں اپنی استانی کو یہ سب بتایا تو وہ رونا شروع ہو گئی۔

استانی نے کہا 'رونے سے مسئلے کا حل نہیں نکلتا'۔

"مضبوط رہو، مستقل رہو۔ اسی طرح ہماری زندگیاں کام کرتی ہیں۔ کیا تم سمجھ رہی ہو؟"

اینڈریا نے کہا "میں رہوں گی،" پھر استانی اسے سے گلے ملی۔

اینڈریا اور ٹوٹو بچوں کے گھر میں منتقل ہو گئے۔ وہ بہت نیچے تھا اور اس کے بہت سے اصول تھے، لیکن ان کو روز کھانا ملتا تھا اور یہاں کوئی نشہ بھی نہیں کرتا تھا اور نہ ہی ان کو کوئی ڈانٹتا تھا۔ کچھ دیر بعد، ٹوٹو اس کو بالکل گھر کی طرح محسوس کرنے لگا۔ اینا کبھی کبھی ملنے آتی۔ وہ نہائی اور اس نے کپڑے تبدیل کئے ۔ وہ پہلے کی نسبت زیادہ کمزور اور تھکی ہوئی لگتی تھی۔

اینا بیمار ہو گئی

جب اچانک اینا نے بچوں کے گھر آنا بند کر دیا، اینڈریا فلیٹ پر گئی، جو کہ بہت ہی گندہ تھا۔ اینا کے پاس اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ سب کام کر سکتی۔ وہ صرف بیڈ پر لیٹی رہتی تھی۔ وہ روتی تھی اور اپنے بہن بھائی سے کہتی تھی کہ مجھے چھوڑ دیا ہے۔

اینڈریا نے وضاحت کی کہ "ہم نے اس لئے چھوڑا کہ ہم ایسے نہیں رہنا چاہتے تھے۔۔۔" اس نے اینا کو یاد دلایا کہ جب وہ جیل سے چھوٹ کر آئی تھی تو اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ سکول جائے گی اور کام کرے گی

۔

"ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ کیا تم اب ہسپتال بھی جانا نہیں چاہو گی۔"

آخر کار اینا بچوں کے سکول اینڈریا کے ساتھ چلی گئی۔

اس نے وہاں ایک ایڈوائزر سے بات کی جس کو اینڈریا دروازے کے پیچھے سے سن رہی تھی۔ ایڈوائزر نے اینا سے پوچھا کہ کب سے نشہ کرنا شروع کیا۔

اس نے جواب دیا "جب میں 13 سال کی تھی،"

کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد، ایڈوائزر اس کے کاغذ تیار کرتا ہے اور کہتا ہے:

"تمہارے ٹیسٹ کا نتیجہ آ گیا ہے اور بدقسمتی سے تم کو ایچ آئی وی+ ہے۔"

اینڈریا افسردہ ہوئی، لیکن حیران نہیں ہوئی۔ ٹوٹو ابھی اس بات کو سمجھنے کیلئے بہت چھوٹا تھا، لیکن اس کو اس بات سے شک تھا جیسا کہ کافی وقت سے اینا بیمار تھی۔ ایچ آئی وی آسانی سے پھیل سکتی ہے جب نشہ کرنے والے ایک ہی سرنج کو استعمال کرتے ہیں۔ ایچ آئی وی مہلک نہیں ہے۔ یہاں پر اثر طریقہ علاج موجود ہے جس کی مدد سے صحت مند زندگی گزار سکتے ہیں۔ لیکن فیرانتاری میں زندگی بہت مشکل ہے ایچ آئی وی اکثر بہت جلد ایڈز میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

ٹوٹو مقابلہ کرتا ہے

کلب میں ڈانس کا استاد ٹوٹو کو ہپ ہاپ ڈانس کے مقابلے کیلئے تیار کرتا ہے۔

پہلے ٹوٹو اور اس کی بہن کو بچوں کا گھر اچھا نہیں لگا، لیکن بعد میں گھر جیسا ہی محسوس ہوا۔

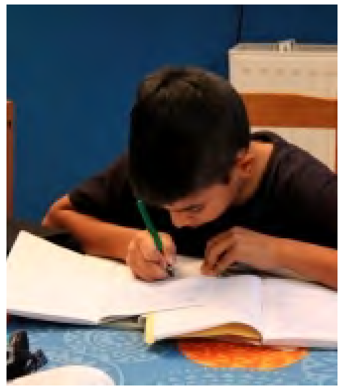

متبادل تعلیمی کلب میں پہلی بار ٹوٹو لکھنا اور پڑھنا سیکھا

جب ٹوٹو کی بڑی بہن 17 سالہ اینا بیمار ہوئی، اس میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ صفائی کر سکے اور اپنا خیال رکھ سکے۔

ٹوٹو، 17 سال

پسندیدہ چیز: ڈرامہ اور فلم بنانا
بری چیز: ناانصافی اور نسلی امتیاز
یاد کرنا: اپنے گھر والوں کو
اعتماد: اپنے دوستوں پر
دکھ: جب اپنے گھر والوں کو یاد کرتا ہوں
کرنا چاہتا ہوں: ویلیریو: وہ ہم سب کے والد کی طرح

فیرانتاری میں زندگی کے متعلق ٹوٹو فلم بناتے ہوئے

ٹوٹو کی زندگی پر بنائی جانے والی فلم کا پوسٹر، ٹوٹو اور اس کی بہنیں، دیوار پر لگا ہوا ہے۔

اس کے جج اٹلی، ڈنمارک اور یو ایس سے آئے ہوئے ہیں۔ ٹوٹو تھوڑا گھبرایا ہوا ہے اور اس کی ٹانگوں کے ساتھ اس کا نمبر 227 چپکایا ہوا ہے۔ اچانک ہی اس کو سٹیج پر بلایا جاتا ہے:

"اب وقت ہوتا ہے آج کے آخری ڈانسر کو بلانے کا اس پوپنگ فائنل میں نمبر 227!"

سپاٹ لائٹ ٹوٹو کی آنکھوں پر چمکتی ہے۔ وہ تماشائیوں کو نہیں دیکھ سکتا، لیکن وہ جانتا ہے کہ ویلیریو اور اس کا ڈانس کا استاد اور اس کے دوست وہاں موجود ہیں۔ میوزک شروع ہوتا ہے، ٹوٹو چھوٹی حرکتوں کے ساتھ گھومنے والی حرکت کرتا ہے۔ وہ اپنے مسلز کو سخت اور سکون میں لاتا ہے، جو اس طرح لگتا ہے کہ وہ اپنے جسم کو الیکٹرک شاک کی طرح حرکت دے رہا ہے۔ اور وہ دوسرا انعام حاصل کرتا ہے! اس کے دوست اس کی ہمت بڑھاتے ہیں جب وہ سٹیج پر کھڑا ہوتا ہے اور اس کی گردن میں میڈل ہوتا ہے۔

اس کے بعد اس کا ڈانس کا استاد اس کو کہتا ہے کہ "شاباش بچے، ! تم پیدائشی چیمپئن ہو، سن رہے ہو؟ "تم سب سے بہتر ہو۔ اس کو کبھی بھولنا نہیں۔۔"

دوسروں کی مدد کرنے کا شوق

ٹوٹو اب 17 سال کا ہے۔ وہ اور اینڈریا سکول میں ہی رہتے ہیں۔ اینا ابھی بھی اپنی بیماری کے ساتھ لڑ رہی ہے۔ ماں اب جیل سے آزاد ہے، لیکن وہ بہت کم ملتی ہے۔ ٹوٹو فیرانتاری میں 6 لڑکوں کے گروپ کے ساتھ رہتا ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ نہیں رہتے ہیں۔

وہ کہتا ہے کہ "یہاں سب ٹھیک ہے،" لیکن میں اپنے گھر والوں کو بہت یاد کرتا ہوں اور تب میں افسردہ ہو جاتا ہوں۔"

یہاں دیوار پر ایک فلم کا پوسٹر لگا ہوا ہے ٹوٹو اور اس کی بہنیں۔ یہ ٹوٹو کی فیرانتاری میں زندگی کے متعلق ہے اس کو ایک مشہور ڈائریکٹر نے ویلیریو کی مدد اور متبادل تعلیمی کلب کے ساتھ مل کر بنایا ہے۔

"شروع میں بہت عجیب لگتا تھا کہ کوئی ایک کونے میں بیٹھا ہوا ہے، جو جو ہم نے کیا وہ فلمایا گیا۔ لیکن کچھ دیر بعد میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں سوچا۔"

فلم ٹوٹو اور اس کی بہنیں کو پوری دنیا میں فلم فیسٹیول میں بھی دکھایا گیا اور اس نے بہت سے ایوارڈ بھی حاصل کئے اور لوگوں نے پسند بھی کیا۔

"یہ بہت عجیب لگتا ہے کہ ایک اندھیرے سینما میں بیٹھ کر اپنی زندگی کے متعلق دیکھ کر لوگوں کو روتا دیکھنا۔ اس نے مجھے اپنے بارے میں سمجھنے میں مدد کی کہ میں کن حالات سے گزرا ہوں۔ اس کو دیکھنے کے بعد، لوگوں نے مجھ سے سوال بھی کئے اور مجھ سے آٹوگراف بھی لیا۔ پھر میں نے ایسے ہی ان کو کہا کہ میری شرٹ پر اپنے نام اور میسج لکھیں تا کہ میرے لئے یادگار رہ سکے۔ میرے پاس اب اس طرح کی 3 شرٹس ہیں جو پوری اس طرح کے پیغامات سے بھری ہوئی ہیں!"

اپنی فلم

ٹوٹو اب فیرانتاری پر اپنی ایک فلم بنانے جا رہا ہے، فیرانتاری میں رہنے والے لوگ چور ہیں کیونکہ ہم کام کرنے میں بہت سست ہیں، ہم صرف نشہ کرنا جانتے ہیں اور گندگی اور بدبو میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ لیکن یہ سب سچ نہیں ہے۔ یقیناً نشہ کرنے والوں کو چھوڑنا چاہئے، لیکن یہ بہت مشکل ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ چیزیں بالکل صاف ہوں، لیکن یہاں پر کوئی بھی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ گندگی قابو میں کیا جا سکے۔ آخر میں وہ سب چھوڑ دیتے ہیں۔ "

ٹوٹو کہتا ہے کہ زیادہ تر لوگ کام کرنا چاہتے ہیں، لیکن کوئی ان کو نوکری پر نہیں رکھنا چاہتا ہے جو فیرانتاری میں رہتے ہیں۔

"یہ میرے دوستوں کے ساتھ ہوا ہے، حالانکہ انہوں نے اچھے گریڈز کے ساتھ سکول چھوڑا تھا۔ اگر آپ کالے ہیں تو آپ کے لئے یہ مشکل ہے، کیونکہ روما میں نسلی تفریق بہت زیادہ ہے۔"

ٹوٹو سوچتا ہے کہ لوگوں کو فیرانتاری کا دورہ کرنا چاہئے تا کہ اپنی آنکھوں سے یہ سب دیکھیں۔

"ہم سے بات کرنے کے بجائے خود جھوٹ اور تعصب کو سنیں۔ ہم بھی آپ ہی طرح کے لوگ ہیں۔"

ٹوٹو اب بھی ڈانس کرتا ہے، لیکن زیادہ تر خوش ہونے کیلئے۔ آج کل اس کی دلچسپی اداکاری، ڈرامہ اور فلم بنانے میں زیادہ ہے۔

ٹوٹو اور اس کے دوست پلے ہوڈ تھیٹر گروپ میں

بہت سے لوگوں نے ٹوٹو کو فلم فیسٹیول میں پہچان لیا، اور اس سے آٹوگراف کا کہا۔ پھر وہ ان کو کہتا ہے کہ میری شرٹ پر کچھ لکھ دو مجھے یاد رہے۔ اس کے پاس ایسی 3 شرٹس گھر میں ہیں!

رومانیہ کے سب سے بڑے تھیٹر میں پلے ہڈ کا پہلا شو

زندگی کیلئے تھیٹر

جب ٹوٹو اور اس کے دوستوں نے اپنے نئے ڈرامے کا پہلا شو رومانیہ کے سب سے بڑے سالانہ ڈراموں کے فیسٹیول میں کیا، لوگوں نے ہال میں کھڑے ہو کر ان کی حوصلہ افزائی کی۔ ان میں کچھ اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے رہے۔

ٹوٹو نے دوسرے بچوں کے ساتھ مل کر متبادل تعلیمی کلب فیرانتاری میں ہی ڈراموں کا آغاز کر دیا تھا۔ ایک منجھے ہوئے اداکار لونٹ کی مدد سے، انہوں نے فیرانتاری میں رہنے والے لوگوں کی زندگی سے متاثر ہو کر اپنی کہانیاں لکھنا شروع کر دیں۔ پچھلے سال انہوں نے جو ڈرامہ چلایا اس کا نام پلے ہوڈ تھا۔

ٹوٹو کہتا ہے کہ "نئے ڈرامے کا نام گھر ہے،" یہ ان 4 بچوں کے متعلق ہے جو جولین سنٹر میں رہتے ہیں۔ جیسے جیسے کہانی کی تفصیل میں جائیں، ڈرامہ ہمیں بتاتا ہے کہ کس طرح لڑکے جیل میں گئے۔ یہ کہانی غربت، ان والدین کی جو بچوں کی ٹھیک دیکھ بھال نہیں کر سکتے، تعلیم کی کمی، اور بے وقوفی والی غلطیاں اور غلط انتخابات کے متعلق ہے۔

ٹوٹو کہتا ہے کہ "یہ خوابوں کے متعلق بھی ہے،" یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر کوئی خواب دیکھتا ہے اور اس کو پورا کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے،" راہنما لونٹ نوٹس کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس ڈرامے سے ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ یہ کتنا ضروری ہے ایک دوسرے پر اعتماد کرنا اور ماننا۔ بہت سے لوگ اپنا مقصد حاصل کرنے کیلئے مل کر کام کرتے ہیں، حتیٰ کہ مخالفین ان کے خلاف بھی ہوں۔ لونٹ خود فیرانتاری سے تعلق نہیں رکھتا۔ وہ اکثر اس تعصب کا شکار ہوا ہے جو لوگ اس کے آس پاس رہتے ہیں۔

" کچھ لوگ مجھے کہتے ہیں:" کہ تم ان لوگوں کے ساتھ کیسے کام کر لیتے ہو؟" لیکن زیادہ تر مثبت سوچ کے مالک ہوتے ہیں، ان سب کے باوجود وہ حیران رہ جاتے ہیں جب چھوٹے بچوں کو منشیات پر ڈرامہ کرتا ہوا دیکھتے ہیں۔ چھوٹی عمر میں حاملہ ہونا، نسلی تفریق اور امتیازی سلوک۔ بعض اوقات وہ پوچھتے ہیں کہ کیا حقیقت میں یہ سب باتیں چھوٹے بچے سمجھتے ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ وہ جانتے ہیں۔"

مزاح کی ضرورت

ٹوٹو کہتا ہے کہ "ہم بہت سی مشکل چیزوں سے نمٹتے ہیں، لیکن ہم ہمیشہ مزاح کو ساتھ رکھتے ہیں،"

" آخرکار ہم بچے ہیں، ہمیں بالکل بھی سنجیدہ نہیں رہنا چاہئے۔ مجھے لگتا ہے کہ ہمارے ڈرامے دیکھ کر لوگ بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ وہ ہماری خاطر خوش بھی ہوتے ہیں، اور ان کی خوشی کا توازن دیکھ کر میں بھی خوش ہوتا ہوں۔"

بوچارسٹ شہر کے دوسرے حصوں میں، پرانی دیواروں پر برے الفاظ اور روما کے لوگوں کو نشانہ بنا کر تعصب والی باتیں لکھی ہوتی ہیں۔ لیکن فیرانتاری میں بچے پرانی دیواروں کو خوبصورت اور چمک دار رنگوں سے سجاتے ہیں۔

فیرانتاری میں کھیلنے کیلئے بہت زیادہ جگہ نہیں ہے۔ ہمسائیوں میں بہت سی جگہ ایسے لوگوں نے لی ہے جو بے گھر ہیں اور منشیات کا استعمال کرتے ہیں۔ لیکن بچے اپنے کھیلنے اور لطف اندوز ہونے کیلئے جگہ ڈھونڈ ہی لیتے ہیں۔

گلیوں کے کھیل

لاسٹک کو اور سے اور اوپر کر دیا جاتا ہے جیسے جیسے آپ اپنی حرکت ٹھیک کرتے ہیں۔ جیسے یہ سب سے اونچا ہوتا ہے ویسے ہی اس کو کرنے میں بھی مشکل ہوتی ہے!

فرانسیسی رسی کودنا

12 سالہ زانا کہتی ہے کہ "فرانسیسی رسی کودنے کیلئے آپ کو ایک لاسٹک اور اچھلنے والے جوتوں کی ضرورت ہے،" لاسٹک کو باندھ کر ایک دائرہ بنا لیں۔ 2 لوگ اس کے اندر آ جائیں اور اپنی ٹانگوں یا جسم کی مدد سے اس کو کھینچیں۔ اور پھر ایک بندہ اچھل کر مختلف طریقوں سے اس کے اندر اور باہر ہوتا ہے۔ اگر آپ درست طریقے سے سب کرتے ہیں تو لاسٹک کو تھوڑا اور اوپر کر دیا جاتا ہے، مثال کے طور پر گھٹنوں سے کمر تک، یا پھر بغلوں تک۔

مشورہ! اگر کوئی کھڑا ہونے کیلئے تیار نہیں ہوتا، تو آپ لاسٹک کو کسی باڑ یا پول کے ساتھ بھی باندھ سکتے ہیں۔

پارکور کیا ہے؟

پارکو اور دوڑنے کا آغاز غریب علاقہ، پیرس فرانس سے ہوا، اور تیزی سے ان علاقوں میں مقبول ہوا جہاں پر بچوں اور نوجوانوں کے کھیلنے کیلئے نہ تو کوئی اچھی جگہ تھی اور نہ ہی ایسے جمنیزیم کہ جہاں پر بہت اچھے آلات ہوں۔ یہ بالکل ایسے ہی جیسے سکیٹ بورڈ چلاتے ہیں، جو گلیوں کے ماحول سے واقف ہوتے ہیں، وہ لوگ یہ سب شہر میں آرام سے کرتے ہیں۔ وہ چال چلتے ہیں، چھتوں پر اور پارک کے بنچوں پر اور دیواروں پر دوڑتے اور چھلانگیں لگاتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ سب کام خوبصورتی سے کر سکیں، آرام سے جلدی جتنا ممکن ہو سکے، مشکلات سے لڑتے ہوئے ہر مسئلے کا حل نکالنا۔ پارکور اور دوڑنے کا کھیل اب ساری دنیا میں کھیلا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ اس ایکربیٹکس سے جوڑتے ہیں، جس میں اپنے آپ کو متوازن رکھنا اور اوپر چڑھنا ہوتا ہے۔ احتیاط کے ساتھ اس کو چلنے دو!

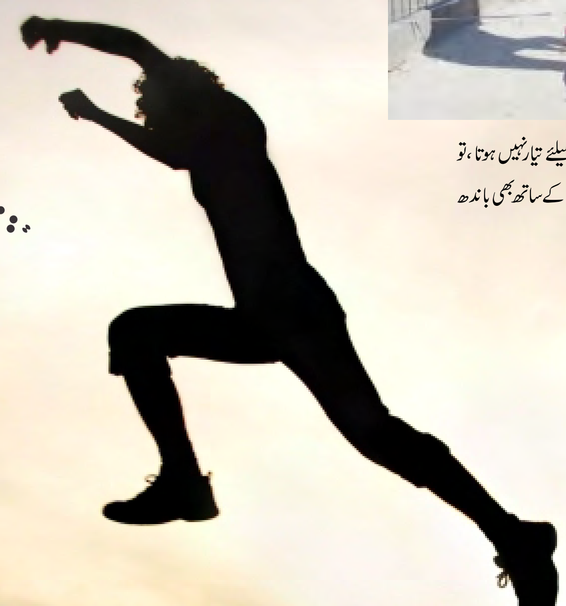

TEXTO: CARMILLA FLOYD FOTO: JOANNA PELIROCHA

لونٹ فیرانتاری میں بڑا ہوا۔
"وہاں کی سب سے بری چیز یہ ہے کہ وہ آپس میں لڑتے ہیں۔"

فیرانتاری میں آپکا جسم ہی آپ کے اوزار ہیں، جہاں پر کوئی بھی اچھا جمنیزیم نہیں ہے۔

18 سالہ لونٹ، بہت سالوں سے پارکور اور ایکربیٹکس فیرانتاری میں اپنے دوستوں کے ساتھ کر رہا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ "ہم نے ایک دوسرے سے اور یوٹیوب پر ویڈیوز دیکھ کر سیکھا ہے"،

بعض اوقات ہم اپنے موبائل فونز سے خود اپنی ویڈیو بنا کر اپ لوڈ کرتے ہیں، تا کہ دوسرے لوگ دیکھ سکیں کہ ہم کیا کرتے ہیں۔"

لونٹ کو پارکور اور ایکروبیٹکس پسند ہے، لیکن وہ مستقبل میں بالکل ایک بڑے سٹار جسٹن بائبر کی طرح گلوکار بننا چاہتا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ "جب میں گانا گاتا ہوں تو بہت خوش ہوتا ہوں،"

"یہ سب سیکھنے میں وقت لگتا ہے۔"

بلند عمارتوں کے درمیان جنگل

13 سالہ ریکا، جنگل میں ہی پیدا ہوا ہے اور بڑا ہوا ہے، اور بوچاریسٹ شہر کی باہر کی طرف جوتنگ دریاؤں سے گزرتا ہے۔

بہت عرصہ پہلے جب ریکا پیدا ہوا، اس کا والد گیکا نے غربت کی وجہ سے رومانیہ کی دیہاتی زندگی کو چھوڑ کر اپنے گھوڑا گاڑی کے ساتھ بوچاریسٹ میں منتقل ہوگیا ۔جیسے ہی وہ شہر میں داخل ہوا، اس نے ایک جنگل کے علاقے کی نشاندہی کی جو کہ ایک گرے کنکریٹ کے پیچھے چھپا ہوا تھا ۔ اس نے ایک چھوٹا سا گھر بنایا اور وہاں منتقل ہوگیا۔

شہر بڑھ گیا

جیسے جیسے شہر بڑھتا گیا، وہ گرے پہاڑیاں نزدیک آنا شروع ہوگئیں ۔اچانک ہی وہاں پر پانی اور گھاس میں گند پڑنا شروع ہوگیا۔ پرانے ٹائر، پلاسٹک بیگز، کارڈ، بورڈ کے ڈبے اور کین ، یہاں تک کے فریج بھی اس میں شامل تھی ۔ بہت سے لوگ اس گند کا ذمہ دار روما کے لوگوں ٹھہراتے تھے جو کہ پارک میں رہتے تھے۔ لیکن حقیقت میں یہ سب ان لوگوں کی وجہ سے تھا جو یہ آسان سمجھتے تھے کہ سب گند اس جنگل کے علاقہ میں پھینک دیں۔

علاقہ پارک میں تبدیل ہوگیا

ایک دن، اس علاقے کو ایک ماحولیاتی ادارے میں کام کرنے والوں نے دریافت کیا۔ وہ بہت خوش ہوئے کہ شہر کے قریب ایک ایسی جگہ جہاں پر مختلف قسم کے پرندے، جانور، کچھوے اور بہت سارے قسم کے جانور رہتے ہیں۔لیکن وہ علاقہ مچھلیوں کی سمگلنگ اور گندگی وجہ سے خطرے میں تھا۔ 4 سال کے عرصہ میں ، ماحولیاتی ادارے میں کام کرنے والوں نے رومانیہ حکومت کے ساتھ بات کر کے اس کو ایک محفوظ پارک کی شکل دی۔ بہت سے لوگ اب یہ چاہتے تھے کہ روما کے رہنے والوں کو اب یہاں سے جانا چاہئے ۔ گیکا نے انکار کردیا۔

اس نے کہا " کہ میں اپنا گھر چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا۔"

بالآخر ماحولیاتی ادارے میں کام کرنے والوں نے اس بات کو جانا کہ گیکا ان کے کام آ سکتا ہے اس کو انہوں نے جنگل کا پہردار مقرر کردیا۔اب وہ صرف اکیلا ہی تھا جو اس پارک کے اندر رہ سکتا تھا، اور وہ جانوروں اور قدرتی نباتات کی حفاظت کرتا تھا۔

ریکا نے وضاحت کی کہ "میری ماں اور سب بچے اور دادی ہم سب شہر میں ایک فلیٹ میں سوتے تھے،" لیکن ہم اپنے والد سے روز ملنے جاتے تھے ۔ جب میں وہاں ہوتا تھا تو چلتے ہوئے پانی اور گرمی کو یاد کرتا تھا ۔ لیکن اپنے شہر میں قدرت اور آرام کو یاد کرتا تھا۔"

ریکا، 13 سال

رہتا ہے: بوچاریسٹ اور ویکاریسٹی پارک کے ایک فلیٹ میں

پسند: فٹ بال اور موسیقی

پیار: اپنے گھر والوں سے، کتے اور بلی سے

بننا چاہتا ہوں: اپنے والد کی طرح جنگل کا انچارج

09.00 am

صبح بخیر ریکا کہتا ہے کہ "ہم سکول کے دنوں میں بہت جلدی اٹھ جاتے تھے، اور ہفتے کے آخری دن ہم سوئے رہتے تھے ۔" اس کی بڑی بہن کبھی سکول نہیں گئی تھی ۔وہ جب چھوٹی تھی تب اس کی شادی ہوگئی تھی اور اب اس کے بچے ہیں۔

وہ کہتی ہے کہ "اب چیزیں بہت مختلف ہیں ۔" میری بیٹی اور چھوٹا بھائی اب پہلے سکول جاتے ہیں۔"

09.30 am

فیرانتاری جانا : آج کے دن گھر کے کام میں مدد کرنا اور اس کے بعد فیرانتاری میں متبادل تعلیمی کلب میں فٹ بال کھیلنے جانا۔

مصنوعی جھیل کا علاقہ جنگل میں تبدیل ہو گیا

رومانیہ کا سابقہ آمر سیوسیسکو اس جگہ پر ایک مصنوعی جھیل بنانا چاہتا تھا جہاں پر اب پارک ہے۔آمر 1989 کے انقلاب میں مارا گیا تھا، جس کی وجہ سے نامکمل پروجیکٹ کو ختم کردیا گیا۔ پانی اپنے آپ پھیلتا ہوا ایک بہت بڑا جوہڑ بن گیا۔جنگلی جانور یہاں آ گئے، پھول اور پودے بڑھنے لگے ۔ کچھ بڑے کاروباری لوگ یہاں پر اونچی عمارتیں اور فیکٹریاں بنانا چاہتے تھے ۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ جنگل میں آگ لگا کر اس کو تباہ کردیا جائے تا کہ تعمیراتی کام کرسکیں۔ لیکن جنگلی جانوروں کی وجہ سے وہ ایک محفوظ پارک میں بدل گیا۔

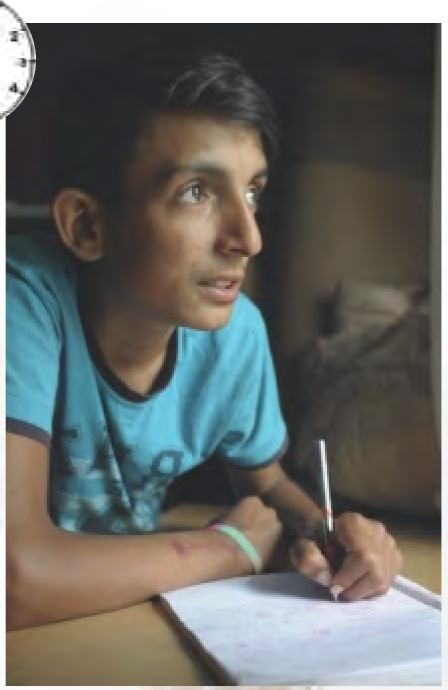

10.00 am

گھر کے کام میں مدد: ریکا کہتا ہے کہ "جب ہم نے پہلے کلب میں آنا شروع کیا، ہم کبھی بھی اس سے پہلے سکول نہیں گئے تھے،"

"ولیریو اور اس کے دوستوں نے ہمارے لکھنے اور پڑھنے کیلئے وہ سب کیا جو وہ کرسکتے تھے، لیکن یہ ایک مشکل کام تھا۔اب یہ بہت بہتر ہو رہا ہے۔ میں ہر روز کچھ نیا سیکھتا ہوں۔"

1.00 pm

فٹ بال کیلئے وقت: " گھر کے کام میں مدد کے بعد، ہر کوئی کھیل کے ہال کی طرف جاتا ہے۔ وہاں پر لڑکوں اور لڑکیوں کو فٹ بال کی تربیت دی جاتی ہے۔"

3.00 pm

جنگل کی طرف جانا: ریکا اور اس کے بہن بھائی بس پر سوار ہو کر شہر کے راستے جنگل میں جاتے ہیں۔اس سفر کا آخری حصہ وہ اپنی خاندانی کشتی پر کرتے ہیں۔ وہ مٹی کے ریزوں میں پھنس جاتے ہیں۔

4.00 pm

آخرکار گھر: جو گھر ریکا کے والد بہت سال پہلے بنایا تھا اس کو بہت سے ٹکڑے لگا کر کئی دفعہ ٹھیک کیا گیا ہے۔

ابھی بھی ہر طرف گندگی پڑی ہوئی ہے بوچاریسٹ کے رہنے والے اتنے سالوں بعد بھی اپنی گندگی پارک میں پھینکتے ہیں ، اس کو صاف ہونے میں بہت عرصہ لگ سکتا ہے۔ لیکن ریکا کی ماں جتنا ہوسکتا ہے صفائی کا خیال رکھتی ہے۔

TEXTO: CARMILLA FLOYD FOTO: KIM NAYLOR

4.30 pm

پانی بھرنا: پارک میں ایک کنواں ہے جس میں صاف پانی آتا ہے۔ ریکا کا چھوٹا بھائی گیکا کیلئے وہاں سے پانی بھرتا ہے کیونکہ وہ بوڑھا ہو چکا ہے۔

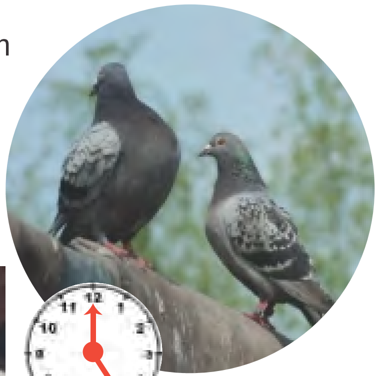

5.00 pm

کبوتروں کو دیکھنا: ریکا اپنے کبوتروں کو دیکھتا اور ان کو چھلی اور سورج مکھی کے بیج کھلاتا ہے۔ اس کے اور اس کے والد کے پاس تقریباً **60** کبوتر ہیں، اور بعض دفعہ وہ ان کو باہر چھوڑ دیتے ہیں۔
"وہ ہمیشہ واپس آجاتے ہیں، اگر کبھی ان کو کوئی پکڑ نہ لے۔"

ہمارے پاس **3** کتے اور **10** بلیاں ہیں ۔ ان میں سے کچھ میرے بہت اچھے دوست ہیں جب سے وہ چھوٹے تھے۔ میں اپنے کتے لیو کو بہت یاد کرتا ہوں، جس کے اوپر سے گاڑی گزر گئی تھی جب وہ پارک سے بھاگ کر آ رہا تھا۔
خرگوش کو اٹھانا اچھا نہیں لگتا ہے!

5. 30 pm

لکڑی کاٹنا: ریکا اپنے والد کیلئے لکڑیاں کاٹتا ہے کہ وہ آگ جلا سکے، تاکہ وہ ساری رات گرم رہ سکے۔

6.30 pm

فٹ بال کا کھیل: ولیریو پارک میں آتا ہے اور شام کا کھیل فٹ بال کھیلتا ہے۔

8.00 pm

ٹی وی دیکھنے کا وقت: جب ریکا واپس اپنے علاقہ میں آتا ہے، وہ ٹی وی چلا لیتا ہے، وہ زیادہ ترجیح موسیقی کو دیتا ہے۔ جلد ہی اس کے سونے کا وقت ہو جاتا ہے، اور پھر جنگل کی خاموشی میں کھو جاتا ہے۔

ڈیریو بہت عرصے سے گھر سے دور ہے

ڈیریو اس وقت 4 سال کا تھا جب پہلی بار بچوں کے گھر میں گیا تھا۔ اس وقت اس کے گھر والے ایک چھوٹے سے لکڑی کے گھر جو کہ فرش پر بنا ہو تھا میں رہتے تھے، جہاں پر نہ تو گرمی، واش روم اور نہ ہی پانی تھا۔

ڈیریو کی ماں اپنے بچوں کی دیکھ بھال کرنے کی کوشش کرتی تھی، اور جگہ کو صاف رکھتی تھی کہ اچھی نظر آئے۔ لیکن یہ بہت مشکل تھا جب 9 لوگ اتنی چھوٹی سی جگہ پر رہیں ۔ ڈیریو کا والد کوئی مدد نہیں کرتا تھا۔ وہ شراب پیتا تھا، نشہ کرتا تھا اور اس کی ماں کو بھی مارتا تھا۔ بعض اوقات چوہے ، مکڑی اور دوسرے جانور چھت اور دیواروں میں دراڑوں کی وجہ سے اندر آجاتے تھے۔ بالآخر سب سے چھوٹے بچے کو فیرانتاری میں بچوں کے گھر میں بھیج دیا گیا: ایک گرے عمارت جو ایک بڑی باڑ کے پیچھے تھی۔

ڈیریو یاد کرتا ہے "وہ بہت ہی ڈراؤنی تھی، " ہم باہر کھیلنے نہیں جاتے تھے۔ یہ ایک جیل کی طرح لگتی تھی۔ ہر کوئی غصہ ہوتا تھا، خاص طور پر ایک چشمے والی عورت ۔ وہ ہر وقت مجھ پر چلاتی رہتی تھی جب میں گلی میں بھاگتا یا اونچا بولتا تھا۔ میں سچ میں اس بہت ڈرتا تھا۔ ان میں سے کچھ بچے وہاں سے بھاگ گئے، باڑ کے اوپر سے چھلانگ لگا کر غائب ہو گئے ۔ لیکن مجھ میں ہمت نہیں تھی۔"

میں گھر جانا چاہتا تھا

ڈیریو اپنی ماں کو یاد کر کے روز روتا تھا۔

"میں ہمیشہ کہتا تھا کہ میری ماں مجھے کب لینے آئے گی ، اور روز وہاں کے بڑے جو بچوں کے گھر میں تھے مجھے کہتے: وہ کل آ رہی ہے۔ وہ مجھ سے جھوٹ بولتے تھے تاکہ میں چپ ہو جاؤں، لیکن میرے لئے یہ بہتر تھا کہ وہ مجھ سے سچ بول دیتے۔ میں اس بات سے اور زیادہ ناامید اور افسردہ ہو جاتا تھا۔"

بعض اوقات ڈیریو کی ماں بچوں کے گھر میں اسے ملنے آتی اور اپنے ساتھ مٹھائی اور بسکٹ لیکر آتی تھی۔

"وہ جانتی تھی کہ یہاں رہنا بہت خوفناک ہے اور وہ ہمیں وہاں نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ وہ اکثر کہتی تھی کہ شاور ادھار لے لیں کیونکہ ہمارے گھر میں واش روم نہیں تھا۔"

کچھ دیر بعد، ڈیریو اور اس کے بہن بھائی فیرانتاری میں موجود ایک اور بچوں کے گھر میں منتقل ہو گئے، جو بالکل بچوں کی حفاظت کا سنٹر لگتا تھا۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ بچے کبھی کبھی اپنے گھر جا سکتے ہیں جیسا کہ ہفتے کے آخری دن یا چھٹیوں میں۔

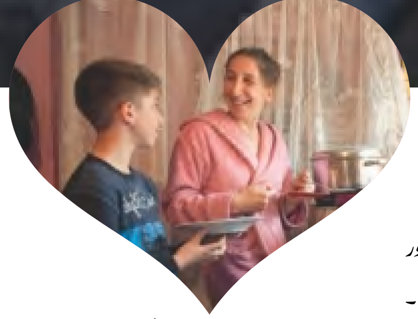

ہفتے کے آخری دن وہ اپنی بہن لیکر یما اور اس کے بچوں کے ساتھ کچھ وقت گزارتا ہے۔
" مجھے ان کے ساتھ وقت گزارنا اچھا لگتا ہے، لیکن ان کے پاس رہنے کیلئے جگہ بہت کم ہے وہاں پر کوئی کمرہ نہیں ہے

ڈیریو، 12 سال

رہتا ہے: فیرانتاری میں بچوں کے گھر میں
پیار: اپنے گھر والوں سے، اور اپنے کتے پوفی سے
پسند: سکول، ڈرائینگ، فٹ بال، ڈرامہ
یاد کرتا ہے: اپنی ماں کو
دکھ: جب فیرانتاری میں سب کتوں کو فروخت کیا
دیکھتا ہے: ویلریو اس کا دل بہت بڑا ہے

ڈیریو کہتا ہے کہ " یہ ہزار مرتبہ اس سے بہتر ہے، "یہاں پر بڑے بہت اچھے ہیں اور ہمیں باہر کھیلنے کی اجازت بھی ہے۔ بعض اوقات میں یہاں سے اپنی ماں کیلئے کھانا بھی لے جاتا ہوں۔"

کلب نے مدد کی

جب ڈیریو نے سکول شروع کیا ، وہ متبادل تعلیمی کلب میں روز سہ پہر کو اور ہفتے کے آخر میں جاتا تھا ۔ وہاں پر اس کی ولیریو سے ملاقات ہوئی، جس نے اس کی گھر کے کام میں مدد کی اور فٹ بال کی تربیت بھی دی۔

" تعلیمی کلب میں انہوں نے ہماری بہت مدد کی اور ہم نے چیزوں کو سیکھنے میں بہت اچھا وقت گزارا۔ اس نے مجھے سکول میں بھی بہت مدد کی ۔ میں جماعت میں سب سے اچھا طالب علم ہونے کا انعام بھی جیتا! لیکن اچانک ہی مجھے سننے میں مشکل پیش آنے لگی ۔ میں جب چھوٹا تھا تو شروع سے ہی میرے کان میں انفیکشن تھی ۔ بعض اوقات میرے کان میں سے ریشہ بھی نکلتا تھا ۔ ولیریو مجھے ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا ، اس نے کہا کہ میں بہرہ بھی ہوسکتا ہوں ۔"

متبادل تعلیمی کلب میں ڈیرو کو گھر کا کام کرنے میں مدد ملتی ہے اور اب وہ وہاں پر سب سے اچھا طالب علم ہے۔

فیرانتاری میں بہت سے ایسے بچے ہیں جو گندے پانی اور انفیکشن کی وجہ سے بیمار ہوئے ہیں۔ ان میں سے کچھ بچے سننے اور دیکھنے سے محروم ہوگئے ہیں اس بیماری کی وجہ سے جس کا علاج دوائیوں سے ممکن ہے۔ لیکن بہت سے والدین ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم ان سے مدد کیلئے کہیں تو انتظامیہ ہمارے بچوں کو ہم سے دور نہ کردے۔ یہ بہت سے خاندانوں کے ساتھ ہو چکا ہے ۔ کچھ ڈاکٹر اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ان کو وہاں پر دوائیوں اور طبی امداد دینے کیلئے معمول سے زیادہ پیسے دیں، حالانکہ ایسا سب غیر قانونی ہے۔ فیرانتاری میں رہنے والے والدین بہت غریب ہیں اور وہ زیادہ پیسے برداشت نہیں کرسکتے ہیں۔

ڈیریو کے مطابق فٹ بال بہترین چیز ہے۔
اس کا پسندیدہ کھلاڑی میسی ہے۔

جب ڈیریو نے اپنے سننے کے حوالے سے شکایت تعلیمی کلب کو کی تو ولیریو کو احساس ہوا کہ اس کو جلدی کرنے کی ضرورت ہے۔ آخر کار ڈیریو، ولیرو کی مسلسل محنت کی وجہ سے ڈاکٹر کو ملنے میں کامیاب ہوگیا ۔ ہسپتال والے آپریشن کرنے کیلئے رضامند ہوگئے۔ اس کی قوت سماعت بچ گئی۔

ولیریو کہتا ہے کہ "میں اس کو مکمل کرنے میں اس طرح کامیاب ہوا کہ میں جانتا تھا کہ اس کام کیلئے کونسے لوگ ٹھیک ہیں اور کیسے ان کو ساتھ لے کر چلنا ہے،" اگر ڈیریو کی ماں خود کوشش کرتی کہ اس کا آپریشن ہو تو شائد ایسا نہ ہوتا۔ اس بات پر مجھے غصہ آتا تھا کہ فیرانتاری میں رہنے والوں کو وہ سہولت نہیں ملتی تھی جو دوسروں کو ملتی تھی۔"

ماں بیمار ہوگئی

ایک دن جب ماں مجھے ملنے بچوں کے گھر آئی وہ معمول سے ہٹ کر کمزور لگ رہی تھی۔

ڈیریو کہتا ہے کہ "میری ماں نے کہا کہ میں آجکل بیمار رہتی ہوں اس لئے زیادہ نہیں آسکتی ۔ اس نے ایک سکارف اپنے سر پر باندھا ہوا تھا، کیونکہ اس کے بال گرنا شروع ہو گئے تھے،" نئے سال کی خوشی میں جب سب گھر والے ملکر پارٹی کر رہے تھے تب تک اس کے سارے بال جڑ چکے تھے۔ لیکن وہ پھر بھی خوش تھی ، کیونکہ وہاں ہر کوئی ایک ساتھ تھا، موسیقی سن رہے تھے اور لطف اندوز ہو رہے تھے۔ میں اس رات ایک منٹ کے لئے بھی نہیں سوسکا!"

کچھ ہفتوں بعد، ڈیریو بچوں کے گھر میں اپنی فٹ بال کی تربیت میں مصروف تھا۔

"وہ بہت اچھا سیشن تھا اور میں بہت خوش تھا۔ جب میں کار واش کے پاس سے گزرا جہاں پر میرے والد کام کرتے تھے ، اس نے مجھے دیکھا اور اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ 'تمہاری ماں مرگئی ہے' میں بہت افسردہ ہوا۔ میں خواہش کر رہا تھا کہ میں اس کو کسی طرح ڈھونڈ سکتا۔"

وقت کی مشین کی خواہش

"میری خواہش تھی کہ میرے پاس وقت کی مشین ہوتی، جس سے میں پیچھے واپس جا کر سب کچھ ٹھیک کرلیتا۔ نہ صرف فیرانتاری میں، بلکہ پوری دنیا کو۔ اگر مجھے کسی بات کا فیصلہ کرنا پڑے تو، میں چاہوں گا کہ کوئی بھی بچہ، بچوں کے گھر میں نہ رہے۔ وہ صرف اپنے گھر والوں کے ساتھ رہیں۔ میں ہر طرح کی گندگی اور منشیات پر قابو پانا چاہتا ہوں، تاکہ لوگ ایک دوسرے کیلئے اچھے بن سکیں۔ شاید یہ سب میں تب کرسکوں جب میں بڑا ہوجاؤں گا جیسا کہ ولیریو بچوں کی زندگی کو بہتر بنانے کیلئے کرتا تھا۔"

ڈیریو کا پسندیدہ کھلونا جاپانی کینڈاما ہے ۔ یہ جاپان میں ہزاروں سال پہلے ایجاد ہوا تھا، رسی کے آخر پر ایک لکڑی کی گیند ہوتی ہے اور لکڑی پر 3 کپ بنے ہوتے ہیں گیند کو اچھال کر کسی ایک کپ میں ڈالنا ہوتا ہے ۔ بہت سے مشق کے بعد ڈیریو اب اس میں ماہر ہے۔

ضلع بچوں کو بیمار کر رہا تھا

ڈیریو کے کان میں بہت انفیکشن تھی جس کا کوئی علاج نہیں کرواتا تھا اسی وجہ سے وہ قوت سماعت کھونے کے بعد بہت خطرے میں تھا۔ فیرانتاری کے بہت سے بچے ایسی بیماریوں میں مبتلا تھے کیونکہ ان میں بھی بہت سے انفکیشن تھے اور نہ ہی ٹھیک پرورش پا رہے تھے، ان سب کی وجہ گندگی کے ڈھیر اور گندہ پانی جو گلیوں میں ہوتا ہے۔ بہت سے بچوں کو مسلسل کھانسی اور استھما کی وجہ سے سانس لینے میں مشکل اور پھیپھڑوں کی بیماریاں بھی تھی ۔ دوسرے لوگ حادثاتی طور سوئی لگنے سے ہیپٹائٹس اور ایچ آئی وی کا شکار ہو جاتے تھے جو نشہ کرنے والے استعمال کرتے تھے۔ فیرانتاری میں پہلے صحت کا مرکز تھا، لیکن بہت عرصہ ہوگیا وہ بند ہو چکا تھا اب ان کو بہت دور ڈاکٹر کے پاس جانا پڑتا تھا۔ بہت سے والدین اس لئے مدد کیلئے نہیں کہتے تھے کہ وہ ڈرتے کہیں انتظامیہ والے ان کو بچوں سے دور نہ کر دیں ۔ یہ بہت سے خاندانوں کے ساتھ ہوا تھا۔ اور بہت سے لوگ اس بات سے واقف نہ تھے کہ رومانیہ میں ہر بچے کو مفت طبی امداد کی سہولت ہے۔ کچھ ڈاکٹر لوگوں کو دھوکہ دے کر ان سے علاج کے پیسے لیتے تھے۔ ولیریوں اور متبادل تعلیم کے کلب نے فیرانتاری کے لوگوں کو بتایا کہ ان کے لئے طبی سہولت اور علاج معالجہ مفت ہیں، اور ان کو معلومات دیتے تھے کہ وہ کس طرح صحت مند رہ سکتے ہیں۔ لیکن ولیریو کہتا تھا کہ یہ سب کافی نہیں ہے، کیونکہ فیرانتاری کا ماحول بچوں اور بڑوں دونوں کی صحت کیلئے بہت خطرناک تھا۔

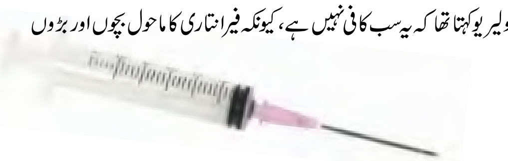

اپنی آواز بلند کریں

"بچوں کے عالمی انعام کی پریس کانفرنس میں خوش آمدید کہتے ہیں، جو کہ بچے پوری دنیا میں ایک ہی وقت میں منعقد کرتے ہیں! ہمیں والدین کو اس بارے میں بتانا چاہیے کہ یہ ان کی زمہ داری ہے، کہ وہ اپنے بچوں کو سکول میں بھیجیں۔" بون بانا بچوں کے حقوق کی سفیر بچوں کے عالمی انعام کی پریس کانفرنس سے بات کرتے ہوئے کہتی ہے، بونیا ڈی آر کونگو

بچوں کے عالمی انعام کی پریس کانفرنس میں خوش آمدید کہتے ہیں، جو کہ بچے پوری دنیا میں ایک ہی وقت میں منعقد کرتے ہیں! پوری دنیا میں سے ووٹنگ کے ذریعے چنے گئے 3 امیدواروں کے نام بچے بتاتے ہیں جن کو بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور بچوں کے حقوق کے سفیر کا انعام دیا جاتا ہے اور ساتھ ہی دو امیدواروں کو بچوں کا اعزازی ایوارڈ بھی دیا جاتا ہے۔

اپنی عالمی پریس کانفرنس کے لئے اپنے طور پر میڈیا کو دعوت دی جائے۔ بچوں کے حقوق کے حوالے سے جو بہتری آپ چاہتے ہیں اس کے متعلق بات کریں۔ پریس کانفرنس میں صرف بچوں کو بولنے اور ان کے انٹریو لینے کی اجازت ہونی چاہیئے، جو کہ بچے پوری دنیا میں ایک ہی وقت میں منعقد کرتے ہیں۔

اس کو کیسے کرنا چاہیئے:

1۔ وقت اور جگہ

اگر ممکن ہو سکے تو اپنے علاقہ سے سب سے اہم عمارت کو پریس کانفرنس کے لئے چنا جائے تا کہ لوگوں کو پتا چل سکے کہ بچوں کے حقوق کی کتنی اہمیت ہے! اپنے سکول میں منعقد کرنا بھی اچھا ہے ۔ (موسم بہار 2018 میں کون سی حتمی تاریخ ہوتی ہے دیکھنے کیلئے ویب سائٹ پر نظر رکھیں)

2۔ میڈیا کو دعوت

پہلے سے ہی مقامی اخبارات، میگزین، ٹی وی اور ریڈیو کو دعوت دینی چاہیے۔ وقت اور جگہ بالکل واضح تحریر کی جائے۔ ای کے میل کے ذریعے بھی دعوت دینا ٹھیک ہے، لیکن اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ جن صحافیوں کو بلانا چاہتے ہیں ان کو فون ضرور کریں! ان کو فون کے ذریعے اور مل کر پریس کانفرنس کی حتمی تاریخ کے بارے میں بتاتے رہیں۔

3۔ تیاری

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے بارے میں آپ جو کہنا چاہتے ہیں اس کو لکھ لیں اور اس کے ساتھ آپ اپنے ملک میں بچوں کے حقوق کے حوالے سے جو تبدیلیاں چاہتے ہیں ان کو بھی تحریر کر لیں ۔ پریس کانفرنس کے شروع ہونے سے کچھ دیر پہلے ہی آپ کو خفیہ طور پر بچوں کے عالمی انعام کے پروگرا اور بچوں کے حقوق کے ہیروز کے متعلق بتا دیا جاتا ہے جو کہ آپ کو پریس کانفرنس کے دوران سب کو بتانا ہوتا ہے۔

4۔ پریس کانفرنس کا انعقاد

اگر ممکن ہو سکے، تو پریس کانفرنس کا آغاز موسیقی اور ڈانس سے کیا جائے اور سب کو یہ بتایا جائے کہ پوری دنیا میں یہ کانفرنس ایک ہی وقت میں ہو رہی ہے۔ اس کے بعد پریس کانفرنس کو آگے بڑھایا جائے:

* بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے حوالے سے حقائق بیان کئے جائیں اور بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی معلومات کی فلم دکھائی جائے۔
* وضاحت کی جائے کہ آپ اپنے ملک میں جہاں رہتے ہیں وہاں بچوں کے حقوق کی کیسے خلاف ورزی ہوتی ہے۔
* بالغ افراد اور سیاستدانوں سے مطالبہ کیا جائے کہ بچوں کے حقوق کا احترام ہونا چاہیئے۔
* بچوں کے حقوق کے ہیروز کے متعلق دن کی بڑی خبر کا اعلان کیا جائے۔
* اپنے ملک میں بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے حقائق اور پریس ریلیز کا سب کو بتائیں۔

بوکیوو ڈی آر کونگو میں بچوں کی پریس کانفرنس میں، بچوں کے حقوق کے سفیر بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی کا بتاتے ہوئے اور یہ اعلان کرتے ہوئے کہ کس نے سب سے زیادہ ووٹ حاصل کئے ہیں۔

اس ویب سائٹ سے آپ حاصل کر سکتے ہیں: worldschildrenprize.org

* اپنے ملک کی حقائق پر مبنی شیٹ اور پریس ریلیز
* اس بات کی نصیحت کے کس طرح صحافیوں کو دعوت دینی ہے اور سیاستدانوں سے کیسے سوال کرنے ہیں۔
* بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے متعلق فلم، عالمی ووٹ اور بچوں کے حقوق کے ہیروز۔
* میڈیا کیلئے پریس کی تصاویر

کیا آپ کے علاقہ میں بہت سے سکول ہیں؟ ہر سکول میں سے ایک نمائندہ منتخب کر کے اکٹھی پریس کانفرنس کا انعقاد کریں۔

بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام کونگو میں

ہر سال ڈی آر کونگو میں بہت سے بچوں کی پریس کانفرنسز کا انعقاد ہوتا ہے، جہاں پر بچوں کے حقوق کی خلاف ورزیاں کی جاتی ہیں۔ بچے اس لئے پریس کانفرنس کا انعقاد کرتے ہیں کہ یہ خلاف ورزیاں سامنے لائی جائیں، اور بچوں کے حقوق کا احترام کیا جائے اور ان کے ہیروز کی بات کی جائے۔ یہ خبر دور دور تک پھیلائی جاتی ہے، خاص طور پر بہت سے ریڈیو اسٹیشن کے ذریعے، جس کو کونگو میں بہت سے لوگ سنتے ہیں۔

"بچوں کے حقوق کے پروگرام نے میری آنکھیں کھول دیں کہ کس طرح دنیا میں بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی کی جاتی ہے۔ ہم بچوں کے حقوق کے سفیر اس کو بدلیں گے، تا کہ لتوری میں بچوں کے حقوق کا احترام ہو سکے ۔" ایڈ جیبٹھو، بچوں کے حقوق کا سفیر، نیلسن منڈیلا سکول، ڈی آر کونگو، بچوں کی پریس کانفرنس میں

"میں اس بات کا مطالبہ کرتا ہوں کہ حکومت اور سکول کی انتظامیہ بچوں کے حقوق کا احترام کرے۔" سفاری، بچوں کے حقوق کا سفیر، فابیا سکول، ڈی آر کونگو، بچوں کی پریس کانفرنس میں

ہم بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے سربراہ ہیں

سویڈن کی بچوں کی منسٹر، ایسا ریگنر بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی تقریب میں

ملالہ یوسف زئی اور سویڈن کی بچوں کی منسٹر، ایسا ریگنر دونوں کو بہت فخر ہے، بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے نئے اعزازی سربراہان اور دوستوں پر۔

سویڈن کی منسٹر کہتی ہے کہ " آپ مجھ پر اور سویڈن کی حکومت پر انحصار سکتے ہیں۔"

کوئی بھی جس نے بچوں کے حقوق کیلئے کچھ اچھا کیا ہے وہ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا اعزازی دوست اور سرابراہ بن سکتا ہے۔ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی سربراہ ملالہ یوسف زئی، مرحوم نیلسن مینڈیلا اور زانا گسماؤ ہیں۔ سویڈن کی ملکہ سلویا پہلی بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی سربراہ تھیں۔ دوسرے سربراہوں میں سویڈن کے وزیر اعظم سٹیفن لفوین ہیں۔ سویڈن کی بچوں کی منسٹر ایسا ریگنر اور بڑوں کے عالمی لیڈرز، گریکا میشل اور ڈیسمنڈ ٹوٹو ہیں۔

2014 میں، لاکھوں بچوں نے ملالہ یوسف زئی کو ووٹ دے کر بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا انعام جتوایا۔ اب ملالہ سربراہ کے طور پر بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کو سپورٹ کر رہی ہے۔

مجھ پر بھروسہ رکھو

ایسا ریگنر کہتی ہیں کہ " مجھے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا یہ اعزازی سربراہ بننے پر بہت خوشی ہو رہی ہے۔ بچوں کی منسٹر ہونے کی حیثیت سے، مجھے بہت فخر محسوس ہوتا ہے اس عالمی کام میں شامل ہو کر جس میں لڑکے اور لڑکیوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے ۔ جب آپ کو بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے سربراہ کے طور پر کام سونپا جاتا ہے، آپ کو سخت محنت کرنا پڑتی ہے اور آپ کو کر کے دکھانا ہوتا ہے۔"

لاکھوں بچوں کی سالانہ شمولیت سے، بچوں کے عالمی انعام کا پروگرام سب سے بڑا سالانہ تعلیم پروگرام بن گیا جس میں برابری، بچوں کے حقوق اور جمہوریت کی بات ہوتی ہے۔ اور علم تبدیلی کے لئے بنیاد رکھتا ہے ۔ اب ہم سب اس میں پوری طرح شامل ہیں، سویڈن کی حکومت حقیقت میں کچھ کرنا چاہیئے۔ ہم بچوں کے حقوق کے حوالے سے کنونشن کریں گے تا کہ اس کو قانونی حیثیت مل سکے۔

" آپ مجھ پر اور سویڈن کی حکومت بھروسہ کر سکتے ہیں! منسٹر کہتی ہے کہ " مجھے بہت عزت ملی،"

ملکہ سلویا

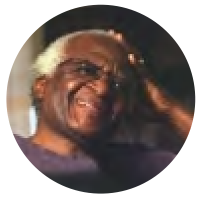

ڈیسمنڈ ٹوٹو

سٹیفن لفوین

نیلسن منڈیلا

گریکا میشل

ملالہ یوسف زئی

ہم بچوں کے حقوق کا جشن مناتے ہیں!

بچوں کے عالمی انعام کے سالانہ پروگرام کی راہنمائی جیوری میں شامل بچوں کے ذریعے ''اَپس ہولم، سویڈن'' میں کی جاتی ہے۔ بچوں کے حقوق کے تینوں ہیروز کو بچوں کیلئے کیے جانے والے انکے کام کے بدلے میں اعزاز اور انعام کی رقم سے نوازا جاتا ہے۔ ایچ۔ ایم ملکہ سلویا آف سویڈن انعام دینے کیلئے جیوری میں موجود بچوں کی مدد کرتی ہیں۔ آپ بعد میں بھی کسی وقت اس پروگرام کا انعقاد کرسکتے ہیں جہاں آپ بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام اور اسکے جشن کے منائے جانے کی فلم جو بچوں کے حقوق کیلئے ہے دکھا سکتے ہیں۔

مینوئیل جو کہ اندھا ہے اور اس کا تعلق جنیوا، بساؤ سے ہے، کو بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے انعام سے نوازا گیا بچوں کے ووٹ کی وجہ سے اور اس کے ساتھ ازبیل کھڑی ہے جس کی اس نے مدد کی تھی۔

ایما جس کا تعلق کینیڈا سے ہے 40 لاکھ سے زیادہ بچوں سے بات کر رہی ہے جو کہ سال 2000 سے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا حصہ ہیں۔

90 سالہ روزی گولمن جس کا تعلق جرمنی سے ہے، جو بچوں کے حقوق کی جدوجہد 50 سال سے کر رہی ہے، کو ملکہ سلویا بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا ایوارڈ دیتے ہوئے۔

ملکہ سلویا بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کا اعزازی ایوارڈ مولی میلچنگ (US اور سینگال) کو دیتے ہوئے، جس نے مغربی افریقہ میں اپنے 40 سال لڑکیوں کے حقوق کیلئے جدوجہد میں گزارے۔

بچوں کے حقوق کی جیوری بچوں کے حقوق کے ہیرو مولی میلچنگ، مریما، بچوں کی منسٹر ایسا ریگنر، ملکہ سلویا، بچوں کے حقوق کا ہیرو مینوئیل، بچوں کے حقوق کی ہیرو روزی گولمن اور آنندی کے ساتھ۔

کچرے سے پاک نسل

بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کی فاؤنڈیشن اور صفائی کو صاف رکھنے کے درمیان اشتراک

پوری دنیا میں مشکل سے کوئی ایسی جگہ ہوگی جو کچرے سے بچی ہوئی ہو، زمین پر، جھیلوں میں اور سمندروں میں کچرا ہوتا ہے۔ اگر ہم نے اس کے متعلق کچھ نہ کیا تو، ہمارے سمندر **2050** تک مچھلیوں کے بجائے پلاسٹک اور کچرے سے بھر جائیں گے! لیکن آپ اور دوسرے بچے اور پوری دنیا سے جوان لوگ تبدیلی لا سکتے ہیں اور کچرے سے پاک نسل بنا سکتے ہیں۔

16 مئی کے دن، کچرے سے پاک دن میں شامل ہوکر اپنی گلیوں، ہمسائیوں اور گاؤں سے کچرا اٹھائیں۔ پھر واپس ہم کو رپورٹ دیں اور بتائیں کے آپ نے اور آپ کے سکول نے کتنے وزن میں کچرا اکٹھا کیا ہے۔ اپنی رپورٹ اس ویب سائٹ پر بھیجیں

worldschildrenprize.org/nolitter

کچرا ایسا ہے کہ جو زمین، جھیلوں اور سمندروں جا کر ختم ہوتا ہے، اور اس ہرگز طور پر ان جگھوں پر نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ گلاس، بوتل، پلاسٹک بیگز، ٹن، سگریٹ اور مٹھائیوں کے لفافے وغیرہ۔ لوگ اور جانور دونوں اس کچرے کی وجہ سے زخمی ہو سکتے ہیں۔ کچھ کچرے میں خطرناک قسم کے ذرات ہوتے ہیں جو کہ ماحول میں شامل نہیں ہونے چاہئیں۔

مختلف ممالک کے مختلف چیلنجز

بہت سے ممالک کچرا اٹھانے اور اس کو الگ کرنے کے سسٹم میں پیچھے ہیں۔ ان میں سے بہت سے کچرے کو گلی میں پھینک دیتے ہیں۔ اور وہاں پر کوئی ایسا سسٹم نہیں جس سے اس کو دوبارہ قابل استعمال میں لایا جا سکے۔ اگر ہم اس بات کی کوشش نہیں کریں گے جو چیزیں ہم پھینکتے ہیں اس کو ہم استعمال میں لا سکتے ہیں، ہم ان کو پھینک کر زمین کے وسائل کو ضائع کر رہے ہیں، کیونکہ ان میں سے بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کو ہم کئی مرتبہ استعمال کر سکتے ہیں۔

جب ہم بچا ہوا گند اور کچرا بغیر کسی کنٹرول کے باہر پھینک دیتے ہیں، تو یہ صحت کو نقصان پہنچانے کا باعث بنتا ہے۔ مثال کے طور پر انسانی فضلہ اور استعمال شدہ سرنج سے لوگوں میں بیماریاں پھیلتی ہیں۔ اس بچے ہوئے گند میں بہت ہی خطرناک کیمکل بھی ہوتے ہیں۔ بہت سارا کچرا جو کہ گلیوں اور کھلی گندگی میں ہوتا ہے، ان کو آخر میں جھیلوں یا سمندروں میں پھینک دیا جاتا ہے۔

دوسرے ممالک میں اس کچرے کو دوبارہ استعمال میں لانے کے اچھے سسٹم ہیں۔ لیکن ان کو دوسرے چیلنجز کا سامنا ہے جیسا کہ، لوگ اس سسٹم کو نہیں سمجھتے اور غیر ضروری چیزیں خریدتے ہیں، جس سے زیادہ ویسٹ اور کچرا پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح مختلف ممالک مختلف قسم کے چیلنجز کا سامنا کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر انڈیا

انڈیا کے بہت سے حصوں میں ویسٹ سنبھالنے کا کوئی خاص انتظام نہیں ہے، لیکن تامل ناڈو کے **11** اضلاع میں اب انہوں نے بہت اچھا سسٹم متعارف کروایا ہے۔ ان اضلاع کے رہنے والے ویسٹ کو الگ الگ **3** کنٹریز زمیں ڈالتے ہیں۔

کھانے سے بچا ہوا گند ہری باسکٹ میں۔ یہ ڈبے سے لیا جاتا ہے، جو مٹی کی طرح ہوتا ہے اور اس سے بائیو گیس بنتی ہے۔

←

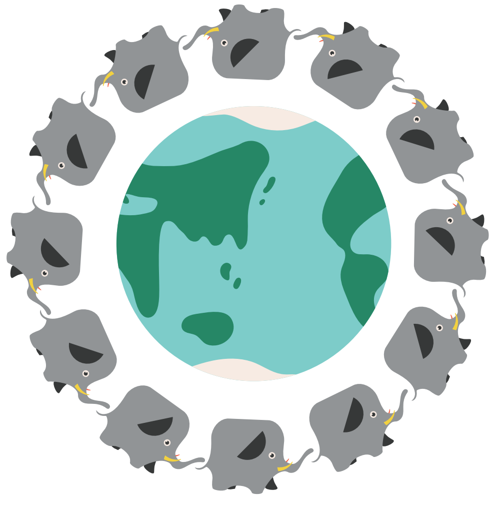

2 کروڑ 50 لاکھ ہاتھیوں جتنا پلاسٹک ہمارے جزیرے پر ہے

اس وقت تقریباً دنیا کے جزیرے پر ڈیڑھ ارب ٹن پلاسٹک پہلے سے ہی موجود ہے۔اس کا وزن تقریباً 2 کروڑ 50 لاکھ ہاتھیوں کے برابر ہے۔ اگران سب ہاتھیوں کوان کی سونڈ سمیت ایک لائن میں کھڑا کر دیا جائے تو وہ لائن 200,000 کلومیٹر لمبی ہوگی۔اس لائن کی لمبائی دنیا کے 5 چکر لگانے کے برابر ہوگی۔

یہ مواد کو دوبارہ بنا کر استعمال میں لایا جاسکتا ہے،ان میں سے کچھ پلاسٹک بوتل اور کاغذ ہے،ان کو سفید بیگ میں رکھا جاتا ہے۔جو مواد الگ کرلیا جاتا ہے،اس کو بیچ کر دوبارہ مختلف جگہوں پر استعمال میں لایا جاتا ہے۔ایسا کچھ جن کو دوبارہ استعمال میں نہیں لایا جاسکتا اس کچرے کو کالے بیگ میں ڈالا جاتا ہے۔اس کچرے کو اکٹھا کر کے،ایک کھلے میدان میں لے جا کر اچھے طریقے سے محفوظ کرلیا جاتا ہے۔

تامل ناڈو میں لوگ کوشش کرتے ہیں کہ پہلی باسکٹ میں کم سے کم کچرا ہو۔ مثال کے طور پر،لٹل فلاور سکول نے پورے سکول میں پلاسٹک کے استعمال پر پابندی لگائی ہوئی ہے،کوئی بھی جب سکول میں آتا ہے تو اس کو یاد دلایا جاتا ہے کہ یہاں پلاسٹک استعمال کرنے پر پابندی ہے۔

مثال کے طور پر سویڈن

سویڈن کے پاس ویسٹ کو دوبارہ قابل استعمال کرنے کا سسٹم موجود ہے۔ پرانے اخبارات کو اکٹھا کر کے دوبارہ نئے اخبار کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔دھاتی کین اور شیشے کی بوتلوں کو پگھلا کر اس کو دوبارہ نئ بوتلیں اور کین بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔کچھ پلاسٹک کو بھی نیا پلاسٹک بنانے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

ایسا کچھ جو دوبارہ استعمال میں نہیں لایا جاسکتا ان کو ضائع کرنے کی علیحدہ سہولت ہوتی ہے، جہاں پر اس کو خارج کرنے کیلئے گرمی کا استعمال کیا جاتا ہے بہت سے گھروں کو گرم پانی سے صاف کیا جاتا ہے۔اور ایسا ویسٹ جس کو دوبارہ استعمال میں نہیں لایا جاسکتا اس کو جگہ پر پھینکا جاتا ہے جہاں پر کم سے کم ماحولیاتی آلودگی ہو۔

لیکن سویڈن میں بہت سے لوگ اپنا کچرا اکٹھا کرنے میں شرم محسوس نہیں کرتے ہیں،اور اس کو اچھی طرح الگ نہیں کرتے۔ایسا مواد جس کو دوبارہ استعمال میں لایا جاسکتا ہے اس کو عارضی گندگی میں رکھا جاتا ہے،اور اس کچرے کی بڑی تعداد کو گراؤنڈ میں پھینک دیا جاتا ہے۔سویڈن میں کچرا بہت مقدار میں اکٹھا ہوتا ہے کیونکہ یہاں پر لوگ ایسی چیزیں خریدتے ہیں جو صرف ایک بار ہی استعمال میں آتی ہیں۔اس چیز کو بدلنے کیلئے ،ہمیں اپنے رویے کو بدلنا پڑے گا۔

کچرے کی پیسوں میں قیمت

یہ بہت مشکل ہے کہ پتا چل سکے کہ پوری دنیا سے جو کچرا اکٹھا ہوتا ہے اس کی کیا قیمت ہوگی ۔ بہت سے ممالک صفائی اور کچرا اٹھانے کیلئے بہت سے وسائل کا استعمال کرتے ہیں۔ کچرے کا مطلب ہے کہ جو ٹورسٹ اس علاقہ میں آتے ہیں وہ نہ آئیں،جس سے ملک میں پیسہ کم آئے گا۔زیادہ کچرا جو کہ زمین پر ختم ہوگا اور ہمارے دریاؤں میں ، اس سے قیمت کا اندازہ لگانے میں زیادہ نتائج سامنے آئیں گے۔شروع سے ہی یہ بہت آسان حل ہے کچرے سے نمٹنے کیلئے۔ بہت سارا کچرے کا اختتام اس پر ہوتا ہے کہ اس کو دوبارہ استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

کچرا جانوروں کیلئے نقصان دہ ہوسکتا ہے

بہت سے جانور کچرے کی وجہ سے زخمی ہو جاتے ہیں۔ وہ اس کی وجہ سے اپنے آپ کو زخمی کر سکتے ہیں،اس میں پھنس سکتے ہیں یا اس کو کھا کر ختم کر سکتے ہیں۔ جو جانور پلاسٹک کین کھاتے ہیں اس سے وہ مر جاتے ہیں یا آہستہ آہستہ بہت کمزور ہو جاتے ہیں کیونکہ ا کے معدے میں کھانے کے بجائے صرف پلاسٹک ہی رہ جاتا ہے۔ بڑے اور چھوٹے دونوں جانور کچرے کی وجہ سے زخمی ہو سکتے ہیں،مثال کے طور پر، وہیل ، کچھوے، مچھلی ، پرندے اور گائے وغیرہ۔

مچھلیوں سے زیادہ پلاسٹک ہے

بہت سارا پلاسٹک سے بنا کچرا سمندر میں آ کر گرتا ہے۔ یہ ہواؤں، دریاؤں اور بارش کے پانی میں بہت لمبا سفر طے کر کے سمندر میں گرتا ہے ۔ اگر ہم اس کے متعلق کوئی اقدام نہیں کریں گے تو 2050 تک سمندر میں مچھلیوں سے زیادہ پلاسٹک ہوگا۔

ایک وہیل مچھلی کے پیٹ میں 30 پلاسٹک کے بیگ ہوتے ہیں

* ہمارے سمندروں میں ہر سال تقریباً 80 لاکھ پلاسٹک کا کچرا پھینکا جاتا ہے۔
* اس پلاسٹک کی وجہ سے 600 سے زائد سمندر اور اس کے گرد رہنے والے جانور زخمی ہوتے ہیں۔
* اگر یہ سب اسی طرح چلتا رہا تو 2050 تک 99 فیصد سمندری جانور پلاسٹک کھائیں گے۔
* ناروے میں ایک مناسب وہیل مچھلی کے پیٹ میں 30 پلاسٹک بیگ ہوتے ہیں۔

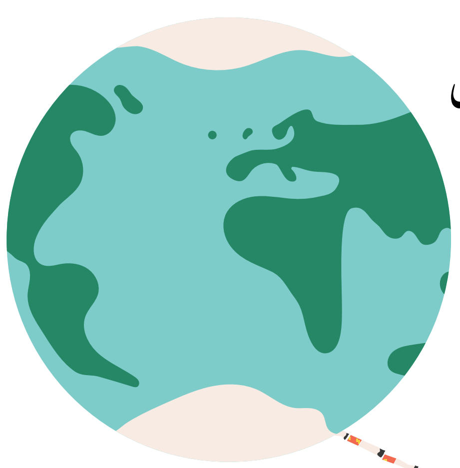

4500 بلین سگریٹ کے ٹکڑے زمین پر ہیں جس کا مطلب ہے کہ اگر ان کو ایک لائن میں جوڑا جائے تو 117 مرتبہ زمین سے چاند تک کا سفر کیا جاسکتا ہے۔

پوری دنیا میں تقریباً 4500 بلین سگریٹ کے ٹکڑے ہر سال اکٹھے کئے جاتے ہیں! اگر آپ ان سب ٹکڑوں کو لائن میں جوڑیں تو یہ لائن تقریباً 9 کروڑ کلومیٹر لمبی بنتی ہے۔ یہ لائن اتنی دور تک بنتی ہے کہ جیسے زمین سے چاند تک 117 مرتبہ چکر لگایا جاسکتا ہے۔ان سگریٹ کے ٹکڑوں کو بالکل چھوٹا ہونے کیلئے بھی 3 سال کا عرصہ لگ جاتا ہے کہ یہ نظر نہ آئیں۔لیکن یہ چھوٹے ٹکڑے بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

پلاسٹک جلدی ختم نہیں ہوتا

پلاسٹک کا خاتمہ گراؤنڈ پر یا تو سمندر میں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کے ساتھ بہت آرام سے ہوتا ہے۔اس عمل کو ہزاروں سال لگ جاتے ہیں۔حتی کہ چھوٹے سے پلاسٹک کے ٹکڑے بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ پلاسٹک کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جانور کھا سکتے ہیں ۔ جب یہ جاندار اور پھر بہت تعداد میں ان جانوروں کو کھانا ، پلاسٹک ایک فوڈ چین کی طرح ساتھ رہتا ہے ۔آخر میں ، جو پلاسٹک ایک مچھلی نے کھایا ہوا ہوتا ہے وہ مچھلی آپ اپنے کھانے میں کھاتے ہیں۔ریسرچ کرنے والے اس بات کو ڈھونڈنے کی کوشش کررہے ہیں کہ جو پلاسٹک ہم اور جانور کھاتے ہیں وہ ہمیں کس حد تک نقصان پہنچا سکتا ہے۔

تبدیلی کیلئے کام کرنا

بہت سے بچے اور جوان پوری دنیا سے کچرے کو کم کرنے کی مہم چلا رہے ہیں۔

بہت سے ممالک میں پلاسٹک کے استعمال پر پابندی لگائی جارہی یا اس کی قیمت اتنی زیادہ کردی ہے کہ اس کا استعمال کم ہو سکے کیونکہ یہ نقصان دہ ہے۔

افریقہ کا پہلا ملک ریوانڈا ہے جس نے سب سے پہلے پلاسٹک کے استعمال پر پابندی لگائی ہے۔

بہت سے ممالک اس کام کو ٹھیک کرنے کیلئے بہت سے آسان کام کررہے ہیں،مثال کے طور پر ایسے باسکٹ کا استعمال جو ڈھکا ہوا ہو اس میں گندگی پھینکتے ہیں، اس طرح گندگی باہر نہیں پھیلتی ، اور اس دوبارہ استعمال میں لانے کیلئے مدد ملتی ہے۔

جو کمپنیاں پلاسٹک کی پیکنگ بناتی ہیں، ان کو کہا جاتا ہے کہ چھوٹی پیکنگ بنائی جائے جس کا خاتمہ کچرے پر نہ ہو۔

بہت سے ممالک میں سالانہ کچرا اٹھانے کی مہم چلائی جاتی ہے، جیسا کہ کچرے سے پاک دن، جب بچے اور بڑے دونوں مل کر کچرا اٹھاتے ہیں تو ان کو کچرے کے حوالے سے سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔

بہت سے ممالک مل کر کچرے کو ختم کرنے کے حوالے مسائل ختم کرنے کا کام کرتے ہیں۔ 2015 میں اقوام متحدہ میں شامل تمام ممالک نے 17 عالمی اہداف معاشی طور پر، سماجی طور پر اور ماحولیاتی مستحکم ترقی کیلئے مقرر کئے تھے۔ یہ تمام اہداف 2030 تک مکمل ہونے ہیں، اور یہ سب اس وقت ہی ممکن ہے جب سب اپنی جگہ تھوڑا حصہ ڈالیں گے ۔ دوبارہ قابل استعمال میں لانا، ویسٹ کے ساتھ نمٹنا اور کچرا نہ پھینک کر ہم ان اہداف کو پورا کر سکتے ہیں۔

کچرے سے پاک دن

16 مئی کے دن ، یا اس ہفتے میں اور کوئی بھی دن ،مختلف ممالک سے بچے اکٹھے ہو کر اپنے سکول اور جہاں وہ رہتے ہیں اور گاؤں سے کچرا اکٹھا کرتے ہیں۔ یہ بچے کچرے سے پاک نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ایک اچھی دنیا کے لئے چیزوں کو بدل رہے ہیں، اور اس دن خاص طور پر دنیا میں صفائی اور صحت کیلئے ہے ۔ وہ اس کچرے کو الگ الگ کر کے وزن کرتے ہیں جو کچرا انہوں نے کچرے سے پاک دن میں اکٹھا کیا ہوتا ہے ۔پھر وہ اس کی رپورٹ تیار کرتے ہیں جو کچرا انہوں نے اکٹھا کیا ہوتا ہے اور اس کا وزن کر کے اپنے ملک میں موجود نمائندے کو دیتے ہیں یا پھر وہ اس ویب سائٹ پر بھیج سکتے ہیں۔

www.worldschildrensprize.org/nolitter

ایکرا کے سینٹ کے مائیکل سکول میں کچرا الگ کرتے ہوئے۔ جو کہ ایکو سکول گھانا کا حصہ ہے۔

ہم اس کچرے سے کیا بنا سکتے ہیں؟

شیشے کو دوبارہ استعمال میں لا کر اس سے بوتل اور پینے کے گلاس بنائے جاسکتے ہیں، اور اس کا استعمال ایک خاص قسم کی اسفالٹ بنا کر سڑک پر ہوتا ہے۔ اخبار کی مدد سے کاغذ، ٹشو، لکھنے کا کاغذ اور انڈوں کے ڈبے بھی بنائے جاسکتے ہیں۔ دھات اور تانبے سے دھاتی تار اور عمارتوں کے لئے سامان بنایا جاسکتا ہے ، دھات، کرسیاں اور میز بھی۔ دوبارہ استعمال شدہ لکڑی سے ڈسٹ بن، کھلونے ، موسیقی کے ساز اور فرنیچر بنائے جاسکتے ہیں۔ پلاسٹک کی بوتلوں کو پگھلا کر ان سے کمبل، چھوٹے تکیے، فلیس کے گرم کوٹ اور سونے کے والے بنائے جاسکتے ہیں۔ 10 بوتلوں سے اتنا فائبر مل سکتا ہے کہ ایک ٹی شرٹ بنائی جاسکتی ہے، اور 63 بوتلوں سے ایک فلیس کا ٹاپ تیار ہوتا ہے۔ کیا آپ کو اور مشوروں کی ضرورت ہے کہ ہم کچرے کو استعمال کر کے کیا بنا سکتے ہیں؟

کس طرح آپ اور آپ کے دوست کچرے سے پاک نسل میں شامل ہو سکتے ہیں:

1۔ کچرے سے پاک میگزین میں جو کچھ ہے اس کو پڑھیں اور آپس میں بات کریں۔

2۔ جس جگہ پر رہتے ہیں اسے کیسے کچرے سے پاک رکھنا ہے اس پر بات کریں۔

3۔ کچرے سے پاک میگزین اپنے ساتھ گھر لے کر جائیں اور اپنے گھر والوں کو، دوستوں کو اور ہمسائیوں کو اس کے بارے میں بتائیں۔ ان سے شیئر کریں جو کچھ آپ نے سیکھا اور ان سے بات کریں کہ کہ وہ کس طرح اپنی گلی اور گاؤں کو کچرے سے پاک رکھ سکتے ہیں۔

4۔ اپنے طور پر کچرے سے پاک دن کا اہتمام کریں اور کچرا اٹھائیں، اکٹھا کیا ہوا کچرا الگ الگ کر کے ان کا وزن کریں۔ بڑے احتیاط کے ساتھ اکٹھا کریں اور کچرے سے اپنے آپ کو نقصان نہ پہنچائیں اور اگر آپ کو ایسی کوئی چیز ملے جو خطرناک یا تیز ہو تو آپ کسی بڑے کی مدد لے سکتے ہیں۔

5۔ جتنا کچرا آپ نے اکٹھا کیا ہے اس کا وزن کریں اور اس کی رپورٹ بنائیں۔

6۔ اس بات کی تسلی کر لیں جو کچرا اکٹھا کیا ہے وہ سب دوبارہ استعمال میں لایا جاسکتا یا اس کو ایسی جگہ پر کر رکھیں جہاں پر محفوظ رہ سکے۔

7۔ اپنی کوششوں کا جشن منائیں!

کچرے سے متعلق اچھی اور بری بات

* ایسا کچرا جو کچھ بننے میں استعمال ہوسکتا ہے اسے یقینی طور پر دوبارہ استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ اس طرح ہماری چیزیں اور مواد دوبارہ استعمال ہوسکتا ہے اور یہ زمینی وسائل کو بچانے میں بھی مدد گار ہوسکتا ہے۔
* اگر یہ ممکن نہیں، تو کچرے کو اٹھا کر کہیں گندگی میں پھینک دینا چاہئے۔ لیکن ہمیں یہ بہت احتیاط سے کرنا چاہئے، کہ ہم ہوا اور پانی آلودہ نہ کریں۔
* کچرے کے لئے بری بات یہ ہے کہ اگر ہم اس کو گلیوں میں، دریاؤں میں یا جھیلوں میں پھینک دیں۔

ایسے کام جو آپ اور آپ کے دوست کچرے سے پاک نسل کیلئے کر سکتے ہیں

وہاں دیکھیں جہاں آپ رہتے ہیں:

* کیا آپ کے پاس ایسا نظام موجود ہے کہ آپ کچرے کو سنبھال سکتے ہیں؟
* جب کچرا اور گند اکٹھا ہوتا ہے تو اس سے کیا مسائل بنتے ہیں؟

تبدیلی کیلئے مشورہ کریں:

* کچرے پر قابو پانے کیلئے آپ کیا مشورہ دیتے ہیں؟
* آپ کے پاس کچرے کو حل کرنے کیلئے کیا مشورہ ہے؟
* جہاں آپ رہتے ہیں وہاں کچرے کے متعلق فیصلہ کرنے کا اختیار کس کے پاس ہے؟ جو وہاں کا انچارج ہے اس ملیں اور اپنا مشورہ دیں۔
* جہاں آپ رہتے ہیں وہاں سب کو بتائیں کہ کچرا پھیلانا بری بات ہے۔ ان کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اپنے سکول، گلی اور گاؤں سے کچرے کو ختم کریں اور ان کو طریقے بتائیں کہ وہ کیسے کر سکتے ہیں۔
* پروگرام بنائیں کہ کس طرح کچرے سے پاک نسل کچرے کو کم کرنے کا کام کر سکتی ہے کہ جب کچرے سے پاک دن نہ ہو۔
* کچرے کو دوبارہ استعمال میں لانے کیلئے نئے خیال پیش کریں۔
* اور کوشش کریں، کہ آپ خود کچرا نہ پھینکیں!

TEXT: PIA LINGHEDE ILLUSTRACIONES: LINUS NYSTRÖM FOTO: HÅLL SVERIGE RENT

FOTO: ALI HAIDER

پاکستا میں بھٹے پر بچے جو کہ کچرے سے پاک نسل کا حصہ ہیں اور وہ یہ اردو میں لکھ کر بتا رہے ہیں

کچرا ہر ایک کی ذمہ داری ہے

زیادہ تر انسانی تاریخ کو دیکھا جائے تو، کچرا کوئی بہت بڑا مسئلہ نہیں رہا۔ اس میں زیادہ تر نباتاتی ہوتا تھا، کھانا اور کچن میں استعمال ہونے والی چیزیں، جو کہ واپس زمین میں ہی حل ہو جاتی تھیں۔

یہ مسائل اس وقت بڑھنا شروع ہوئے جب شہر پھیلنا شروع ہو گئے اور ہم نے پلاسٹک سے چیزیں بنانا شروع کر دیں۔ یہ اس لئے بنائی گئیں کہ ان کی مدد سے کھانے کو محفوظ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، اس نے خطے میں بہت زیادہ گند پیدا کیا، جو کہ اپنے آپ ختم نہیں ہوسکتا تھا۔

اس کے نتیجے میں، بہت سے ممالک نے اس کچرے سے نمٹنے کیلئے کچھ نظام بنائے۔ بہت سے غریب ممالک نے دوسری چیزوں میں پیسہ لگایا۔ اضافی طور پر، بہت سے امیر ممالک، بعض اوقات غیر قانونی طور پر، اپنی خطرناک قسم کی گندگی کو غریب ممالک کی طرف بھیج دیتے ہیں۔ جس میں کاروں کے ٹائر جو کہ ربڑ کے بنے ہوتے ہیں اور الیکٹرک کی گندگی جو کہ موبائل اور کمپیوٹر سے بچتی ہے۔ لیکن صرف یہ ہی نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے گندگی کے پہاڑ بہت جلد بن رہے ہیں۔

زیادہ دولت، زیادہ کچرا

جیسے جیسے آپ امیر ہوتے ہیں، عمومی طور پر اگر آپ شہر میں رہتے ہیں، آپ زیادہ گندگی اور کچرا پیدا کرتے ہیں۔ امریکہ اور جاپان ایسے ممالک ہیں جو سب سے زیادہ گندگی پیدا کرتے ہیں، لیکن وہ اس کو سنبھالنے کا بھی انتظام رکھتے ہیں، اس لئے وہاں غریب ممالک کی نسبت کچرا بہت کم دکھائی دیتا ہے، جو کہ بہت کم کچرا پیدا کرتے ہیں۔ کچرے کو اکٹھا کرنے کا نظام یہاں بہت کم ہے لوگ زیادہ تر کچرا گلی میں پھینک دیتے ہیں۔ بیمار ہونا عام مسئلہ ہے ۔ لیکن اس طرح صورتحال اور خراب ہوتی جا رہی ہے اگر حقیقت کو نظر انداز کیا جائے کہ لاکھوں ٹن کچرے کا چوتھائی حصہ ہر روز غریب لوگ جو کچرا اٹھاتے ہیں اکٹھا کرتے ہیں۔

کچرا اٹھانے والے ضروری ہیں

پاکستان میں سدرہ تقریباً ان 1.5 کروڑ لوگوں میں سے ایک ہے جو زندہ رہنے کیلئے کچرا اٹھاتی ہے۔ وہ اور نشاء اینٹ بنانے والے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں، دونوں کچرے سے پاک نسل میں حصہ لینے کا بہت شوق ہے اس لئے وہ کچرے سے پاک دن میں حصہ لیتی ہیں۔ یہ اس ملک میں رہتی ہیں جہاں پر کچرے سے نمٹنے کیلئے کوئی نظام نہیں ہے۔ جن لوگوں کے پاس پیسہ ہے وہ گندگی پھینکتے ہیں اور جو غریب ہوتے ہیں وہ اس کو اٹھاتے ہیں، اس کو الگ کر کے فروخت کرتے ہیں اور اپنی ضرورت کی چیز لیتے ہیں۔ سدرہ کے گھر والے بہت عرصے سے کچرا اٹھا رہے ہیں اور وہ اس کو دوبارہ استعمال میں لانے کے ماہر ہیں۔ لیکن یہ بہت سخت اور خطرناک کام ہے اور اس کے پیسے بھی تھوڑے ملتے ہیں۔

کامیاب احتجاج

یہ بہت ناانصافی ہے کہ کچھ لوگ کچرا پیدا کرتے ہیں، اور دوسرے صرف اس لئے کچرا اٹھاتے ہیں کہ وہ غریب ہیں۔ چیزوں کو صاف ستھرا رکھنا اور کچرے کی احتیاط کرنا بہت ضروری کام ہے۔ بچوں کو ہرگز کام نہیں کرنا چاہئے، ان کو سکول جانا چاہے۔ انڈیا کے شہر پونا میں پوری دنیا سے کچرا اٹھانے والوں نے اب احتجاج شروع کر دیا ہے ۔ اور سیاستدانوں نے حقیت میں اس کو سننا شروع کر دیا ہے! انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ کچرا اٹھانے والوں اور خاص طور پر کچرا اٹھانے والی عورتوں کو تنخواہ دیں گے ۔ ایک عورت نے صفائی کرنے والی کمپنی کا آغاز کیا ہے اور اب ان کو تنخواہ ملتی ہے، کام کا اچھا ماحول اور حفاظتی کپڑے بھی ملتے ہیں۔ اب وہ کم گھنٹے کام کرتی ہیں اور زیادہ پیسے لیتی ہیں۔ لیکن سب سے اچھی بات یہ کہ ان بچے اب کچرا اٹھانے کے بجائے سکول جاتے ہیں۔

ایک دوسرے کی مدد کرنا

یہ ہر ایک کی ذمہ داری ہونی چاہئے ہر جگہ اس بات کو یقینی بنائیں ، خاص طور پر بچوں کیلئے ، ایک صاف ستھرا اور محفوظ ماحول ہونا چاہئے ۔ ہم کچرا اٹھانے میں ایک دوسرے کی مدد کر کے لوگوں تک یہ بات پہنچا سکتے ہیں کہ ماحول کو کیسے صاف رکھنا ہے ۔ لیکن پوری دنیا کے راہنماؤں کو اپنا وعدہ یاد رکھنا چاہئے: کہ اقوام متحدہ کے عالمی اہداف کو 2030 سے پہلے پہلے حاصل کرنے چاہئیں اور انتہائی غربت کو ختم کرنا، غیر مساوی حقوق اور ناانصافی کے معاملے کو حل کرنا ہے۔ نشا اور سدرہ کی طرح کے بچوں کو یہ آزادی ملنی چاہئے کہ جب وہ بڑے ہوں تو جو وہ چاہتے ہیں وہی کام کر سکیں۔

نشاءاورسدرہ کچرے سے پاک نسل کا حصہ ہیں

12 سالہ نشاء، جماعت 5، BRIC سکول

جب روزانہ سہ پہر کو نشاء سکول سے واپس آتی ہے تو پھر اینٹیں بنانے کا کام کرتی ہے۔اس کے گھر والے قرض کے بوجھ تلے دبے غلام ہیں اور نشاء اس قرض کو اتار کر ان کی مدد کرنا چاہتی ہے۔سدرہ جب سکول نہیں جاتی تھی تو وہ کچرا اکٹھا کر کے مختلف خریداروں کو فروخت کرتی تھی۔ پاکستان میں موجود دونوں لڑکیوں نے بچوں کے عالمی انعام کے پروگرام کے ذریعے اپنے حقوق کے بارے میں سیکھا۔اب وہ کچرے سے پاک نسل کا حصہ بنناچاہتی ہیں اور 16 مئی کو کچرے سے پاک دن میں کچرا اٹھا کر دوسروں کو سکھانا چاہتی ہیں کہ کچرا مت پھینکیں!

"میری بہن اور ماں روز صبح 4 بجے اٹھ کر شام تک اینٹیں بناتی رہتی ہیں۔میری ماں نے میرے والد کے علاج کیلئے بھٹہ کے مالک سے بہت قرض لیا تھا۔اس وقت سے ہم اس کے غلاموں کی طرح زندگی گزار رہے ہیں۔

"سکول سے واپس آ کر میں کھانا بناتی ہوں ۔اور پھر میں اپنی بہن اور ماں کیلئے کھانا لے کر جاتی ہوں۔ پھر میں ان کے ساتھ رک کر شام تک اینٹیں بناتی ہوں۔ میں روزانہ 200 اینٹیں بناتی ہوں۔

"وہاں کا مالک اور اس کا مینجر بچوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا ہے ۔ وہ ہم پر چلاتے ہیں اور اکثر بری طرح مارتے بھی ہیں۔ میں بہت افسردہ ہو کر کام تیزی سے کرتی ہوں۔ میں یہ سوچتی ہوں کہ اگر میں زیادہ اینٹیں بناؤں گی تو میں جلدی اس قابل ہو جاؤں گی کے ان کا قرض ادا کر کے آزادی حاصل کرسکوں۔

"شام کے بعد پھر میں اپنے گھر کے کام کرتی ہوں ۔ ہم صرف کرسمس پر ہی نئے کپڑے اور جوتے لیتے ہیں، لیکن خدا کا شکر ہے کہ ہمیں سکول جانے کا موقع ملا۔ میں اپنی تعلیم پر پوری توجہ دیتی ہوں ۔ میں ایک ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں اور ہسپتال کھولنا چاہتی ہوں ۔پھر میں اپنی ماں اور بہن کیلئے کپڑے اور جوتے خریدوں گی اور پھر وہ بھٹے پر کام نہیں کریں گی ۔ میں سکول کبھی بھی نہیں چھوڑوں گی، کیونکہ میں جانتی ہوں کہ تعلیم کے ذریعے ہی ہم اپنی زندگی بہتر بنا سکتے ہیں۔

"میں نے سیکھا ہے کہ میرے بھی حقوق ہیں، تمام بچے اہم ہیں اور ہر ایک کو ہمارے حقوق کا احترام کرنا چاہئے ۔ یہاں ہر کوئی یہی سوچتا ہے کہ لڑکے ہم لڑکیوں کی نسبت زیادہ بہتر ہیں۔اس کو سوچ کو لازمی طور پر بدلنا چاہئے اور لڑکیوں کا احترام ہونا چاہئے۔

"مجھے یہ بہت اچھا لگا ہے کہ ہم کو بھی کچرے سے پاک نسل کا حصہ بننا چاہئے۔کچرا ہر ایک یعنی انسان اور جانور دونوں کیلئے نقصان ہے۔ہمیں ہر جگہ کچرا نہیں پھینکنا چاہئے اور لوگوں کو اس کے بارے میں بتانا چاہئے کہ وہ ایسا نہ کریں ۔ یہ بہت اچھا ہے کہ ہم کچرے سے پاک دن میں پوری دنیا کے بچوں کے ساتھ حصہ لے رہے ہیں۔"

"میں روزانہ 200 اینٹیں بناتی ہوں"

"تعلیم واحد ذریعہ جس سے آپ اپنی زندگی بہتر بنا سکتے ہیں"

" ہم پہلے ہی عالمی ووٹ میں حصہ لے چکے ہیں۔"

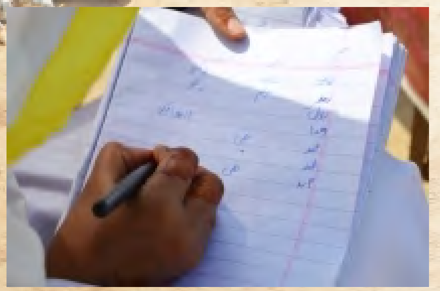

"جو کچرا بچوں نے اکٹھا کیا ہے
ہم اس کو کاپی پر لکھتے ہیں "

12 سالہ سدرہ، جماعت 3، BRIC سکول

"ہم ان چادروں کے گھروں میں پیدا ہوئے ہیں اور ہماری زندگی کا خاتمہ بھی انہیں چادروں کے گھروں میں ہوگا۔ میرے گھر میں تمام لوگ پورا ہفتہ کچرا اٹھاتے ہیں ۔ہم اس کو خریدار کو فروخت کرتے ہیں اور اس پیسے سے کھانا خریدتے ہیں۔

"میں ہمیشہ یہ سوچ کر حیران ہوتی ہوں کہ لوگ اتنا کھانا ضائع کیوں کرتے ہیں، جو ہم بازار سے خرید بھی نہیں سکتے ہیں۔بعض اوقات ہمیں کھلونے بھی ملتے ہیں ۔ان میں سے بہت سے ٹوٹے ہوتے ہیں لیکن ہمارے کھیلنے کیلئے ٹھیک ہوتے ہیں ۔ہم کبھی نئے کپڑے نہیں خریدتے ، ہم وہی کپڑے استعمال کرتے ہیں جو ہمیں کچرے میں سے ملتے ہیں۔

میرا معجزہ

ایک دن جب میں اٹھی تو میرے والد نے مجھے بتایا؛تم آج کچرا اٹھانے نہیں جاؤ گیبلکہ آج تم سکول جاؤ گی ۔ یہ ایک معجزہ تھا! میں نے کبھی اپنے خواب میں بھی سکول جانے کا نہیں سوچا تھا۔ میں بہت خوش تھی ۔ میرے خاندان میں پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تا تھا۔

"ایک چیز مجھے درد دیتی تھی ۔ دوسرے طالب علم میرا مذاق اڑاتے تھے کیونکہ میں خانہ بدوش گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ میں نہیں جانتی کہ لوگ ہم سے نفرت کیوں کرتے ہیں۔ہم بھی بالکل ان کی ہی طرح ہیں ! لیکن میرے تعلیم کے شوق نے مجھے یہ سب برداشت کرنے میں مدد دی اور بعد میں سکول میں میرے دوست بھی بن گئے۔

"جب میں نے سکول جانا شروع کیا تو دوسروں نے بھی اپنے بچوں کو سکول بھیجنا شروع کر دیا۔تعلیم کے ذریعے مجھے اپنے علاقے میں بہت عزت ملی۔ میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے بہت محنت کرونگی اور یک سماجی کارکن بن کر، اپنے لوگوں کے حقوق کیلئے جدوجہد کرسکوں۔

"میں نے سیکھا ہے کہ تمام بچوں کے حقوق ہیں۔ یہ بہت ہی شاندار تجربہ رہا ہے۔لیکن یہاں پر بڑوں کو تعلیم کی ضرورت ہے کہ وہ لڑکیوں کے حقوق کو جان سکیں۔

"سکول سے واپس آ کر میں کچرا اٹھانے چلی جاتیہوں ۔ جب ہم کچرا اکٹھا کرتے ہیں تو دوسرے لوگ ہمیں ایسے دیکھتے ہیں کہ جیسے ہم انسان ہی نہیں ہیں۔اور اکثر خریدار کچرے کا وزن کرتے ہوئے ہم سے دھوکہ کرتے ہیں۔

"ہم ہمیشہ وہاں رہتے ہیں جہاں چاروں طرف صرف کچرا ہی ہوتا ہے۔لیکن یہ بہت اچھا ہوا گر کچرا نہ ہو۔لیکن پھر ہم پیسے کیسے کما سکتے ہیں؟ میں بہت خوش ہوں کہ میں کچرے سے پاک نسل کا حصہ ہوں ۔ ہمیں لوگوں کو کچرے کے متعلق بتانا چاہئے، تا کہ لوگ ماحول سے واقفیت رکھ سکیں، اور اپنی عادات کو بدلیں۔ یہ بہت ہی اچھا ہو کہ اگر سب مل کر کچرے سے پاک دن میں کچرا اٹھائیں۔"

"سکول جانا میرے لئے معجزہ تھا"

جو پیسے کچرے سے پاک دن سے ملے اس سے سکول کی فیس دی

نشاء اور اس کی دوستوں نے کچرے سے پاک دن میں جو کچرا اٹھایا اس کو خریدار کو فروخت کردیا۔ وہ پیسے انہوں نے اپنے سکول کے خرچے پر استعمال کئے ۔ سدرہ اور اس کی دوستوں نے جو پیسے کچرے سے کمائے تھے انہوں نے اپنے سکول کیلئے استعمال کئے۔

کچرے سے پاک نسل کچرا اٹھاتے ہوئے

نشاء اور اس کی دوست پہلے سے ہی کچرے سے پاک نسل کا حصہ بن چکے ہیں۔
جہاں پر وہ رہتے ہیں وہاں سے کچرا اکٹھا کر کے نشاء ان کا وزن کرتی ہے۔

FOTO: ALI HAIDER

NO LITTER day
16 MAY
MAI MAIO MAYO
جيلٌ بلا مُهملات
JIIL QASHIN LA'AAN AH
स्वच्छ पीढ़ी
کچرے سے پاک نسل
SKRÄPFRI GENERATION
NO LITTER GENERATION
NO LITTER generation
نسل بدون زباله
GÉNÉRATION SANS DÉCHETS
GENERACIÓN SIN RESIDUOS
نسل بدون كثافات
GERAÇÃO SEM SUJEIRA
फोहोर नफाल्ने दिन
SVENSKA POSTKOD LOTTERIET
KEEP SWEDEN TIDY
UNITED POSTCODE LOTTERIES